

قرآن کیا کہتا ہے؟

(حصہ دوم)

جدید ترین تحقیقی علمی و ادبی
قرآنی موضوعاتی تراجم

از

اورنگزیب یوسف زئی

کمپوزنگ اینڈ پبلیشنگ
گلوبل سکالرز ریسرچ کمپلیکس



قرآن کیا کہتا ہے؟

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ نمبر
1	عرض مصنف	4
2	عرض ناشر	5
3	اظہار تشکر	6
4	کچھ مصنف کے بارے میں	7
سلسلہ وار موضوعاتی تراجم 36-70		
11	شادیاں یا انسانی حقوق - سورة النساء آیات 22-25	
17	نبی کی بیویوں سے خطاب یا کمزور عوام سے سورة احزاب آیات 28 سے 34 تک	
20	سورة نمبر 111 - المسد - کیا واقعی یہاں ابی لہب نامی آدمی کا ذکر ہے؟	
22	حروف مقطعات - آلم - ال م تمام تر مروجہ من گھڑت قیاسی تفاسیر کا بطلان	
24	قصہ یوسف وزلیخا - قرآن حکیم کے ادب عالی کے اسلوب میں من گھڑت روایتی تفاسیری مواد کا بطلان	
31	قرآن میں قربانی یا ذبح عظیم سے کیا مراد ہے؟	
33	"طلاق" کا دھوکا	
44	نکاح [شادی] کا دھوکا	
51	سورة التحريم [66]	
55	قرآن میں جبرائیل اور میکائیل کسے کہا گیا ہے؟	
60	چاروں قُل کہلانے والی سورتیں 109، 112، 113، 114 کے جدید علمی و عقلی تراجم	
64	شہر بابل کے دو فرشتوں ہاروت و ماروت کا افسانہ	
68	سورة نمبر 86 - الطارق	
71	داستان حضرت سلیمان اور ملکہ سباء	
79	حضرت موسیٰ کا سمندر کو دو حصوں میں تقسیم کرنا	
81	سورة الماعون [108]، سورة الکوثر [107] اور سورة النصر [110]	
83	سورة الحمزة [104] اور سورة العصر [103]	
85	سورة القارعة [101] اور سورة الناکث [102]	
87	سورة الزلزلة [99] اور سورة العادیات [100]	

89	سورة القدر [97] اور سورة البقرة [98]
92	سورة العلق [96] اور سورة التين [95]
95	سورة الفصحى [93] اور سورة الشرح [94]
97	سورة الشمس [91] اور سورة الليل [92]
100	سورة البلد [90]
103	سورة النجم [89]
108	سورة الغاشية [88]
111	سورة الاعلى [87]
113	بنی اسرائیل کا گائے ذبح کرنے کا واقعہ البقرة: 67-79
119	پیدائش آدم کی اصل کہانی۔ قرآن کی سچی روشنی میں
130	سورة البروج [85]
133	سورة الانشقاق [84]
137	سورة المطففين [83]
141	سورة الانفطار [82]
144	سورة التکویر [81]
148	سورة عبس [80]
151	REMEMBERANCE

aurangzaib.yousufzai@gmail.com

gsrcomplex@gmail.com

عرضِ مصنف

صد ہزار شکر ہے اُس باری تعالیٰ کا جس کی عطا کردہ توفیق اور مہلت کے باوصف مجھ ناچیز کو "قرآن کیا کہتا ہے" نامی تحقیقی مہم کا یہ دوسرا مرحلہ اساتذہ، علماء، طالبانِ فیضانِ قرآنی، غرضیکہ گروہِ ارض کے طول و عرض میں پھیلے تمام قرآنی وابستگان کی خدمتِ عالی میں اردو اور انگلش زبانوں میں بیک وقت پیش کرنے کا اعزاز نصیب ہوا۔

اس تحقیقی کام کا اولین مرحلہ 35 عدد مقالات {articles} پر مشتمل تھا جن میں ایسے اہم موضوعات [themes] شامل کیے گئے تھے جن کے سازشی تراجم کے ذریعے پوری اُمتِ مسلمہ کو وسیع پیمانے پر راہِ حق سے ہٹا کر ہمیشہ کی گمراہی کے راستے پر ڈال دیا گیا تھا۔ علمی و شعوری تراجم کے اُس خزانے سے، جسے ایک شفاف ترین قانونی انداز میں بدقت نظر تیار کیا گیا تھا، ان گنت قومیتوں کے ان گنت افراد نے منفعت حاصل کی اور قرآنِ خالص کی سچی روشنی کا حیران کن اور بصیرت افروز ادراک حاصل کیا۔ یہ سلسلہ اس قدر طویل ہوا کہ سابقہ 2 سال سے زائد عرصے میں اُس کی پہلی جلد کی طلب مسلسل قائم رہی اور اُس کی پی ڈی ایف نقول کی راقم کی جانب سے راست ترسیل کا سلسلہ یہ سطور لکھنے کے لمحے تک برقرار ہے۔ جب کہ مذکورہ مجموعہ اس عاجز کی فلوریڈا میں کھولی جانے والی ویب سائٹ {www.quranstruelight.com} پر، اور ای-لائبریریوں {e-libraries}، انٹرنیٹ آرکائیوز {Internet Archives} اور سکرپڈ {Scribd} جیسے ذخیروں میں ہمیشہ کے لیے محفوظ بھی ہو چکا ہے۔ فالحمْد للہ علیٰ ذلک۔ موجودہ دوسرے مرحلے یا مجموعے کے مقالے تراجم کی قسط نمبر 36 سے اپنی ابتدا کرتے ہیں اور سابقہ جلد کی مانند 35 نئے مقالات کے بعد قسط نمبر 70 کے ساتھ اختتام پذیر ہوتے ہیں۔

یہ چند سطور اس وضاحت کے لیے نذرِ قارئین کر رہا ہوں کہ جو سلسلہ تراجم اپنی ابتداء میں اہم قرآنی موضوعات سے شروع ہوا تھا، وہ رفتہ رفتہ ارتقاء پا کر اب اہم موضوعات کے ساتھ ساتھ قرآنی سورتوں کے خالص علمی و شعوری تراجم تک محیط ہو گیا ہے۔ ایک جانب تو یہ سورتوں کے تراجم قرآن کی آخری سورتوں سے شروع ہو کر واپس اُس کی ابتدا کی جانب مَوَسُفَر ہیں، تو دوسری جانب ہر ترجمہ اپنے تئیں ایک آرٹیکل یا مقالے کی شکل میں پیش کیا گیا ہے، جہاں آپ سورت کے درست تناظر اور اس میں کیے گئے مذموم بگاڑ کی نشاندہی کے لیے "پیش لفظ" کی صورت میں مترجم و محقق کی جانب سے مختصر تبصرہ بھی دیکھیں گے۔ نیز کسی بھی معروف مترجم کا کیا ہوا ایک متواتر چلا آرہا روایتی ترجمہ بطور نمونہ بھی پیش کیا گیا ہو گا اور شہرہ آفاق مستند لغات سے پیش کردہ اہم اور مشکل الفاظ کے معانی کی وسعت بھی آپ کی نظروں کے سامنے آئیگی۔

انہی علمی و شعوری تراجم کے سلسلے کا تیسرا مرحلہ زیرِ تکمیل ہے جو تیسری جلد میں جلد ہی کتابی شکل میں مرتب کر دیا جائیگا، اور قسط نمبر 71 سے ابتدا کرتے ہوئے قسط یا مقالہ نمبر 105 تک محیط ہو گا۔ علاوہ ازیں راست دو کالمی قرآنی تراجم کی جلدوں کا ایک علیحدہ سلسلہ بھی جاری ہے جس کی تیسری جلد کی تکمیل ہو چاہتی ہے۔ یہ دوسرا سلسلہ بھی "قرآنِ عالیشان" کے عنوان کے تحت عربی-اردو اور عربی-انگلش، دونوں زبانوں میں الگ الگ پیش خدمت کیا جاتا رہے گا۔ واللہُ الموفق۔

گلوبل سکلرز ریسرچ کمپلیس

gsrcomplex@gmail.com

عرض ناشر

محترم قارئین کرام:

گلوبل سکالرز ریسرچ کمپلیکس کے بنیاد پر جناب من اور نگزیب یوسفزئی صاحب کے شانہ روز محنت شاقہ کا اثر "قرآن مجید کے موضوعاتی تراجم" کی دوسری جلد آپ کے پیش خدمت ہے۔ جس کا نام پہلی جلد سے "قرآن کیا کہتا ہے" قرار پایا ہے۔ اور اس سلسلے کی دوسری جلد کو بھی اسی عنوان سے مزین کیا گیا ہے۔

قرآن کیا کہتا ہے، سیریز کی اس دوسری جلد کو ترتیب دینے کے بعد جناب من سے تیسری اور چوتھی جلد کی تشکیل کے لیے مزید محنت اور تحقیق کی امید کی جاسکتی ہے۔ جس کے لیے یہ ادارہ موصوف کی صحت اور درازی عمر کے لیے حق تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا گو ہے۔ موصوف اپنی بلند ہمتی اور علمی مرتبے کے باوصف اس ہمالہ کو سر کرنے کی تگ و دو میں دل و جاں سے مصروف ہیں۔

قرآن مجید کے جدید عقلی اور علمی تراجم پر جناب من پہلے سے ہی بہت سا کام کر چکے ہیں۔ جس کی ایک جھلک قارئین کو زیر نظر جلد دوم میں بھی نظر آجائے گی۔ جس کو پینتیس موضوعات کے مختلف ابواب میں، بہ مصداق جلد اول کے، پینتیس علیحدہ علیحدہ مضامین میں تقسیم کیا گیا ہے۔ دونوں جلدوں کے ملانے سے ستر [70] موضوعاتی تراجم کو سمجھنے اور مد نظر رکھنے میں طالب علموں اور محققین کو بیش قیمت اور فوری مدد دستیاب ہوتی ہے۔

محترم جناب اور نگزیب یوسفزئی صاحب تقاضہ وقت کے تحت سوشل میڈیا پر بھی مصروف عمل ہیں۔ اور www.quranstruelight.com نامی ویب سائٹ پر اپنے پورے علمی قد کاٹھ کے ساتھ موجود ہیں۔ جس سے متلاشیان حقیقت فیض یاب ہو رہے ہیں۔

آخر میں مصنف کی صحت کاملہ کے لئے پھر ایک بار دعا گو ہیں تاکہ علم و آگہی کے چراغ تادیر روشن رہیں۔ محترم جناب اور نگزیب یوسفزئی صاحب کے علم و آگہی کے بحر بے کراں کو سمجھنے میں علامہ اقبال کے یہ دو شعر مدد و معاون ثابت ہوں گے:-

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قد
کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے ابلہ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند

ادارہ

گلوبل سکالرز ریسرچ کمپلیکس

gsrcomplex@gmail.com

اظہار تشکر

قبلہ محترم اور نگزیب یوسفزی سے ملاقات میری زندگی کی سعادتوں میں شامل ہے۔ یہ ان ہی کا فیضان ہے کہ گلوبل سکا لرز ریسرچ کمپلیس کو قرآن کی خدمت کا موقع ملا۔ اور "قرآن کیا کہتا ہے" کی دوسری جلد کی طباعت و اشاعت کا موقع بھی ہمیں نصیب ہوا۔ پہلی جلد میں موضوعاتی تراجم کی پینتیس اقساط تھیں اس جلد میں بھی پینتیس اقساط موجود ہیں۔ اب دونوں جلدوں میں کل ملا کر ستر اقساط موجود ہیں۔ اور ابھی اس پر کام جاری ہے۔

اس کے علاوہ قرآن کے جدید ترین عقلی و علمی ترجمے پر بھی کام ہو رہا ہے۔ جس کی کچھ جھلک آپ کو اس جلد میں بھی نظر آئے گی۔

گلوبل سکا لرز ریسرچ کمپلیس نے حرف و معنی کاغذ و قلم اور روشنائی کو علم و دانش کا ہتھیار اور تعمیر ملت کا وسیلہ ہی سمجھا ہے۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ ہمیں دینی کتابوں کے بارے میں اپنے قیمتی مشوروں سے نوازیں۔

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔ کتاب میں سے کچھ بھی کاپی کرنے سے پہلے تحریری اجازت لینا ضروری ہے۔

ادارہ

گلوبل سکا لرز ریسرچ کمپلیس

gsrcomplex@gmail.com

سلام عقیدت

کچھ مصنف کے بارے میں

ایم۔ اے۔ کے۔ اور نگزیب یوسفزئی

پروفائل

اور نگزیب یوسفزئی نے پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے تقریباً پڑھ سال بعد لاہور کی مردم خیز سرزمین میں جنم لیا۔ ان کے بچپن، لڑکپن اور ابتدائی تعلیم و تربیت کا زمانہ وطن عزیز میں ادب و فنون کے عروج، تحصیل علم کے جنوں اور ہر شعبہ زندگی میں پیشہ ورانہ مہارتوں کی انتہاء سے عبارت تھا۔ علوم و فنون کے گہوارے لاہور میں کئی مقامات پر ہر شب نامور ادیبوں، دانشوروں، شعرا اور فنکاروں کی کہکشاؤں رونق افروز ہوتی تھیں اور کلاسیکل ادب، شاعری اور دیگر فنون لطیفہ کے نت نئے فن پارے تسلسل کے ساتھ تخلیق ہوتے اور نشر و اشاعت کی منزلوں سے گذرتے تھے۔ آزادی افکار و عمل کا یہ حال تھا کہ اگر ایک جانب مسجدیں، خانقاہیں اور جگہ جگہ صوفیوں اور ملنگوں کے تکیے آباد تھے تو دوسری جانب نائٹ کلبس، شراب خانے اور مغربی تہذیب کے دوسرے مظاہر پر بھی کوئی قدغن نہ لگائی جاتی تھی۔ شوق مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ ہر محلے اور ہر گلی میں "آنہ لا بھریاں" کتابوں سے لدی پھندی موجود تھیں جہاں سے آبادی کے ہر فرد اور ہر گھرانے تک علم و عرفان کی ندیاں جاری رہتی تھیں۔ مذہبی انتہا پسندی اور تشدد، فرقہ واریت، خواتین پر پردے کا جبر اور ہر سُو پھیلی کرپشن اور منافقت کی موجودہ صورت حال کا نام و نشان تک نہ پایا جاتا تھا۔ نئی انارکلی، لاہور کے سینٹ فرانسس ہائی اسکول سے میٹرک پاس کرنے تک اور نگزیب یوسفزئی لاہور کے عظیم محذونہ علم، پنجاب پبلک لائبریری کے علم دوست ماحول میں اردو زبان کے ادب عالی کا تمام دستیاب مجموعہ پڑھ چکے تھے۔ اسی کے ساتھ ہی انہوں نے اُسی لڑکپن کے دور میں اسلامی تاریخ کے میدان میں کامل دسترس حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ زمانہ اسکول سے ہی وہ جماعت اسلامی سے منسلک ہونے کے باعث جماعت کالٹرچر اور سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تمام تصانیف بشمول سات جلدوں پر مشتمل تفہیم القرآن کا مطالعہ بھی مکمل کر چکے تھے۔ دینی گھرانے سے تعلق تھا اور والد محترم فن خطابت کے امام سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے بیعت تھے۔ لہذا قریبی دینی مدرسے سے قرأت، تجوید اور حفظ کی تعلیم تو پرائمری کلاسز کے ساتھ ہی شروع کر دی گئی تھی۔ بعد ازاں انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے انگلش، اکنائکس اور شماریات [Statistics] میں اپنی پہلی گریجو ایشن مکمل کی۔ اس سے قبل ہی وہ نوکری کے میدان میں داخل ہونے کے لیے ہیلی کالج آف کامرس، پنجاب یونیورسٹی، سے کامرس میں ڈپلوما حاصل کر چکے تھے۔ مختصر نویسی کے فن کی آخری بلندیوں تک پہنچ کر اسمبلی کے آفیشل رپورٹر کے فرسٹ کلاس گریڈ عہدے کے لیے کوالیفائی کر چکے تھے۔ اس کے کافی عرصے بعد سلسلہ تعلیم کو جاری رکھتے ہوئے انہوں نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے انٹرنیشنل مارکیٹنگ کی ڈگری کے لیے حصول علم کیا اور پھر اپنے دینی رجحانات اور گہرے مطالعہ اور فکر کو ایک مستند حیثیت دینے کے لیے اسلامیات اور سوشیالوجی کے مضامین میں ایک بار پھر گریجو ایشن کی اور اس طرح عربی زبان و گرامر، فقہ و حدیث اور تفسیر و تاریخ اور علم التہذیب کے میدانوں میں کام کرنے کے لیے مطلوبہ استعداد حاصل کی۔ اس سے قبل انہوں نے کراچی میں مختصر قیام کے دوران سندھ بورڈ سے سول انجینئرنگ کے میدان میں ایک مخصوص اہلیت بھی حاصل کی۔ انہوں نے بیرون ممالک یونیورسٹیز میں عربی زبان کے کورسز بھی کیے، کامرس کے سٹوڈنٹس کو انگلش زبان کی تعلیم دی اور پاکستان واپسی پر اسلامیات کے میدان میں ماسٹرز کی سطح تک حصول علم بھی کیا، تاہم زندگی کی ہمہ گیر ذمہ داریوں کے جبر نے اس ڈگری کے حصول کی منزل تک نہ پہنچنے دیا۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی، کالج آف آرٹس اینڈ سائنسز میں پرنسپل پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر کے پرنسپل سیکرٹری کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ بعد ازاں بیرونی ممالک میں بن غازی یونیورسٹی، شعبہ انگلش میں، اور پھر ریاض یونیورسٹی، شعبہ انگلش میں خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد وہ دس سال

کے عرصے تک سعودی عرب میں ایک بین الاقوامی بلیمین آرکیٹیکچرل اور انجینئرنگ فرم میں خدمات انجام دیتے رہے۔ اسلامی الہیات، مذاہب کا تقابلی جائزہ، تاریخ اور آثاریات میں انہیں تمام عمر خصوصی دلچسپی رہی۔ ایک وسیع ذہنی افق کی برکات سے وہ ہمیشہ انسانی اجتماعیت، ہمہ گیریت اور مساوات عالم انسانی کے قائل رہے اور اسی ضمن میں بین المذاہب محاذ آرائی کے خاتمے کے لیے تمام آسمانی صحائف میں تجویز کیے گئے انسانی اقدار اور آئیڈیلز کی ایک مجموعی اور مشترکہ قبولیت کے حامی رہے۔ وہ انیسویں صدی کی مشہور "رجعت الی القرآن" اور "پان اسلام ازم" کی بین الاقوامی تحریک سے وابستہ ہیں جس کی بنیاد ڈالنے والوں میں سید جمال الدین افغانی، مصر سے مفتی محمد عبدہ اور بر صغیر سے سرسید احمد خان اور ان کے قریبی ساتھی شامل ہیں۔ اس تحریک کے بعد ازاں سامنے آنے والے مجاہدوں میں ایران کے ڈاکٹر علی شریعتی، امام عبید اللہ سندھی اور علامہ سر محمد اقبال ہیں۔ وہ علامہ سر محمد اقبال کی قرآنی فکر کے ساتھ نہایت روحانی وابستگی رکھتے ہیں اور اسی فکر سے نہایت گہرائی کے ساتھ فیضیابی کا شرف رکھتے ہیں۔ وہ جدید دور کے اہم قرآنی سکالرز میں علامہ مشرقی، علامہ پرویز کے افکار کا مطالعہ کر چکے ہیں اور قرآن کو دیگر مختلف جہات سے پیش کرنے والے دیگر موقر دانشورانِ ملت کی تحریروں سے بھی فیضیاب ہو چکے ہیں۔ ان جدید دور کے نمایاں ناموں میں علامہ ڈاکٹر محمد اسد، ڈاکٹر فضل الرحمان، ڈاکٹر یوسف گورایہ، ڈاکٹر رفیع الدین، ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم، ڈاکٹر رشید جالندھری، ڈاکٹر محمد اجمل خان، ڈاکٹر غلام جیلانی برق، علامہ نیاز فتحپوری، علامہ تنہا عیسیٰ، علامہ حبیب الرحمان صدیقی کاندھلوی اور بہت سے دیگر نامور لوگ شامل ہیں۔

اور نگزیب یوسفزئی قرآن کے انگنت موضوعات کے تناظر میں ہر ایک انفرادی موضوع سے نبرد آزما مقالات پیش کرتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی اقساط میں قرآن کے موضوعاتی تراجم کا ایک جدید سلسلہ متعارف کرانے میں اولین مقام رکھتے ہیں۔ یہ دونوں سلسلے قرآن کو اُس کی حقیقی علمی و عقلی روشنی میں عوام الناس کے سامنے پیش کرنے کا واحد مقصد رکھتے ہیں۔ یہ حقیقت ہمیشہ اُن کے پیش نظر رہی ہے کہ جدید زمانے میں طالب علموں میں بڑی ضخامت رکھنے والی تحریروں سے عمومی بیزاری پائی جاتی ہے۔ وہ قرآن کی ایک ادبِ عالی کا عظیم شہ پارہ ہونے کی حیثیت کے ایک بڑے مدعی ہیں اور زور دیتے ہیں کہ اس کا ایک ایسا اعلیٰ درجے کا علمی ترجمہ کرنے کی آج بھی ضرورت ہے جو روایتی اثرات سے مکمل پاک ہو اور نہایت سختی کے ساتھ صرف اس کے استعاراتی اور محاوراتی اسلوب اور الہامی بیانیے اور اسکے سیاق و سباق کے ساتھ پیوستہ رہے اور جدید ترین جدلیاتی عقلیت کی کسوٹی پر پورا اتر سکے۔ بفضلِ خدا، وہ اب بھی قرآن کے مختلف اہم موضوعات پر ریسرچ آرٹیکلز لکھنے میں مصروف ہیں اور اپنے خالص عقلی اور علمی موضوعاتی تراجم کے جاری سلسلے میں مزید اقساط کا وقتاً فوقتاً اضافہ کرتے رہتے ہیں۔

ان کے خالص عقلی [Purely Rational] قرآنی تراجم کے سلسلے سے متعلق کچھ تفصیل:

قرآن کے بہت سی غیر زبانوں میں صدیوں سے بڑی تعداد میں سکالرز کے ہاتھوں تراجم کیے جاتے رہے ہیں۔ بد قسمتی سے ان میں سے کوئی ایک بھی قرآن کے پیغام کی سچی، مکمل، خود کو منوالینے اور دلوں کو مطمئن کرنے والی تصویر پیش نہیں کرتا جیسی کہ وہ ایک اعلیٰ عربی زبان میں قرآن کے فرمودات میں پیش کی گئی ہے۔ فرسودہ عقائد کے مارے ہوئے مسلمانوں کو ایک طرف رکھتے ہوئے ہمیں قرآن کے انقلابی پیغام کی ایک ایسی تصویر کی ضرورت ہے جو ترقی یافتہ اقوام کے سامنے سائنس، علم اور عقل کے معیار پر درست ثابت کی جاسکے۔ تراجم و تفاسیر کے موجودہ تمام متون ہمیشہ ایسی دیومالائی کہانیاں، توہمات، معجزات اور محیر العقول واقعات پیش کرتے ہیں جنہیں نہ تجربے و مشاہدے کی کسوٹی پر ثابت کیا جاسکتا ہے نہ ہی ان کا عقلی جواز پیش کیا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ تراجم اکثر اوقات ان گنت اعتراضات، از حد تمسخر اور راست مسترد کیے جانے کا شکار رہتے ہیں اس لیے کہ یہ انسان کی سوشل، دانشورانہ اور علمی زندگیوں کے ثابت شدہ حقائق سے مطابقت نہیں رکھتے۔

وہ بڑا مسئلہ جو ہمارے تمام کے تمام مترجمین کی ایک نسل در نسل بڑی فوج کو درپیش رہا ہے وہ قرآن کی اُن موجودہ عربی تفاسیر کے ساتھ ماخذ کے طور پر لازمی وابستگی اور مطابقت قائم رکھنے کا مسئلہ ہے جو دمشق حکومت کے غاصب اموی حکمرانوں، اور بعد ازاں عباسیوں کی سرپرستی میں تیار کرائی گئی تھیں۔ اور جن کا مذموم مقصد قرآن کی ڈکٹر ان کی ایک ایسی جھوٹی تصویر پیش کرنا تھا جو ان کی موروثی سلطنتوں کا اور ان کی تمام عیاشیوں اور استحصالی

سیاست کا جواز پیش کرتا ہے۔ اُن تمام سابقہ مترجمین میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جس نے صرف قرآن کو ہی ترجمے کی غرض سے ایک واحد، خود مختار اور لاشریک ماخذ کی حیثیت دی ہو۔

فلہذا اب آخر کار پیش خدمت ہے ایک سلسلہ ایسے موضوعاتی تراجم کا جو صرف قرآن سے ہی پیوستہ رہتے ہوئے قرآنی موضوعات کی ایک ممکن حد تک سچی تصویر پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ چھوٹے چھوٹے آرٹیکلز کی صورت میں ہے جن میں ہر ایک اپنے علیحدہ قرآنی موضوع کے خالص اور کڑے ترجمے کو آسان فہم انداز میں پیش کرتا ہے۔ قرآن کا ترجمہ گہری سوچ اور صبر آزما تحقیق طلب کرتا ہے۔ اکثر اوقات یہ کافی نہیں ہوتا کہ صرف سطح ہی کو چھان لیا جائے۔ اگرچہ کچھ جزئیات اتنی سادہ ہیں کہ غلط تفہیم پیدا نہیں ہو سکتی، لیکن دیگر ایسی ہیں جو انتہائی با احتیاط اور صبر آزما مطالعہ طلب کرتی ہیں۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے کہ قیمتی دھاتیں پہاڑوں اور چٹانوں کے اندر چھپی ہوتی ہیں۔ اس لیے ان کی سچائی کے قیمتی پتھر ایک گہری کھدائی کا تقاضا کرتے ہیں اور اس کے بعد ہی انہیں انسانیت کے مجموعی منفعت کے لیے دریافت کیا جاسکتا ہے۔ جب صحائف کو تلاش حقیقت کی ایک سنجیدہ خواہش کے تحت کھنگالا جائے تو اللہ تبارک تعالیٰ اس کام کی اہلیت رکھنے والے متلاشی دلوں میں اپنی روح پھونک دیتے ہیں اور ذہنوں کو اپنے الفاظ کی روشنی سے بھر دیتے ہیں۔ کسی بھی ایک موضوع پر مختلف صحائف میں خالص کلام الہی پر تحقیق کی جائے تو آپ ان سب میں ایسی ہم آہنگی اور حسن پائیں گے جس کا آپ نے کبھی خواب میں بھی تصور نہ کیا ہو گا۔ البتہ ان حقائق کا صحائف کے اُن حصوں پر اطلاق نہیں ہوتا جہاں انسانی اضافے کیے گئے ہوں یا انسانوں کے ہاتھوں تفاسیر یا وضاحتوں کے نام پر انسانی خیالات و تصورات شامل کر دیے گئے ہوں۔

قرآن کی تفسیر کیوں؟

قرآن اپنی تفسیر آپ کرتا ہے، اس طرح کہ ایک عبارت دوسری کو تفہیم دیتی اور واضح کرتی جاتی ہے۔ دنیا میں کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جس کا مطالعہ ذہن کو ایسی نشوونما اور قوت دیتا ہو، اور ایسی بلندیاں اور قابلیت عطا کرتا ہو جیسے کہ یہ عظیم الہامی کتاب کرتی ہے۔ درحقیقت تاریخ میں سیر حاصل ریسرچ ہمیں بتاتی ہے کہ سب سے اولین ترجمے کی مہم سے بہت قبل ہی عرب قوم کو طاقت کے زور پر مجبور کر دیا گیا تھا کہ وہ قرآن کی بجائے اُس تفسیری سلسلے پر ایمان لا کر اس کا اتباع شروع کر دیں جو شاہی اختیار کے تحت تیار کروا کر علاقائی گورنروں کے ذریعے مملکت میں پھیلا یا اور بزور تلوار منوایا جا رہا تھا۔ اور اُس تفسیری سلسلے کو منفی مواد کے ذریعے جواز فراہم کرنے کے لیے قرآن کے متوازی من گھڑت احادیث و روایات کا علم مرتب کیا گیا تھا۔ یہ سب کچھ ایک مذموم پلاننگ کا حصہ تھا اور اُن سامراجی طاقتوں نے تیار کیا تھا جنہوں نے رسول کی قائم کردہ حکومت الہیہ کو اُن کی رحلت سے صرف ڈیڑھ دہائی بعد ہی غصب کر لیا تھا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا انہیں اُس قرآن کی کسی تفسیر کی ضرورت تھی جو کہ انہی کی زبان میں نازل ہوا تھا اور جس کا دعویٰ بھی تھا کہ وہ مکمل طور پر فصیح البیان ہے اور بہترین تفسیر کا عنصر اپنے اندر موجود رکھتا ہے؟ سادہ سا جواب ہے کہ نہیں۔ انہیں ایک ایسے صحیفے کی کسی بھی تفسیر کی ضرورت ہی نہیں تھی جو ماقبل ہی سے مکمل تفصیل شدہ تھا اور ان کی اپنی مادری زبان میں پیش کیا گیا تھا۔ یہ حقیقت ہمیں کافی شہادت فراہم کرتی ہے کہ ہم یہ فیصلہ کر سکیں کہ علم تفسیر کی ابتدا ہی ایک ایسے مذموم مقصد کے تحت کی گئی تھی جس کا واحد ہدف قرآنی احکامات کے معانی کو انسانی خیالات و تصورات کی آمیزش کے ذریعے بگاڑ دینا تھا۔

پس اسی کی مطابقت میں قرآن کے دوسری زبانوں میں تراجم کے عمل میں قرآن کو ایک واحد ماخذ کے طور پر نہیں لیا گیا، بلکہ اس مہم میں زیادہ تر مدد جعلی مواد پر مبنی تفاسیر سے لی گئی۔ اس طرح تراجم نے بھی وہی شکل و صورت اختیار کر لی جو من گھڑت تفاسیر میں قرآن پر تھوپ دی گئی تھی۔ مآل کار، اس کاروائی کا نتیجہ ایسے تراجم کی تیاری کی شکل میں ظاہر ہوا جو کرپٹ تھے، اپنے ماخذ ہی کے برعکس تھے اور گمراہ کن، لالچنی اور بھکا دینے والے مواد کو پیش کرتے تھے۔ یہ تاریخی کرپشن کیوں، کب، کس کے ہاتھوں بتدریج وقوع پذیر ہوئی، تاریخ کا ایک بڑا سوال ہے جو ہماری موجودہ تحریر سے متعلق نہیں ہے۔

ہمارا واحد مقصد یہاں ایک ایسے مشن کو لک سٹارٹ کرنا ہے جو قرآن کے ساتھ ایک واحد ماخذ کے طور پر کام کرتے ہوئے ایک ممکنہ طور پر اہل ترین، خالصتاً سچا اور شفاف ترجمہ دنیا کے سامنے لے آئے۔ اس ترجمے کی کاروائی میں صرف انتہائی موثق ذرائع کا استعمال کیا جائے جن میں عربی زبان اور گرامر کے اصول اور دنیا کی مسلمہ عربی لغات سے استفادہ شامل ہو۔ اور پوری توجہ سیاق و سباق، کتاب کے حقیقی پیغام اور علمی جیت پر مرکوز رکھی جائے۔

ایک انتہائی ضخامت رکھنے والی تحریر سے اجتناب برتنے کے لیے قرآن کی وسعت میں سے صرف وہ مخصوص موضوعات منتخب کیے جاتے ہیں جن کا ہماری روزمرہ کی زندگیوں میں عمومی اطلاق ناگزیر پایا جاتا ہے اور انہیں اردو اور انگلش میں ترجمہ کیا جاتا ہے۔ مقصد پیش نظر یہی ہے کہ قارئین ایک مختصر اور بے لاگ مطالعہ کے ذریعے اس کے اصل اور نچوڑ سے روشنی حاصل کر سکیں۔ یہاں آپ کو ہماری زندگیوں سے بہت ہی قریبی تعلق رکھنے والے موضوعات ملیں گے جو منفرد مضامین اور کتابچوں کی صورت میں نہایت واضح اور مدلل انداز میں اپنی حقیقی روشنی میں پیش کیے گئے ہیں۔ یہ کوشش شاید سمندر میں ایک قطرے کے برابر ثابت ہو۔ کچھ لوگ اسے ایک بڑی خواہش پرستانہ یا خود فریبی پر محمول مہم سمجھیں گے۔ تاہم دین اسلام کے ضمن میں چار سو پھیلی ہوئی اتری، ابہام اور انتہا پسندی کے تناظر میں ایسی تحقیقی مہم کی اشد ضرورت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ نہ ہی اُس خلوص نیت سے انکار کیا جاسکتا ہے جو اس منصوبے کی ضرورت کو واضح کرتی ہے۔ اس انتہائی اہم اور حساس میدان تحقیق میں مہارت رکھنے والے بھائیوں سے مدد، اعانت اور تعاون کی درخواست ہے تاکہ اس انفرادی کوشش کو ایک عدد ٹیم ورک میں تبدیل کیا جاسکے۔

ایک اور بڑی اہمیت رکھنے والا تقاضا یہ بھی ہے کہ مغربی طالب علموں اور سکالروں کے علم میں اس حقیقت کو لانا اشد ضروری ہے کہ حقیقی اسلامی آئیڈیالوجی کے ساتھ بنو امیہ کی غاصب حکومتوں نے کس بڑے پیمانے پر تباہی و بربادی کا کھیل کھیلا تھا۔ اور یہ محض اس لیے کہ وہ اپنی اصل میں اسلامی تحریک کے ازلی دشمنوں کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور اپنی موروثی ملوکیتوں کی حکومت دمشق کے طور پر از سر نو بحالی کے بعد حقیقی اسلام کے سوشلسٹ اصلاحی ایجنڈے پر ہرگز نہیں چل سکتے تھے۔ اموی ملوکیت کے بانی حضرت معاویہ تھے جو دمشق سے اسلامی خلافت راشدہ کے خلاف ایک ایسی منظم اور طاقتور بغاوت برپا کرنے کے علم بردار تھے جس نے منتخب خلیفہ کو ماننے سے انکار اور اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا تھا۔ ہم اُسی جعلی اسلام اور اُس سے متعلقہ تفسیر، حدیث اور فقہ کے لٹریچر کے ایک وسیع سلسلے کے وارث ہیں جو حکومت دمشق کی ایمپائر گھڑا گیا تھا۔ اور جو مطلق العنان بنو امیہ اور بنو عباس کے حکمرانوں نے ہمارے لیے چھوڑا ہے۔ یہی وہ مواد ہے جسے مغربی مصنفین اپنے مطالعہ اسلام اور ریسرچ کے لیے بنیادی ماخذ مانتے ہیں۔ لہذا اسلام پر جو بھی تحریریں مغرب سے جاری کی جاتی ہیں ان میں وثاقت کا عنصر مفقود ہوتا ہے اور وہ تقریباً ہمیشہ منفی انداز و اسلوب کی حامل ہوتی ہیں۔

والسلام

قرآنک ریسرچ نیٹورک

aurangzaib.yousufzai@gmail.com

+92 331 5397226

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 36
شادیاں یا انسانی حقوق - سورۃ النساء آیات 22-25
من گھڑت روایتی تفاسیری مواد کا بطلان

تحریر ہذا سورۃ النساء سے چند آیات مبارکہ کا قرین عقل ترجمہ پیش کرنے کی ایک کوشش ہے۔ ان آیات کے معانی کو قرآن عالی شان کے بلند و بالا علمی و ادبی اسلوب کی انتہائی مطابقت میں پیش کرنا جدید دور کا ایک اہم تقاضا تھا، کیونکہ ان کا ہمیں وراثت میں ملا ہوا ترجمہ اپنا کوئی عقلی و منطقی جواز نہیں رکھتا تھا۔ اسی لیے یہ ایک عجیب سی ابہام والہ بحث کی کیفیات پیدا کرنے کا موجب تھا۔ راقم کا مقصد پیش نظر اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ معانی کی تطہیر کی مہم جاری رکھی جائے جو بالآخر قرآن کی خالص اور مصفا صورت کو دنیا کے سامنے واشگاف انداز میں متعارف کرانے کا سبب بن جائے۔

روایتی تفاسیر و تراجم، جو وسیع پیمانے پر ملوکیتی دست برد کا شکار ہوئے، قرآن کے انہی احکامات کی ایک ایسی مضحکہ خیز اور لغو صورت دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں جو مسلم سکالرز کو ہر فورم پر ایک معذرت خواہانہ انداز اختیار کرنے پر مجبور کر دیتی ہے، اور دنیا کو مسلم امت کا مجموعی طور پر تمسخر اڑانے کا موقع بھی فراہم کرتی ہے۔ فلہذا پیش خدمت ہے قرآنی آیات کا وہ شایان شان ترجمہ جو کسی بھی بین الاقوامی فورم پر بغیر شرمندگی و معذرت پیش کیا جا سکتا ہے اور جس کے ذریعے قرآن کے انسانی سیرت و کردار کی تعمیر پر منحصر انقلابی تحریک کے پیغام سے جدید دانشور دنیا کو روشناس کیا جاسکتا ہے۔

آیت ۲۲/۴ کمزور طبقات کے حقوق کے بارے میں ایک تنبیہ سے شروع ہوتی ہے جہاں کہا گیا ہے کہ:

[النساء/22] وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا

"اور تم معاشرے کے کمزور طبقات اور خواتین کا سب کچھ اپنے قبضے اور اختیار میں مت لے لیا کرو جیسا کہ تمہارے ابا و اجداد کیا کرتے تھے، سوائے اس کے جو ماقبل میں گزر چکا، کیونکہ یہ ایک شیطانی عمل ہے، ایک قابل نفرت اور ایک برا راستہ ہے۔"

اب یہاں واردات کچھ اس طرح کی گئی کہ ملوکیتی تہذیب کی سرپرستی میں سیکس کے متوالوں نے "نکاح" کا ایک ہی معنی پڑھ رکھا تھا،،،، یعنی شادی۔ اور نساء کا بھی ایک ہی معنی،،،، یعنی عورت۔۔۔۔۔ اس لیے جھٹ ترجمہ کر دیا گیا: "اُن عورتوں سے نکاح [یعنی شادی یا جنسی عمل] مت کرو جن سے تمہارے باپ دادوں نے نکاح [شادی یا جنسی عمل] کر لیا ہو"۔۔۔۔۔ کوئی بھی دستیاب قرآنی باترجمہ نسخہ کھول کر دیکھ لیں، یہی فرسودہ ترجمہ آپ کے سامنے ہو گا۔

لفظ نکاح کے ایک گہرے لغوی مطالعے نے ثابت کر دیا ہے کہ "نکاح" شادی کے معنوں میں صرف وہیں لیا جاسکتا ہے جہاں اس کے ذیل میں کوئی اور لفظ بھی استعمال کیا گیا ہو جو شادی کے معنی کی جانب راہنمائی کرتا ہو۔۔۔۔۔ صرف لفظ "نکاح" جہاں بغیر کسی اضافی یا ذیلی لفظ یا لاحقے یا ترکیب کے

لکھ پایا جائے گا وہاں اس کے معنی خود بخود مرد اور عورت کے درمیان شادی کا رشتہ نہیں سمجھا جاسکتا۔ بلکہ وہاں اس کے دیگر معانی کا اطلاق ہوگا۔ دیگر معانی میں "کسی پر تسلط کر لینا،،، کسی کو مغلوب کر لینا،،، کسی کو اپنے قبضے، تحویل وغیرہ میں لے لینا، کسی سے اتفاق رائے پر مبنی کوئی اشتراکِ عمل کر لینا [agreement]، ایک چیز کا دوسری میں انجذاب کا عمل، وغیرہ، وغیرہ" شامل ہیں، جو متن کے سیاق و سباق کے مطابق قابلِ اطلاق ہوں گے۔ اس لسانی قاعدے / قانون کی جانب یہ مستند اشارہ بات کو سمجھنے والوں کے لیے فکر و خیال کے کئی درکھول دیتا ہے اور ذہن میں اٹھنے والے بہت سے سوالات کے جواب پیش کر دیتا ہے۔

لیکن پھر بھی ہمارے قدیمی تراجم سے ہمارے اسلاف کی سازش یا عقل و فکر کا فقدان ملاحظہ فرمائیے کہ۔۔۔۔۔ بھلا ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ نئی نسل کے جوان لوگ اپنے بوڑھے باپ دادا کی استعمال شدہ یا منکوحہ خواتین کے ساتھ نکاح کرنا چاہیں،،،، اور وہ بھی اس شہ و مد کے ساتھ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو اپنی کتاب میں اس امر کو تصریحاً ممنوع قرار دینا پڑے کہ ایسا ہرگز مت کرو؟؟؟؟۔۔۔۔۔ یہ قرآن کے ساتھ کتنا بڑا مذاق کیا گیا ہے؟؟؟؟۔۔۔۔۔ حساب لگائیے کہ باپ دادا کی منکوحہ خواتین عمر اور ضعیفی کے کس درجہ پر ہوں گی، اور وہ کون فائز العقل جوان مرد ہوں گے جو اپنی ہم عمر خواتین کو چھوڑ کر اُن ضعیف عورتوں سے نکاح کرنا چاہیں گے جو درحقیقت اُن کی ماؤں، نانیوں، دادیوں وغیرہ کے منصب پر سرفراز ہوں گی؟؟۔۔۔۔۔ پھر اگر کوئی سکالر یہ فضول تاویل دے کہ "عربوں میں ایسا ہوتا تھا"،،،،، تو اُس کی عقل پر فاتحہ پڑھنے کو دل چاہے گا۔۔۔۔۔ میرے عزیز بھائیو، قرآن عربوں کے لیے نازل نہیں ہوا تھا، بلکہ جملہ انسانیت اور کُل اقوامِ عالم کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا تھا۔ اس لیے اس کے ہر حکم کا تمام اقوام پر یکساں اطلاق ممکن ہو نا ضروری تھا۔

کچھ طفلانہ ذہنیت کے کٹ حجت روایت پرست دیوانگی کو فرزانگی ثابت کرنے کی بھونڈی کوششیں کرتے ہوئے یہ استدلال بھی کرتے دیکھے گئے ہیں کہ "ہو سکتا ہے کہ باپوں اور داداؤں نے بہت چھوٹی عمر کی لڑکیوں سے شادیاں کی ہوں اور وہ ابھی اتنی جوان العمر ہوں کہ بیٹے اور پوتے ان سے شادیاں کر لیا کرتے ہوں"۔ ظاہر ہے کہ اس دلیل میں کوئی منطق پھر بھی نہیں پائی جاتی۔ یہ کوئی دلیل ہی نہیں بلکہ محض بُودی بہانہ بازی کے ذیل میں آتی ہے۔ قرآن یہاں "آباؤکم" کہہ رہا ہے، جس میں تمام آبا و اجداد، یعنی دادا، پردادا، نانا اور پر نانا سبھی آجاتے ہیں۔ اور ایسے بزرگوں کی چھوڑی ہوئی خواتین کبھی بھی جوان العمر نہیں ہو سکتیں۔ اگر فرض کر لیں کہ استثنائی حالت میں کبھی ایسا ہو بھی جائے تو رشتہ تو اُن سے پھر بھی ماں، دادی یا نانی ہی کا، یا پڑدادی اور پڑنانی ہی کا قائم ہوتا ہے۔ ایسا استدلال کرتے ہوئے انسان کو کچھ شرم ضرور آنی چاہیئے۔ یاد رہے کہ ایسے رشتوں کے ساتھ ازمینہ و سطحی کے مہذب معاشروں میں ایسی شادیاں یا ایسے جنسی تعلق کی کوئی دستاویزی تاریخ یا ثبوت دستیاب نہیں ہے۔

اب جب کہ ہم جان گئے ہیں کہ 22/4 میں نکاح بمعنی "شادی" کا ذکر تک نہیں ہے، بلکہ بنیادی انسانی حقوق کے ضمن میں کمزوروں اور خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لیے ایک صریح حکم دیا گیا ہے،،،،، تو آئیے اب ملوکیت کے شیطانی اثرات سے مافوق عقولوں پر فاتحہ پڑھتے ہوئے اگلی آیت نمبر 23/4 کے ساتھ "نکاح" کے شوقینوں نے کیا سلوک کیا ہے وہ بھی دیکھ لیتے ہیں۔

اس ضمن میں تمام روایتی تراجم آپ کو یہی بتائیں گے کہ یہاں نعوذ باللہ ماں، بہن، بیٹی وغیرہ سے "شادی" سے منع فرمایا جا رہا ہے،،،[کوئی بھی اردو/ انگلش ترجمہ اٹھا کر دیکھ لیں]۔ یعنی یہاں روایت پرستوں کو لفظ حرام یا حرمت کا ایک ہی معنی نظر آتا ہے، یعنی ممنوع، ناجائز، غیر قانونی، وغیرہ۔ گویا ان کے نزدیک "مسجد الحرام" کا معنی بھی "ممنوعہ یا ناجائز مسجد" سمجھ لیا جائے؟؟؟۔۔۔ اور گویا کہ ہمیں اور دنیا کو یہ بتانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ زمانہ رسول کے عرب لوگ اس قدر جنسی جنونی تھے کہ رشتوں کی حرمت کا کوئی ادراک ہی نہیں رکھتے تھے، اور اہل کتاب کے ساتھ صدیوں

رہتے ہوئے بھی انہیں یہی علم نہ تھا کہ ماں ماں ہی ہوتی ہے اور بیٹی اور بہن صرف بیٹی اور بہن ہی ہو سکتی ہے۔ خواتین کے ساتھ انسان کے یہ رشتے بیویوں کے رشتے میں، یا جنسی تعلق کے رشتے میں ہر گز تبدیل نہیں ہو سکتے

کمال تو یہ ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس نے ہر گز کسی نکاح یا شادی کا ذکر ہی نہیں کیا۔ ظاہر ہے کہ سابقہ آیت سے نہایت مکاری کے ساتھ نکاح بمعنی شادی اٹھا کر یہاں بھی جوڑ دیا گیا کیونکہ اس بیوند سے مسلمان امت کی خوب تذلیل ہو سکتی تھی۔ دنیا یہ آسانی باور کر سکتی تھی کہ یہ وہ وحشی قوم ہوا کرتی تھی جو ان حرمت والے رشتوں سے بھی شادیاں کر لیا کرتے تھے، یا [نکح] جنسی تعلق قائم کر لیا کرتے تھے۔ اس لیے انہیں جبراً ایک راست حکم دے کر اس Incest کی بھیانک اور قبیح روٹین کو "حرام" قرار دے کر اس سے روکنا پڑا؟؟؟

دیکھیے آیت مبارکہ نکاح یا شادی کی بجائے کیا واضح کر رہی ہے، اور کس طرح عورت ذات کے تقدس اور تحفظ پر سابقہ آیت کے تسلسل میں مزید زور دے رہی ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِّنْ نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا

"۔۔۔ خواتین کی حرمت اور تقدس تم پر کئی تناظر میں واجب کر دی گئی ہے خواہ وہ تمہاری مائیں ہوں، تمہاری بیٹیاں ہوں، تمہاری بہنیں ہوں، اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں ہوں، اور بھتیجیاں اور بھانجیاں ہوں، اور تمہاری رضاعی مائیں اور تمہاری رضاعی بہنیں بھی اس میں شامل ہیں، اور تمہاری خواتین کی مائیں اور تمہاری ان خواتین کی وہ بیٹیاں جن کے معاملات میں تم دخل رکھتے ہو اور جو تمہاری حفاظت میں ہیں، سب شامل ہیں۔ اور جن کے معاملات میں تم دخل نہیں رکھتے ہو، تو تم پر ان کی کوئی جواب داری / ذمہ داری نہیں ہے، نیز تمہارے صلب سے پیدا ہوئے بیٹوں کی بیویاں بھی تمہارے لیے عزت کی جگہ ہیں۔

اور اس امر کا بھی خیال رہے کہ تمہاری سرپرستی میں آ جانے والی وہ ہم خیال و ہم نظریہ قوموں / قبیلوں / گروہوں کے درمیان، ضرورت پڑنے پر اتحاد و یگانگت و ہم آہنگی پیدا کر دیا کرو، اس طرح کہ ان کے درمیان ماقبل میں جو کچھ ہو چکا ہو اسے رفع دفع کر دیا جائے، کیونکہ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہمیشہ رحم کرنے والا اور مغفرت کرنے والا ہے۔"

تو دو ستوں، متعدد نکاحوں یا شادیوں کی تفریح کا یہاں قصہ ختم ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اور عورت ذات کا بالعموم احترام اور تقدس ملحوظ رکھنا اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالی سے صادر کیے گئے ایک لازمی قانون کی صورت، ہمارے مردانہ تسلط والے معاشرہ کی اصلاح کے لیے، ہمارے سامنے آ جاتا ہے۔۔۔ ملوکیتی تہذیب نے اپنی غلط کاریوں کے جنون میں عورت ذات کو جس غلامی اور متعدد شادیوں کے ستم کا قرآنی تحریفات کے ذریعے شکار بنایا تھا، اس کے ڈھول کا پول ایک راست اور مستند قرآنی ترجمے کے ذریعے کھول دیا گیا ہے۔

نیز آیت کے آخری حصے میں "بین الاختین" کے غلط ملوکیتی ترجمے سے پیدا ہونے والا وہ بہنوں کو بیک وقت نکاح میں لانے کے ڈھونگ پر مبنی بحث

مباحثہ بھی یہاں ایک منطقی اور شعوری ترجمے کے ذریعے اختتام پذیر ہوتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ آپ نے درج بالا سطور میں نوٹ فرمایا لیا ہوگا، دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں لینے کا کوئی ذکر یہاں متعلقہ قرآنی متن کی رُو سے ثابت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ بھی ہمارے پاس عرب سکالرز کی تحریروں کے ذریعے یہ تاریخی دستاویزی ثبوت موجود ہے کہ دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں لانا زمانہ جاہلیہ کے بُت پرست عربوں میں بھی ایک انتہائی فبیح حرکت سمجھی جاتی تھی، اور ایسا کوئی رواج موجود ہی نہیں تھا کہ قرآن میں اس کا ذکر کرتے ہوئے اس کی ممانعت پر عمومی یا خاص طور پر زور دیا جاتا۔

نیز اتمام حجت کے لیے اب یہاں آیات 24/4 اور 25/4 کا عقلیت پر مبنی ترجمہ بھی دیا جا رہا ہے تاکہ اذہان میں اٹھنے والے مزید نئے سوالات کو بھی جوابات فراہم کر دیے جائیں۔

درج بالا دونوں آیات کے منطقی اور قرین عقل تراجم سے یہ ثابت ہو جانے کے بعد کہ یہاں نکاح اور شادی قرآن کا موضوع ہی نہیں ہے، اب اگلی آیات سے ہمارے اس ماحصل کی مزید تصدیق بآسانی ہو جاتی ہے کہ یہاں دراصل عورت اور کمزور طبقات کے حقوق کا تحفظ، ان کے عزت و احترام اور حکومتی بالادستی کے تحت آجانے والے علاقوں کے لوگوں کے ساتھ حسن معاملت زیر بحث ہے۔ اور اس سلسلے میں اشتراک کار، فلاح عامہ اور گورننس کے انسانی اصولوں کی بات کی جا رہی ہے۔ سابقہ آیت کے آخری فقرے سے جہاں دو ذیلی جماعتوں کے درمیان اتحاد، اتفاق، خیر سگالی کو فروغ دینے کا معاملہ واضح کیا گیا ہے، [نہ کہ دو بہنوں کے ساتھ بیک وقت شادی کے سوال کا مضحکہ خیز ڈھونگ] اب بات وہیں سے، اُسی سیاق و سباق میں اور آگے بڑھتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:-

آیت 24/4: وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۖ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۖ وَأُجِّلَ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ أَنْ تَنْتَهِوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ ۖ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً ۖ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا

"کمزور عوام میں سے [من النساء] جو جماعتیں / گروپس / کمیونٹیز کوئی غیر قانونی یا غیر اخلاقی عمل کا ارتکاب نہ کر رہی ہوں [المحصنات]، ان کو جبراً اپنے تسلط میں لانا منع کیا گیا ہے، سوائے ان کے جو ماقبل سے ہی کسی عہد و پیمان کے تحت تمہارے تسلط یا سرپرستی یا ماتحتی میں آگئی ہوں [ما ملکت ایمانکم]۔ یہ اللہ نے تم پر ایک قانون کے طور پر لاگو کر دیا ہے۔ اور اس مخصوص صورتِ حالات کے علاوہ جو کچھ اور صورت اس معاملے کی ہو تو وہ تمہارے لیے جائز کر دی گئی ہے یعنی کہ اگر تم ان کی فلاح پر اپنے اموال خرچ کرتے ہوئے ایسی جماعتوں کو اپنی حفاظت کے حصار میں لانا چاہو، نہ کہ خون بہانے والے بن کر۔ پھر تم ایسے لوگوں یا قوموں کے الحاق سے جو کچھ بھی فوائد حاصل کرو تو انہیں اس کا پورا معاوضہ اور ان کے حقوق ایک فرض سمجھتے ہوئے ادا کرو۔ اور اس میں کوئی برائی نہیں کہ اس فریضہ کو پورا کرنے کے بعد کچھ اور بھی علیحدہ سے تمہارے درمیان رضامندی سے طے پا جائے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تمام کاروائیوں اور نیتوں کا علم رکھتا ہے اور نہایت دانش کا مالک ہے۔"

آیت 25/4: وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلاً أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَنَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُمْ ۖ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَاَنْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ ۚ فَإِذَا أُحْصِنَ فَإِنَّ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ۚ ۚ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۚ وَأَنْ تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (۲۵)

"" اور پھر تم میں سے جن علاقوں کی قیادت مادی ذرائع کی فراوانی یا قوت [طولاً] میں اتنی استطاعت نہ رکھتے ہوں کہ مضبوطی اور قوت رکھنے والی یا ناقابل دسترس مومن جماعتوں / قبیلوں / اقوام کے ساتھ کوئی اشتراک کار یا الحاق و بالادستی کا سمجھوتا کر پائیں، تو پھر وہ تمہاری ماقبل سے زیر سرپرستی موجود جماعتوں / قوموں [تَمَلَّكْتُ أَيْمَانُكُمْ] میں سے ہی نوجوان اور بہادر مومن گروپوں کے ساتھ الحاق یا شراکتہ کار کر لیں۔ اللہ تمہارے عہد و پیمان سے بخوبی باخبر رہتا ہے۔ تم سب ایک دوسرے کے قریبی ساتھی کی حیثیت رکھتے ہو۔ پس اشتراکِ عمل کے عہد نامے ان جماعتوں کے معتبر لوگوں کی اجازت سے کرو اور ان کے حقوق قانونی طریقے سے ادا کرو اس طرح کہ وہ اخلاقی اور قانونی طور مضبوط رہیں، خون نہ بہائیں اور نہ ہی خفیہ سازشیں کرنے والی ہوں۔ پھر جب وہ اس اشتراک کے نتیجے میں طاقتور اور محفوظ ہو چکی ہوں، اور پھر کسی قسم کی زیادتیوں کا ارتکاب کریں تو ان پر دیگر مضبوط اور تحفظ کی حامل جماعتوں کی نسبت نصف سزا لگو ہوگی۔ یہ ترجیحی سلوک تم میں سے ان کے لیے ہے جو نامساعد اور مشکل حالات کا سامنا کر رہے ہوں۔ لیکن اگر ان حالات میں بھی تم استقامت سے کام لیتے ہوئے اپنے کردار مضبوط رکھو گے تو یہ تمہارے لیے خیر کا باعث ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ مشکلات میں سامان تحفظ اور نشوونما دینے والا ہے۔ ""

یہ قرآن کے انتہائی بلند و بالا ادبی اسلوب کے مطابق کیا گیا ایک علمی اور منطقی ترجمہ ہے۔ قرآن کا ان آیات میں مخاطب اربابِ حکومتِ اسلامیہ سے ہے۔ اس بات کا اعتراف کروں گا کہ یہ پڑھنے والوں کی اکثریت کے سر پر سے گذر سکتا ہے کیونکہ یہ جس شعوری سطح کا تقاضا کرتا ہے وہاں تک ہماری سوچوں کو لے جانے کے لیے کوئی منظم کوشش کی ہی نہیں کی جاسکی۔ معدودے چند دانشورانِ ملت کی تحریریں ہی قرآنی آئیڈیالوجی کے ان پہلوؤں کی جانب اشارے کرتی ہیں اور وہ بھی عمومی طور پر دستیاب نہیں۔ اُس سطح تک صرف نہایت پختہ عمر اور وسیع مطالعہ رکھنے والے کار آزمودہ اذہان ہی پہنچ سکتے ہیں۔ البتہ کھوج میں سرگرداں بے قرار روحوں کے لیے چند موقر اساتذہ کے نام پیش کر دیتا ہوں جن کا مطالعہ ذہنی افق کو وسیع کرنے کے لیے نہایت کارآمد ثابت ہو گا۔ جیسے کہ ڈاکٹر رفیع الدین، ڈاکٹر فضل الرحمان، ڈاکٹر رشید جالندہری، ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم، ڈاکٹر یوسف گورایہ، پروفیسر محمد اجمل خان، ڈاکٹر علی شریعتی، امام انقلاب عبید اللہ سندھی، اور دیگر۔ نیز علامہ اقبال کے مشہور لیکچرز کے بارے میں تو اکثر شریعت نے سنا ہی ہو گا۔ تاہم اس جدید ترین قرین عقل ترجمے کی تمام لغوی، لسانی اور نظریاتی سند اس نوعیت کی موجود ہیں جن کو مسترد نہیں کیا جاسکتا۔ دوسری جانب یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمیں وراثت میں ملے ہوئے روایتی تراجم جو ملوکیتی سازش کے تحت کیے گئے تھے، بآسانی انتہائی احمقانہ، لغو، شرمناک، رُسوا کن اور کالعدم قرار دیے جاسکتے ہیں۔

اللہ آپ سب پر الہامی بصیرت کے راستے کھول دے اور اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

آخر میں اس ترجمے پر ایک عالم و فاضل قاری کے تاثرات کو قلمبند کر دیا جاتا ہے جن کے دلائل قابل مطالعہ ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

NADEEM QURESHI TO AURANGZAIB YOUSUFZAI

بہت بہت شکریہ سر۔ بالکل قابل فہم اور انتہائی سلیس ترجمہ کہ عقل ہضم کر سکے۔ ""

اب مزید وضاحت یوں ہو گی کہ جب قانون پڑھ رہے تھے تو قانون کی بنیادی تعریف پڑھی تھی کہ "وہ اصول جن کا اطلاق تمام لوگوں پر یکساں ہو

قانون کہلاتا ہے۔" گو کہ انسان کا بنایا ہوا کوئی قانون آج تک اپنی بنیادی تعریف پر پورا نہیں اترتا کیونکہ حالات، زمانوں اور سماجوں کی مسلسل جاری تبدیلیوں سے انسانی قوانین میں ترمیم و تنسیخ ہوتی رہی ہے اور ہمیشہ مقتدر قوتوں اور قوموں نے اپنے بنائے گئے قوانین کو اپنے مفادات کی خاطر مروج کیا اور فوقیت دی۔

ہمیں بھی قرآن کے ادنیٰ سے طالب علم ہونے کے سبب سے مختلف تراجم پڑھ کر اس بات سے بخوبی آگاہی ہو چکی تھی کہ روایتی تراجم کے اکثریتی حصے کو کسی طور خدائی اصول و قوانین نہیں کہا جاسکتا کیونکہ انکا اطلاق کل انسانیت پر ہو ہی نہیں سکتا، ہاں صرف انسانیت میں فرقہ بن کر دوسرے مذاہب کی طرح عقیدہ اور رسوم کے طور پر اس کی پیروی ضرور کی جاسکتی ہے جبکہ یہ بات خالق کائنات کو زیب ہی نہیں دیتی کہ وہ ایک شعور رکھنے والی مخلوق کو ابہام سے پُر ہدایات نازل کر دے اور انسانوں کی طرح اپنے ہی قوانین کو "ناسخ و منسوخ" بھی کرتا رہے۔

تینوں اقسام کے ترجمہ نساء کے روایتی تراجم کا اطلاق بحیثیت اصول و قانون کل انسانیت پر لاگو ہی نہیں ہوتا جبکہ آپکے کئے گئے جدید ترجمے کا اطلاق کسی بھی مذہب کا باشعور انسان بغیر کسی حیل و حجت کے فوری تسلیم کرنے پر آمادہ ہو سکتا ہے۔ اس کو موجودہ دور کے حساب سے یوں ثابت کیا جاسکتا ہے جیسے چین میں 38 سالوں تک ایک بچہ پیدا کرنے کی پابندی رہی اسی وجہ سے وہاں کسی بچے کی نہ خالہ تھی، نہ چاچی نہ پھوپھی، نہ کوئی بھانجی نہ بھتیجی کہ اس پر نساء کے روایتی ترجمہ کا کوئی اطلاق ہو۔ ہاں اس جدید ترجمے کو کسی بھی انسانی معاشرے پر کسی بھی زمانے میں ضرور لاگو کیا جاسکتا ہے۔

جزاک اللہ خیر کم۔"

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 37

نبی کی بیویوں سے خطاب یا کمزور عوام سے

سورۃ احزاب آیات 28 سے 34 تک

من گھڑت روایتی تفاسیر کی مواد کا بطلان

نبی پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی کے متعلق قدیمی دور کے اہل بیہود سیرت نگاروں کی الزام تراشیوں کے برعکس، ہمارے پاس بہت سی قرآنی شہادتیں موجود ہیں جو یہ یقین دہانی کرانے کے لیے کافی ہیں کہ رسالت مآب نے اپنی پوری زندگی میں کبھی ایک کے علاوہ کسی دوسری خاتون کو شریک زندگی نہ بنایا ہو گا۔ اور من گھڑت تراجم و تفاسیر سے اخذ شدہ دلائل کے برعکس قرآن نے اپنے ان القابات کے ذریعے کبھی رسالت مآب کی "متعد بیویوں کو مخاطب نہیں کیا:۔۔۔" یا "ازواج النبی / یا نساء النبی"۔

اللہ تعالیٰ کی جانب سے متعین کردہ اُس انقلابی شخصیت کو، جن کا نام نامی محمد [ص] تھا، کبھی فارغ وقت کا ایک منٹ بھی اپنی ذات کے لیے میسر نہ ہوا جسے وہ ایک عام بے اصول اور جنس پرست آدمی کی مانند شہوت رانیوں یا جشن آرائیوں میں گزار سکتے۔ وہ الہامی فریضہ جس کی ادائیگی اُن کے سپرد کی گئی تھی ایک جناتی حجم اور عظیم ہمہ وقتی ذمہ داریوں کا حامل تھا۔ وحشی، استحصالی اور طاقتور قبائلی سرداروں کی ایک نہایت مستحکم ایلٹ کلاس کے اقتدار کو تباہ کرنے کی خوفناک مہم اس فریضے میں شامل تھی۔ یہ ایک ایسی ایلٹ کلاس تھی جنہوں نے ہر قسم کے ظلم و استحصالی، خون ریزی اور لوٹ مار کو روا رکھا ہوا تھا اور جو غلامی کے ادارے کو رواج اور ترقی دینے کے ذمہ دار تھے، اور تمام ذرائع رزق و پیداوار کے مالک تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو بُت پرست عربوں اور ایک طاقتور افرادی قوت رکھنے والے لوکل اور آباد کار بیہودیوں کے ایک شیطانی اتحاد کے ذریعے حکومت کرتے تھے۔ یہ اہل بیہود، سرمایہ دار، خوشحال اور تعلیم یافتہ تھے اور قلعہ بندیوں کے ساتھ سکونت پذیر تھے۔ دس سال کے مختصر عرصے میں ہی رسالت مآب کو اسی کے قریب مسلسل چھوٹی اور بڑی جنگیں لڑنے پر مجبور کیا گیا، تاکہ آپ اپنی نو تعمیر شدہ سوسائٹی کا اُس شیطانی اتحاد کے خلاف موثر دفاع کر سکیں۔ یہ ایسی سوسائٹی تھی جو مختلف مسالک و مذاہب کے انسانوں کے درمیان مساوات، اجتماعیت، امن اور باہمی ہم آہنگی کی بنیادوں پر قائم تھی۔

ایک انتھک جدوجہد کے ساتھ، جسے آپ کے شاندار کردار اور ذاتی وسائل نے بڑھاوا دیا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عظیم سماجی و سیاسی تحریک برپا کی جس نے ازمینہ وسطیٰ کے عرب کا تمام تر تاریخی تناظر یکسر تبدیل کر دیا۔ اُن کی جدوجہد غریب، کچلے ہوئے عوام کے لیے، غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے انسانوں کے لیے، مظلوم عورت ذات کے لیے، اور معاشرے کے دیگر تمام کمزور طبقات کی آزادی اور حقوق کے لیے تھی۔

آئیے قرآن کی سورۃ احزاب سے آیات 28 سے 34 تک کے جدید ترین علمی و عقلی ترجمے سے یہ ثابت کر دیں کہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ یہاں قطعی طور پر نبی کریم کی متعدد بیویوں کو مخاطب نہیں کرتے اور جو کچھ مجلسازی پر مبنی تفاسیر کے ذریعے ہمارے حلق کے اندر ٹھونس دیا گیا ہے وہ سب دین اللہ کے ساتھ کیا گیا ملوکیٹی فراڈ ہے۔

سورۃ احزاب: آیات 28 سے 34 تک

يا ايها النبی قل لا زواجک ان کنتن ثرذن الحیاة الدنيا و زینتها فتعالین اُمتعن و اسرحن سراحا جمیلا۔

وَأِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُمْ أَجْرًا عَظِيمًا

لیکن اگر تم اللہ اور رسول کی خواہش کرتے ہو اور آخرت کی زندگی میں مقام حاصل کرنے کی، تو پھر اس کالیقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے خوبیاں پھیلانے اور معاشرے کو توازن بدوش رکھنے والی جماعتوں کے لیے بڑا عظیم اجر تیار کیا ہوا ہے۔

وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا (٣٠)

و من یقنت منکّن للہ و رسولہ و تعمل صالحا نوتہا اجرہا مَرَّتَین و اعندنا لہا رزقا کریم [۳۱]

لیکن تم میں جو جماعت اللہ و رسول یعنی مملکت الہیہ کی تابعدار ہوگی اور اپنے معاشرے کی تعمیر و اصلاح کے کام سرانجام دے گی، ہم اسے دو گنا اجر دیں گے، اور ہم نے اس کے لیے ذی وقار انعامات تیار کر رکھے ہیں۔

اے اللہ کے نبی کی سربراہی میں آجانے والی کمزور عوام یا جماعتوں، یاد رہے کہ تم کسی بھی دیگر کمزور عوام / جماعت / قوم کی مانند نہیں ہو۔ اگر تم پر ہیز گاری کی راہ اختیار کر لو گے تو کبھی اپنی زبان سے کوئی گمراہ کن بات نہیں نکالو گے، کہ جن کے خیالات میں کوئی بد نیتی ہے وہ کوئی غلط توقعات لگا لیں۔ پس ہمیشہ وہی بات کرو جو حانی مانی سچائی پر مبنی ہے۔

انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت و يطهركم تطهيرا [۳۳]

اے اللہ کے نظریاتی مراکز کے ذمہ دارو، درحقیقت اللہ تعالیٰ ان ہدایات کے ذریعے تم سے کردار کی تمام برائیاں دُور کر دینا چاہتا ہے اور تمہاری اصلاح کرتے ہوئے تمہیں پاک کردار کا مالک بنانا چاہتا ہے۔

18

نہایت حساس اور باخبر رہنے والا ہے۔"

کتنی بڑی نادانی اور بے ادبی کی بات ہوگی اگر مندرجہ بالا تمام ہدایات، احکامات اور سرزنش رسول پاک [ص] کی بہت سی مفروضہ بیویوں پر تھوپ دی جائے، گویا کہ انہیں غلط کاریوں سے بچا کر راہ راست کی جانب لایا جا رہا ہو، جیسا کہ ہماری تمام تفاسیر اور تمام ہی تراجم آج تک کرتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے، قارئین اس ناچیز سے اتفاق کریں گے کہ شاید اس قماش کی تعبیرات سے بڑھ کر گناہ اور جرم اور اہانت رسول کوئی اور نہ ہوگی جو یہ ثابت کرتی ہو کہ آپ [ص] کا خود اپنا ہی گھر سیدھے راستے پر نہ تھا۔ اور اس جدید تحقیقی ترجمے سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آج تک پوری امت مسلمہ نادانستگی میں ہی سہی، رسول پاک کی اہانت میں براہ راست ملوث چلی آرہی ہے اور کبھی اس ضمن میں کسی بھی اسلامی حکومت نے تقدس کی اس پامالی پر غیرت و شرم کا مظاہرہ نہیں کیا۔ نیز یہی امت انہی غلط تعبیرات کے بہانے سے اپنے تعدد ازواج کے گناہ کا بار اور انسانوں کو لونڈی بنانے کی ذمہ داری رسول پاک کے کندھوں پر رکھ کر اپنی جنسی من مانیوں کرتی رہی ہے۔۔۔۔۔ فاعتبر و یا اولی الباب۔۔۔۔۔

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر ۳۸
سورۃ نمبر ۱۱۱- المسد- کیا واقعی یہاں ابی لہب نامی آدمی کا ذکر ہے؟
تمام تر مروجہ من گھڑت قیاسی تفاسیر کا بطلان

اس سورت کے بارے میں ہمیں ہمیشہ سے یہ تعلیم دی گئی تھی کہ قرآن یہاں حضور پاک کے دشمن ابو لہب اور اس کی بیوی کا ذکر کرتا ہے۔ بعد ازاں تمام دستیاب تفاسیر و تراجم کو دیکھنے کا موقع ملا تو ہر جگہ یہی ذکر سامنے آیا۔ علامہ اسد اور یوسف علی کے تراجم میں البتہ یہ استثناء دیکھنے میں آئی کہ ابی لہب سے نام مراد لینے کی بجائے اس کا لفظی ترجمہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ البتہ لفظ "امراتہ" کی تعبیر ان دونوں تراجم میں بھی "اُس کی بیوی" کے الفاظ میں ہی کی گئی جس سے ترجمہ مزید غیر واضح ہو گیا، کیونکہ یہ ایک معممہ بن گیا کہ آخر کس کی بیوی کا ذکر خیر کیا گیا ہے۔ آج تک مروجہ روایتی ترجمہ کچھ اس طرح دیا جاتا ہے:-

""ابو لہب کے ہاتھ ٹوٹیں اور وہ ہلاک ہو۔ نہ تو اس کا مال اس کے کچھ کام آیا، نہ ہی وہ جو اُس نے کمایا۔ وہ جلد بھڑکتی آگ میں داخل ہو گا۔ اور اُس کی جو رو بھی جو ایندھن سر پر اٹھائے پھرتی ہے۔ اُس کے گلے میں مونج کی رستی ہو گی۔"" [جالد ہری]

تاہم یہ سوال ذہن میں موجود رہا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کے ناموں کے علاوہ شاید ہی کسی شخصیت کا اس کا ذاتی نام لے کر ذکر کیا ہو۔ تو پھر یہ نام کیوں؟ اور پھر کسی کی بیوی کا ذکر، وہ بھی مذمت کے ساتھ؟ کیونکہ قرآن عورت ذات کو ایک قابلِ صدا احترام مقام عطا کرتا ہے اس لیے یہ بات شائستگی اور آداب کے منافی معلوم ہوتی ہے۔ یہ قرآن کی شان نہیں ہے۔ اور دیکھا جائے تو یہ بات حلق سے نیچے ہی نہیں اُترتی تھی کہ کسی بھی جنگی محاذ آرائی یا دو نظریہ ہائے حیات کی باہمی کشمکش سے کسی دشمن کی بیوی کا کوئی ایسا خاص تعلق ہو کہ اسے خاص طور پر مطعون کیا جائے۔

انہی سوچوں کے درمیان قرآن کے جدید قرین عقل تراجم کا سلسلہ شروع کیا تو یہ سورت بھی سامنے آئی اور اس کے بھی جدید ترجمے کا تقاضہ کیا گیا۔ پس سیاق و سباق پر غور کرنے سے منشاء خداوندی کافی حد تک روشنی میں آگیا۔ اس سورت سے ماقبل میں رسول کریم کی کامیابیوں اور ایک بڑی فتح کا ذکر ہے جو فتح مکہ کی جانب اشارہ دیتی ہے۔ مثلاً دیکھیں سورۃ الکوثر اور سورۃ النصر۔ پس امکانِ غالب یہی پایا گیا کہ فتح مکہ [سورۃ النصر] کے حوالے سے، اس فوری بعد آنے والی سورت میں، اسلام کے سب سے بڑے دشمن کی شکست کا استعارے کے اسلوب میں اس کا نام لیے بغیر ذکر کیا گیا ہے۔ اور اُس ہی کے آخرت کے انجام کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ کیونکہ بیوی کا ذکر یہاں کسی عقل و منطق پر پورا نہیں اُترتا، اس لیے یہ بھی اُس دشمن کی قوم کا ذکر ہی باور کیا جاسکتا ہے اور "امراتہ" بھی یہاں بیوی نہیں بلکہ ماتحت قوم کا استعارہ ہے۔ پس اس تحقیق کے نتیجے میں پیش خدمت ہے جدید ترین قرین عقل ترجمہ۔

نَبَتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ (۱) مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ (۲) سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ (۳) وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ (۴) فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ (۵)

""دشمنی کی آگ کے شعلے پھیلانے والے [ابی لہب] کی تمام طاقت [یدا] سلب ہوئی اور وہ برباد ہو گیا۔ اس کی تمام حاصل کردہ املاک اور مال و دولت

اس کے کسی کام نہ آیا۔ وہ ضرور اُس آگ [نار] میں ڈال دیا جائے گا جو ہمیشہ بھڑکنے والی ہے [ذات لہب]۔ اور اس کی وہ ماتحت جماعت / قوم جو اس کی اشتعال انگیزی اور جارحیت [الخطب] کا بھاری بوجھ اٹھائے تھی [حمالہ]، اب اُس کی گردن میں اُس پر مشقت سفر [مسد] سے تحفظ کی یقین دہانی [جبل] آویزاں ہے۔'''

محترم قارئین، اس سورت کی آیت نمبر ۳ [وہ ضرور اُس آگ میں ڈال دیا جائے گا جو ہمیشہ بھڑکنے والی ہے] میں ایک بہت ہی اہم پیش گوئی مضمر ہے۔ یہ آیت آخرت کے ایک حتمی انجام کی نشان دہی کرتی ہے۔ اگر ہم تاریخی تناظر میں سورۃ کی نزولی ترتیب کو ذہن میں رکھتے ہوئے، استعارے کے پردے میں چھپے بڑے دشمن کی نشاندہی قریش کے بڑے سردار ابوسفیان کی شکل میں کر لیتے ہیں، جو بہت زیادہ قرین قیاس ہے، تو پھر صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں خاص اُسی کے جہنم کی آگ میں جلنے کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ اور اگر ایسا ہی ہے،، تو ثابت ہوتا ہے کہ ابوسفیان کا شکست کھانے کے بعد اسلام لے آنا اور بقیہ زندگی میں اسلامی مہمات میں حصہ لینا اس کے کسی کام نہ آیا کیونکہ اس کا انجام جہنم ہی بتایا گیا ہے۔ اور اس آیت میں بیان کردہ یہ خوفناک حقیقت ہم پر یہ انکشاف بھی کرتی ہے کہ غالباً اس کا اسلام لے آنا صرف اور صرف ایک دھوکا اور وقتی سمجھوتا تھا۔ تاریخ سے یہ بھی عیاں ہے کہ اُسی کے فرزند حضرت معاویہ کے ہاتھوں حکومتِ الہیہ کی تباہی، اسلامی مساوات کے کلچر کی بربادی اور ملوکیت نامی طبقاتی، سامراجی آمریت کا قیام از سر نو خلافتِ دمشق کی شکل میں وقوع پذیر ہوا۔ بہر حال، کیونکہ سورۃ میں اُس بڑے دشمن کا نام استعارے کی زبان میں لیا گیا ہے اس لیے ہم اس ضمن میں دستیاب تاریخی شواہد کی روشنی میں صرف عقل و استدلال کے گھوڑے ہی دوڑا سکتے ہیں۔ کوئی حتمی فیصلہ دینے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔

یہ ایک جملہ فعلیہ ہے۔ لین کی لغت کے مطابق مادے "الم" سے مراد ہے: اس [آدمی] نے دکھ / تکلیف برداشت کی۔ اب فعل کے باب نمبر ۹ کے مطابق یہاں فعل میں شدت کا عنصر داخل ہو جائیگا۔ جب یہ عنصر داخل کریں گے تو مادے کے معنی بدل کر "آدمی / انسان نے شدید دکھ / تکلیف برداشت کی ہیں"۔

آگے آنیوالی آیت نمبر ۲/۲ سے اس اقرار کا تسلسل اور قرآنی متن کی ہم آہنگی خوبصورت انداز میں اور بدرجہ اتم قائم رہتی ہے۔ کیونکہ آگے فرمایا جا رہا ہے،،،،، "اس لیے یہ ہے وہ قوانین کا مجموعہ جس میں کوئی ابہام نہیں اور جو ایک کردار سازی کا دائمی ضابطہ ہے،،،،، اُن انسانوں کے لیے جو دکھ، تکلیف، گمراہی اور اللہ کے غیض و غضب سے محفوظ ہو کر زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔

یہاں یہ حقیقت بتادی جائے تو کچھ ہرج نہیں کہ اس "الم" کو آج تک جمہورِ علمائے اسلام بمعہ مغربی مستشرقین غلط تلفظ کے ساتھ پڑھ کر قرآن میں تحریف کے مرتکب ہوتے رہے ہیں۔ حالانکہ لفظ پر ضروری علامتیں موجود ہیں اور قرآن کے نسخوں میں باسانی دیکھی جاسکتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس لفظ کے خالص ذاتی جوڑ توڑ اور قیاس آرائیوں سے کام لیتے ہوئے نہایت مختلف اور متضاد معانی پیش کیے جاتے رہے ہیں۔ حال ہی میں جدید قرآنی ریسرچرز کے کام کے مطالعے میں بھی کچھ اور نئی تعبیرات سامنے آئی ہیں جو سب کی سب قیاس پر مبنی ہیں کیونکہ کوئی لسانی اور لغوی بنیاد نہیں رکھتیں۔ قیاس آرائیوں کی اکثریت اس لفظ کی تعبیر رسول کے القابات کی صورت میں کرتی ہے جو رسول کو مخاطب کرتے ہوئے بولے گئے ہیں۔ یہاں بھی سب نے الگ الگ القابات اپنی اپنی سوچ کے مطابق ایجاد کرنے کا کارنامہ انجام دیا ہے۔ البتہ یہ رائے ضرور دی جاسکتی ہے کہ جن علماء نے یہ کہ کر معاملے کو التوا میں ڈالے رکھا کہ ان کا معنی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، وہ کم از کم تحریف یا ایک خطا کار تشریح کے گناہ سے تو محفوظ رہے، کیونکہ جہاں انسان کا علم و عقل جواب دے جائے وہاں قدم بڑھانے سے پہلو تہی اختیار کر لینا ہی ایک محتاط روی کی پالیسی کے زمرے میں آتا ہے۔ البتہ علمی اور لغوی بنیاد پر کوئی دوست اوپر دیے ہوئے تحلیل و تجزیے کو تبدیل کرنا چاہے تو خوش آمدید۔

"لیس"، "حمیم"، "طہ" اور "قاف" وغیرہ پر ریسرچ کچھ عرصہ بعد انشاء اللہ۔

اللہ آپ سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 40
قصہ یوسف وزلیخا - قرآن حکیم کے ادب عالی کے اسلوب میں
من گھڑت روایتی تفاسیری مواد کا بطلان

ضروری اور اہم تناظر

رومانک کہانیاں انسان کے لیے عموماً کشش انگیز ہوتی ہیں۔ پھر اگر ایسا رومانس کسی صحیفے میں پایا جائے اور اللہ کے کسی برگزیدہ رسول سے وابستہ کر دیا گیا ہو، تولدت اور تقدس کی یہ آمیزش تصور کی ایسی احقانہ منزلوں تک لے جاتی ہے جہاں انسان عقل اور سوچ و فکر کو خدا حافظ کہہ دیتا ہے۔ ایسی ہی رومانوی کشش کو تقدس کے ساتھ انگیز کرتے ہوئے انسانوں کی معصوم اکثریت کو بآسانی بہکانے کا کام بھی کیا جاسکتا ہے۔ اور یہی گمراہی "حسن یوسف" کے فرضی تناظر میں حضرت یوسف کی کہانی کی ایک امپورٹ کردہ صورت کے ذریعے پھیلائی گئی ہے، جسے من گھڑت مواد کی آمیزش کے ساتھ پیش کرتے ہوئے عرب ملوکیت نے قرآن کے معانی کو ان کے بلند درجہ حکمت و دانش سے ایک نہایت کمتر درجے پر گردانے کا مذموم مقصد پورا کر لیا تھا۔ قرآن حکیم کی سورۃ یوسف میں اقتدار کی جن غلام گردشوں کے پس منظر میں حضرت یوسف کی اعلیٰ اصولی زندگی اور عروج کی منزلوں کے حوادث سے پُرسفر کے بارے میں جو معنی خیز نشاندہی کی گئی ہے وہ اپنی نوعیت میں تو حق و باطل کی جنگ کا ایک منفرد اور نصیحت آموز اسلوب ہے، لیکن ملوکیتی دست برد کے نتیجے میں عمومی کہانی جو زبان زد خاص و عام ہے۔۔۔ اور جو ہماری قدیمی ملوکیتی تفاسیر سے اخذ کی گئی ہے۔۔۔ اور جس کی مطابقت میں ہمارے تمام حاضر تراجم ہمارے سامنے موجود ہیں،،،، وہ مجموعی اور متفقہ طور پر داستان طرازی کی اور ہی شکل پیش کرتی ہے اور اس طرح بیان کی گئی ہے:-

"حضرت یوسف ابھی لڑکپن ہی میں تھے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ۱۱ ستارے اور سورج اور چاند انہیں سجدہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ خواب اپنے والد حضرت یعقوب کو سنایا تو انہوں نے مستقبل میں حضرت یوسف کے بلند مقام کا ادراک کر لیا۔ لیکن ساتھ ہی تاکید بھی کر دی کہ یہ خواب اپنے سوتیلے بھائیوں کو مت سنانا کیونکہ وہ تمہارے مقام و مرتبے کے باعث حسد اور دشمنی پر اتر آئیں گے۔ بعد ازاں بھائیوں نے جب حضرت یوسف کے ساتھ والد کا بڑھتا ہوا پیار اور حسن سلوک دیکھا تو وہ اپنے دلوں میں از حد تعصب پالنے لگے۔ والد کی توجہ اپنی جانب مائل کرنے کے لیے انہوں نے متفقہ طور پر حضرت یوسف کا خاتمہ کرنے کی ٹھان لی۔ بہانے بازی سے والد پر زور ڈال کر انہیں اپنے ساتھ دور کے ایک سفر پر لے گئے اور وہاں کسی ویرانے میں آپ کو تنہا بے یار و مددگار ایک کنویں میں پھینک آئے۔ والد کو ان کی خون آلود قمیص پیش کر کے یقین دلایا کہ انہیں بھیڑیا کھا گیا ہے۔ دوسری جانب ایک کارواں نے کنویں سے پانی نکالنے پر حضرت یوسف کو اٹھالیا اور مصر پہنچ کر غلام کے طور پر اونے پونے فروخت کر دیا۔ بادشاہ کے دربار کے ایک بڑے آدمی نے آپ کو خرید لیا اور آپ کے چہرے بشرے سے آپ کی عظمت پہنچانے ہوئے اپنی بیوی کو آپ کی عزت سے پرورش اور تربیت کرنے کے احکامات جاری کیے۔ جب آپ جوان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہامی علم و دانش عطا کیا اور آپ خوابوں کی تعبیر بتانے کے علم پر بھی حاوی ہو گئے۔ اس دوران اُس بڑے آدمی کی زلیخانامی بیوی آپ کی "خوبصورتی" پر فریفتہ ہو گئی اور آپ کو اپنے جال میں پھنسانے کے لیے ترغیب گناہ دیتی رہی۔ آپ اپنے کردار کی پاکیزگی کے باعث اس سے خود کو بچاتے رہے۔ یہاں تک کہ تنگ آکر زلیخانے آپ پر دست درازی کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑے جانے پر، انتقامی کاروائی کے طور پر، اُلٹا آپ پر زیادتی کی کوشش کا الزام لگا دیا۔ اگرچہ کہ قمیص کا دامن دبر کی جانب سے پھٹا ہوا پائے جانے سے آپ کی بے گناہی ثابت ہو گئی لیکن پھر بھی بڑوں کی سیاست کے پیش نظر اسی میں عافیت سمجھی گئی کہ آپ کو کچھ عرصے کے لیے قید میں ڈال دیا جائے۔ اسی دوران شہر کی عورتوں میں زلیخا کے کردار پرچے مے گویاں شروع ہو گئیں۔ اس کے سدباب کے لیے زلیخانے اپنی بے گناہی

ثابت کرنے کے لیے شہر سے خاص خاص عورتوں کو دعوت پر بلایا۔ ان کے ہاتھوں میں تیز چھریاں پکڑا دیں۔ اور حضرت یوسف کو ان کے سامنے جانے کا حکم دیا۔ آپ کے "حسن بے مثال" کو دیکھ کر یہ عورتیں ششدر رہ گئیں اور آپ کو فرشتہ باور کرتے ہوئے عالم بے خودی میں چھریوں سے اپنے ہاتھ زخمی کر لیے۔ اس پر زلیخانے انہیں جتکایا کہ دیکھا، یہ ہے وہ جس کے بارے میں تم مجھ پر الزام لگاتی تھیں۔ میں نے اسے اپنی جانب آمادہ کرنا چاہا لیکن وہ اپنی جگہ ڈٹا رہا۔ لیکن اب اگر یہ میری نہیں مانے گا تو اسے قید میں ڈال دیا جائے گا جہاں یہ ذلیل و خوار ہوگا۔ اس پر حضرت یوسف نے گناہ پر آمادہ ہونے کی بجائے قید میں جانے کو ترجیح دی۔ اور آپ کے سخت موقف اور استقامت کو بھانپتے ہوئے یہی فیصلہ کیا گیا کہ آپ کو جیل میں ڈال دیا جائے۔""

آپ کی اس داستان میں اس سے آگے کے واقعات بھی بیان فرمائے گئے ہیں، لیکن ہمارا موضوع بس یہاں تک کا وضع کردہ دیومالائی افسانہ ہے جسے حقیقی قرآنی تناظر میں، بیرونی ملاوٹوں سے پاک کرتے ہوئے، ایک عقلی ترجمے کی رُو سے قرآن کے حقیقی ادبی اسلوب میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مقصد یہی ہے کہ قرآن کے چہرے پر لگائے گئے داغوں کو دھو کر موجودہ ترقی یافتہ دور میں اس کی الہامی روشنی سے فیض حاصل کرنا آسان کر دیا جائے۔ یاد رہے کہ اس ملاوٹی کہانی کا اصل ماخذ قرآن نہیں بلکہ عہد نامہ قدیم کی کتاب پیدائش سے اخذ کی گئی تفسیر ہے [39/1-20]۔

ترجمے سے قبل ایک غلط فہمی دور کر دی جائے تو بات سمجھ میں آسانی آجائیگی۔ جہاں بھی "قالت" سے بات شروع ہوتی ہے وہاں "قالت" واحد مونث ماضی کا صیغہ ضرور ہے۔ لیکن یاد رہے کہ مونث کا صیغہ عربی میں کسی بھی مردوں کی پارٹی، جماعت یا گروپ کے لیے بھی استعمال ہوا کرتا ہے۔ اس لیے ضروری نہیں کہ یہاں کوئی عورت ہی حضرت یوسف سے کچھ کہ رہی ہو۔ دوسرے یہ کہ عبارت میں ایک جگہ "ذلک" کی بجائے "ذلک" آیا ہے۔ اور ذلک کے کاف خطاب کا "کُنْ" کی شکل میں آنے سے مراد ہے کہ خطاب یا توجع مونث سے کیا جا رہا ہے یا کسی مردوں کے گروپ یا جماعت سے کیا جا رہا ہے۔ یہاں سیاق و سباق میں مردوں کے گروپ یا جماعت سے ہی خطاب ہے جسے تمام نئے و پرانے تراجم میں افسانوی رنگ دینے کے لیے عورتوں سے تعبیر کر دیا گیا ہے۔ یہ خالص ٹیکنیکل نکات ذہن میں رہے تو درج ذیل راست ترجمہ قبول کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ باقی نہیں رہے گی۔ نیز بیانے کے اواخر میں لفظ "یدعونی" کا استعمال بالآخر جمع مذکر کے صیغے کے ذریعے کہانی میں ملاوٹ کا پردہ مکمل طور پر چاک کر دیتا ہے کیونکہ یہاں سے یہ واضح ہو کر سامنے آ جاتا ہے کہ اپنی طرف بلانے یا دعوت دینے والے صیغہ جمع مذکر کے حامل مرد ہی تھے۔ البتہ فاضل دانشوران کی رائے کا منتظر رہوں گا۔

سورۃ یوسف آیات 2 سے 35 تک

تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ﴿١﴾ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٢﴾
یہ اُس واضح اور روشن کتاب کی آیات ہیں جسے ہم نے درحقیقت ایک فصیح و بلیغ مطالعے کے طور پر پیش کیا ہے تاکہ تم سب اپنی عقل و ذہانت استعمال کر سکو۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا وَحَيْنَا إِلَيْكَ هَٰذَا الْقُرْآنَ وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمَنِ الْغَافِلِينَ ﴿٣﴾
یہ قرآن جو ہم نے تمہیں وحی کیا ہے اسی کی وساطت سے ہم تمہارے لیے خوبصورت انداز میں ایسے واقعات بیان کرتے ہیں جن سے تم ماقبل میں لاعلم تھے۔

إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ ﴿٤﴾

یہ وقت تھا جب یوسف نے اپنے والد کو اس طرح مخاطب کیا: "اے میرے والد، میں نے گیارہ ستاروں، اور سورج اور چاند کو تصور میں خود کے سامنے عاجزی کے ساتھ جھکا ہوا پایا۔

قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا ۖ إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٥﴾
اس پر ان کے والد نے انہیں تنبیہ کی کہ اے میرے بیٹے، اپنے تصورات کو اپنے بھائیوں کے سامنے بیان مت کرنا تاکہ وہ تمہارے خلاف کوئی چالیں نہ چلنے لگیں، کیونکہ سرکشی کے جذبات انسان کے کردار کے لیے ایک کھلے دشمن کی حیثیت رکھتے ہیں۔

وَكَذَٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ مِن قَبْلُ ۖ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٦﴾
اور تیرا رب تجھے ایسے ہی عالی مقام و منصب کے لیے منتخب فرمائے گا اور تجھے واقعات و حوادث سے حتی نتائج اخذ کرنے کی صلاحیت عطا کرے گا اور اس طرح تجھ پر اور آل یعقوب پر اپنی عنایات کو مکمل فرمائے گا، بالکل اُس کی مانند جیسے اس نے اس سے قبل تیرے آباء ابراہیم اور اسحاق کو عطا کیا تھا۔ بیشک تیرا رب صاحب علم و دانش ہے۔

﴿٧﴾ لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٍ لِّلسَّائِلِينَ
یوسف اور اس کے بھائیوں کے واقعات میں طالبانِ علم کے لیے نشانیاں موجود ہیں۔

إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَيْنَا أُمِينًا مِّنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۖ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٨﴾
جب وہ وقت آیا کہ انہوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ یوسف اور اس کا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں، جب کہ ہم ایک بڑی اکثریت میں ہیں۔ بیشک ہمارا باپ ایک واضح بھول یا غلطی کا شکار ہے۔

اقْتُلُوا يُوسُفَ أَوْ اطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِن بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ ﴿٩﴾
یوسف کو ذلیل و خوار کیا جائے یا اسے کسی دور دراز کی زمین کی طرف دھکیل دیا جائے تاکہ اس طرح وہ تمہارے باپ کی توجہات کو صرف تمہارے لیے ہی چھوڑ جائے اور بعد ازاں تم سب ایک راست باز جماعت مان لیے جاؤ۔

قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَلْفَوْهُ فِي غِيَابَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطُهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِن كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ﴿١٠﴾
ان میں سے ایک نے کہا کہ اگر تم واقعی کوئی بہتر صورت نکالنا چاہتے ہو تو اسے خود ذلیل و خوار نہ کرو بلکہ اسے ایسی گمنامی کی گہرائیوں میں پھینک دو [غِيَابَتِ الْجُبِّ = گمنامی کی پستیاں / گہرائیاں] جہاں سے کوئی آوارہ گرد اسے لے جائے۔

قَالُوا يَا أَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَىٰ يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ لَنَاصِحُونَ ﴿١١﴾
اسی سکیم کے مطابق انہوں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ یوسف کے معاملے میں ہم پر بھروسہ نہیں کرتے جبکہ ہم تو اس کی خیر خواہی چاہنے والے ہیں۔

أَرْسَلُهُ مَعَنَا غَدًا يَزْتَعُ وَيَلْعَبُ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿١٢﴾
آپ اسے کل ہمارے ساتھ جانے دیں تاکہ وہ کھیلے اور محفوظ ہو اور ہم اس کی حفاظت میں مستعد رہیں۔

قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِي أَنْ تَذْهَبُوا بِهِ وَأَخَافُ أَنْ أَكُلَّهُ الذِّئْبُ وَأَنْتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ ﴿١٣﴾
انہوں نے کہا کہ واقعی یہ امر میرے لیے باعث غم ہوتا ہے کہ تم اسے ساتھ لے جاؤ، کیونکہ مجھے خوف ہوتا ہے کہ وہ دغا بازی کی بھینٹ نہ چڑھ جائے [اُکُلَهُ الذِّئْبُ] اور تم اس سے غافل رہو۔

قَالُوا لَئِنْ أَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّا إِذًا خَاسِرُونَ ﴿١٤﴾
انہوں نے جواب میں کہا کہ اگر ہمارے گروپ کی موجودگی میں وہ کسی دھوکا بازی کا شکار ہو جائے تو اس سے مراد ہمارا اپنا نقصان اور تباہی ہو گا۔

فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَاجْتَمَعُوا أَنْ يَجْعَلُوهُ فِي غِيَابَتِ الْجُبِّ ۖ وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِأَمْرِهِمْ هَذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٥﴾
پس جب وہ چلے گئے اور اس پر متفق ہو گئے کہ اُسے گمنامی کے گڑھے میں ڈال دیں گے تو ہم نے اسے اشارہ دے دیا کہ تم انہیں بعد ازاں ان کی یہ حرکت ضرور یاد دلاؤ گے جس کا انہیں ابھی احساس بھی نہیں ہے۔

وَجَاءُوا أَبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ ﴿١٦﴾ قَالُوا يَا أَبَانَا إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ ﴿١٧﴾
بعد ازاں وہ رات کو اپنے والد کے پاس روتے ہوئے آئے اور کہا کہ ہم دوڑیں لگانے میں مصروف تھے اور یوسف کو اپنے سامان کے ساتھ چھوڑا ہوا تھا کہ وہ کسی کی سفاکی کا شکار ہو گیا۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ آپ ہمارے یقین نہیں کریں گے خواہ ہم کتنے ہی سچے ہوں۔

وَجَاءُوا عَلَى قَمِيصِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ ۚ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۚ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ ﴿١٨﴾
اور اس طرح وہ جھوٹ کی رنگ آمیزی کی مدد سے [بدم کذب] یوسف کے باعزت مقام و مرتبہ پر قابض ہو گئے [وَجَاءُوا عَلَى قَمِيصِهِ]۔ ان کے باپ نے بس یہی کہا کہ تم لوگوں نے اپنی چالاکیوں سے اس معاملے کو غلط رنگ دے دیا ہے۔ اب میرے لیے صبر کا بہتر راستہ ہی بچا ہے اور میں اللہ سے تمہارے اس بیان کردہ سانچے پر مدد کا طلب گار ہوں۔

وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَى دَلْوَهُ ۚ قَالَ يَا بُشْرَىٰ هَذَا غُلَامٌ ۚ وَأَسْرَوْهُ بِضَاعَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾
اور پھر اس جگہ مسافروں کی ایک جماعت نے آکر پڑاؤ ڈالا جنہوں نے اپنے تفتیش کار کو ارد گرد کا جائزہ لینے بھیجا جو آخر کار اپنی تلاش میں یوسف کے قریب پہنچ گیا اور پھر پکارا کہ خوش خبری ہو یہاں تو ایک لڑکا موجود ہے۔ پھر انہوں نے اسے مال غنیمت کے طور پر چھپالیا۔ لیکن جو کچھ وہ کر رہے تھے اللہ اس سے باخبر تھا۔

وَسَرَّوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ﴿٢٠﴾
 پھر انہوں نے اسے تھوڑے سے درہموں کے بدلے میں آگے دے دیا کیونکہ وہ اس معاملے میں ڈرنے اور پرہیز کرنے والوں میں سے تھے۔

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَأَتِهِ أَكْرَمِي مَثْوَاهُ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا ۖ وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۚ وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢١﴾
 اور بڑے شہر کے جس آدمی نے اسے خریدا تھا اس نے اپنے ماتحت لوگوں سے کہا کہ اس کی یہاں بود و باش عزت و تکریم کے ساتھ کرو شاید ایسا ہو کہ یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا پھر ہم اسے بیٹا ہی بنالیں۔ اور اس طرح ہم نے یوسف کو زمین پر قیام و استحکام عطا کیا تاکہ ہم اسے معاملہ فہمی یعنی تدبیر و تفکر کی صلاحیتیں عطا کریں۔ دراصل اللہ اپنے ارادوں کی تکمیل پر پوری دسترس رکھتا ہے لیکن عام انسانوں کی اکثریت اس بات کا علم نہیں رکھتی۔

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٢٢﴾
 پھر جب وہ اپنے شباب کو پہنچا تو ہم نے اسے اقتدار اور علم سے نوازا دیا۔ کیونکہ ہم اسی کی مانند نیکو کاروں کو جزا دیا کرتے ہیں۔

وَرَاوَدَتْهُ الْفَاحِشَةُ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۖ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ ۖ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ ۖ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿٢٣﴾
 پھر ایسا ہوا کہ وہ جس پارٹی کے مرکز کے ساتھ وابستہ تھا اس جماعت نے اسے اس کے راست بازی کے موقف سے ہٹانا چاہا اور اس کے لیے اختلاف کے ساتھ علیحدہ ہو جانے کا راستہ بھی بند کر دیا اور کہا کہ خود کو ہماری پارٹی کے منشور کے ساتھ وابستہ کر لو۔ یوسف نے کہا میں غلط اصولوں پر چلنے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ وہ میرا رب ہے اور میرے لیے بہترین پناہ گاہ ہے۔ وہ ظلم کی راہ پر چلنے والوں کو کبھی کامیابی عطا نہیں کرتا۔

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ ۖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنَّ رَأَىٰ بُرْهَانَ رَبِّهِ ۚ كَذَٰلِكَ لَنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ ۚ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ ﴿٢٤﴾
 یہ جماعت اسے اپنے ساتھ رکھنے کی بڑی خواہش مند تھی [وَلَقَدْ هَمَّتْ]۔ وہ بھی ان کی جانب جانے کی خواہش کرتا اگر اس نے اپنے رب کی برہان نہ دیکھ لی ہوتی۔ پھر اس نے وہی سیدھا راستہ اختیار کیا جس پر چلتے ہوئے ہم اس کے کردار کو بدی اور بے اعتمادی سے بچا سکتے تھے۔ بیشک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھا۔

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ ۖ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ ۚ قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٥﴾
 دونوں پارٹیوں کے درمیان مذاکرات نے اختلاف اور علیحدگی کی جانب [الباب] سبقت کی کیونکہ جماعت بہت ہی غور و خوض کے بعد [مِنْ دُبُرٍ] اس کے راست بازی کے حامل موقف سے سخت اختلاف کر چکی تھی [وَقَدَّتْ قَمِيصُهُ]۔ پھر فریقین نے اس تفریق / اختلاف کے موقع پر اپنے سربراہ سے رابطہ کیا [وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا]۔ جماعت نے کہا کہ ایسے انسان کی کیا سزا ہے جو تمہاری جماعت یا پارٹی کی پالیسیوں کے بارے میں منفی ارادے رکھے، سوائے اس کے اسے قید کر دیا جائے یا دردناک عذاب دیا جائے۔

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي ۖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ

الْكَاذِبِينَ ﴿٢٦﴾

جواب میں یوسف نے کہا کہ اس پارٹی نے مجھے میرے راست موقف / ارادے سے ہٹانے کی کوشش کی ہے۔ اس پر اس کے لوگوں میں سے ایک چشم دید گواہ نے کہا کہ اگر اس کی پالیسی یا موقف [قَمِصَهُ] پہلے ہی سے سخت اختلاف پر مبنی تھا [قُدَّ مِنْ قَبْلِ] تو پارٹی سچی ہے اور وہ جھوٹا۔

وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبْتَ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٢٧﴾

لیکن اگر اس کا موقف سوچ بچار غور و خوض کے مابعد علیحدگی پر منتج ہوا ہے تو پارٹی جھوٹے اصولوں پر قائم ہے اور وہ سچائی پر ہے۔

فَلَمَّا رَأَى قَمِيصَهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۚ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ﴿٢٨﴾

پس جب اس کا موقف [قَمِصَهُ] سنا گیا تو وہ سوچ بچار اور بحث مباحثے کے نتیجے میں بعد ازاں پیدا ہونے والے اختلاف پر مبنی پایا گیا۔ تو سربراہ نے پارٹی اہلکاروں کے خلاف فیصلہ دیتے ہوئے کہا کہ یہ سب تمہاری خواہش پرستانہ دھوکے بازی [کید] کا نتیجہ ہے۔ بیشک تمہاری چال بازی بہت گہری ہے۔

يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَذَا ۖ وَاسْتَغْفِرِي لِذَنبِكِ ۚ إِنَّكَ كُنْتَ مِنَ الْخَاطِئِينَ ﴿٢٩﴾

اے یوسف تم ان کی یہ زیادتی نظر انداز کرو۔ اور یہ پارٹی اپنی غلط کاری پر مغفرت طلب کرے۔ بیشک تم پارٹی والے خطاکاروں میں سے ہو۔

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَنْ نَفْسِهِ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۚ إِنَّا نَنظُرُهَا فِي ضَلَالٍ

مُبِينٍ ﴿٣٠﴾

شہر کی چھوٹی پارٹیوں نے بچے مے گونیاں کرنی شروع کر دیں کہ صاحب اقتدار جماعت نے کوشش کی ہے کہ اپنے ابھرتے ہوئے لیڈر کو اس کی راست سوچ / ارادے / پالیسی سے منحرف کر کے اپنے ساتھ وابستہ رکھیں۔ پارٹی پر اس کی چاہ و طلب نے بہت گہرا اثر کیا ہوا ہے۔ ہمارے نزدیک تو وہ فاش غلطی کا ارتکاب کر رہی ہے۔

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً وَآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَذَا بَشَرًا إِنْ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ﴿٣١﴾

جب صاحب اقتدار پارٹی کو ان کے مکارانہ پرابلیگنڈے کے بارے میں آگاہی ہوئی تو انہیں بلا بھیجا، اور ان کے لیے آرام دہ نشستیں تیار کیں اور ان میں سے ہر ایک کے لیے سکون و اطمینان کا ماحول پیدا کیا۔ پھر یوسف سے کہا کہ آؤ اور ان پر اپنی آئیڈیالوجی کا اظہار کر کے انہیں اپنے علم کے بارے میں آگاہی دو۔ پس جب وہ انہیں غور سے سن چکے تو ان کی عظمت و صلاحیت کے قائل ہو گئے [اَكْبَرْنَهُ]۔ اپنے منفی ہتھکنڈوں سے باز آ گئے [وَقَطَّعْنَ] آئیڈیہن]، اور کہنے لگے اللہ کی پناہ،،، یہ تو ایک عام انسان نہیں بلکہ ایک نہایت محترم فرشتہ یا حکمران ہے۔

قَالَتْ فَذَلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ ۚ وَلَقَدْ رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ ۚ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَا أَمَرُهُ لَيَسْجُنَنَّ وَلَيَكُونَا مِنَ الصَّاغِرِينَ ﴿٣٢﴾

””” پھر حکمران پارٹی نے دوسری پارٹیوں سے کہا کہ دیکھ لیا یہ ہے وہ جس کے بارے میں تم سب ہماری جماعت پر الزام لگا رہے تھے۔ ہم تو اس جیسے عظیم انسان کو اپنی طرز / راستہ / روش کی جانب مائل کرنے میں حق پر تھے۔ ہم نے اس کی پوری کوشش کی لیکن اس نے خود کو اپنے موقف پر مضبوطی سے قائم رکھا [فَاسْتَعْصَمَ]۔ لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرے گا جو اسے حکم دیا گیا ہے تو پھر وہ ضرور قید میں ڈال دیا جائیگا، جہاں وہ حقیر و ذلیل ہو جائے گا۔

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ ۖ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ وَأَكُن مِّنَ الْجَاهِلِينَ (۳۳)
 یہ سن کر اُس [یوسف] نے کہا اے میرے رب، قید میرے لیے اس سے زیادہ محبوب ہے جس غلط راہ کی جانب یہ لوگ مجھے بلاتے ہیں [یَدْعُونَنِي]۔ اور اگر تُو ان کی یہ چالیں ناکام نہیں کرے گا تو میں ان کی طرف جھک جاؤنگا اور بے علم جاہلوں میں جاشامل ہوں گا۔

{نہایت اہم نکتہ: یہاں "یدعوننی" کے جمع مذکر کے صیغے پر غور کریں کیونکہ یہاں سے یہ عمومی غلط فہمی دور ہو جائے گی کہ یہ مکالمہ عورتوں کے درمیان ہو رہا ہے۔ یدعون۔۔۔ جمع مذکر مضارع کا صیغہ ہے۔ اس لیے یہ بات واضح ہے کہ یہاں حضرت یوسف کسی بھی عورت یا عورتوں کی دعوت کا ذکر نہیں کر رہے، بلکہ مردوں کی طرف سے انہیں حکمران پارٹی کی مروجہ روش میں شریک ہونے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔}

فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (۳۴) ثُمَّ بَدَأَ لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَأَوْا الْآيَاتِ لَيْسَجُنَّهُ حَتَّىٰ حَبِثَ (۳۵)

پس اللہ نے انہیں ان برائیوں سے محفوظ کر دیا جن کی وہ جماعت تدبیریں کر رہی تھی، بیشک وہ سب کچھ سننے اور علم رکھنے والا ہے۔ پھر یہ سب نشانیاں دیکھ لینے کے بعد حکمران پارٹی کو یہ سوچھی کہ یوسف کو فی الحال قید میں ڈال دینا ہی بہتر ہو گا۔

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 41
قرآن میں قربانی یا ذبح عظیم سے کیا مراد ہے؟
تمام تر من گھڑت روایتی تراجم کا بطلان

سوال:

سورۃ الصافات، آیت 102 کے روایتی تراجم میں حضرت ابراہیم کا یہ کہنا کہ میں تمہیں ذبح کرنے والا ہوں، حضرت اسماعیل کو پیشانی کے بل لٹا دینا اور پھر اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا کہ تم نے خواب سچ کر دکھایا، اور ہم نے اسے ایک ذبح عظیم کے لیے بچالیا، وغیرہ، وغیرہ سے کیا مراد ہے۔ کیا ان آیات کا کوئی دیگر عقلی و منطقی ترجمہ بھی کیا جاسکتا ہے تاکہ بات واضح ہو کر صاف ہو جائے کہ دراصل یہ کس کاروائی کی جانب اشارہ ہے؟؟؟

جواب:

یہاں لفظ ذبح کا ایک لفظی اور عامیانه معنی لے لیا گیا ہے اور اس سے حضرت ابراہیم کا حضرت اسماعیل کو اللہ کے لیے قربان کر دینے کا حکم وصول کرنا، اور اس کی تعمیل میں حضرت اسماعیل کو لے جا کر اٹلا لٹا کر ذبح کرنے کے ارادہ کی ایک بڑی کہانی بنائی گئی ہے۔ نیز اسی مفروضہ کہانی کی پیروی میں حج کی رسم کے دوران یا عید الاضحیٰ کے موقع پر جانوروں کی قربانی کا من گھڑت مدعا پیدا کر لیا گیا ہے۔ یہاں تین نکات اہم ہیں:-

1] یہاں کہیں حضرت اسماعیل کا نام تک نہیں ہے۔ نہ ہی کسی بیٹے کی پیدائش کی بشارت ہے۔ بلکہ ایک جوان تحمل رکھنے والے آدمی سے آپ کو ملا دیا گیا ہے [فَبَشِّرْ نَاهُ بِعَلَمٍ حَلِيمٍ] کہ آپ کے مشن میں شریک ہو جائے۔

2] جب کہ ذبح کسی مشن کے لیے کسی کو خود سے جدا کر کے وقف کر دینے کا استعارہ تو ہو سکتا ہے،،،، لیکن اللہ تعالیٰ کبھی انسانوں کو ذبح کرنے کا حکم نہیں دے سکتا۔

3] اور لفظی عامیانه معنوں میں کسی کو ذبح کرنے کے لیے ماتھے کے بل کبھی نہیں لٹایا جاتا۔ بات کو پورا سمجھنے کے لیے ہمیں متعلقہ آیات کے سیاق و سباق کو بھی دیکھنا پڑے گا۔ اس کے بعد ہی ہم اللہ تعالیٰ کے کلام کی منشا و مقصود تک پہنچ سکیں گے۔ تو آئیے ذرا پیچھے جا کر آیت نمبر 97 سے ایک ایسا منضبط ترجمہ شروع کرتے ہیں جو قرآنی الفاظ کے ساتھ، خالص ادبی اور عقلی تناظر میں، سختی سے پیوستہ رہنے والا ہو، تاکہ اس من گھڑت کہانی کی حقیقت تک پہنچا جاسکے۔

آیات 37/97 سے 100

قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْفُوهُ فِي الْجَحِيمِ (٩٧) فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ (٩٨) وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ (٩٩) رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ (١٠٠)

ابراہیم کی قوم نے طے کیا کہ اس کے خلاف ایک مضبوط بنیاد پر کیس تیار کیا جائے [ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا] اور اسے سزا دے کر بربادی کی آگ میں ڈال دیا جائے [فَأَلْفُوهُ فِي الْجَحِيمِ] [97-] انہوں نے اس کے ساتھ اپنی چال چلنے کا پکا ارادہ بنالیا تھا، لیکن پھر ہم نے انہیں اس میں ناکام کر کے ذلیل و حقیر کر دیا [98-]۔

پھر ابراہیم نے کہا کہ میں اپنے پالنہار کی طرف رجوع کرتا ہوں وہ ضرور مجھے کوئی لائحہ عمل عطا کرے گا [۹۹]۔ اس نے التجا کی کہ اے رب مجھے نیکو کاروں میں سے کوئی انسان عطا کر دے [۱۰۰]۔

آیات 37/101 سے 102

فَبَشِّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۚ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمُرُ ۖ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ﴿١٠٢﴾

تب ہم نے اسے ایک تحمل رکھنے والے جوان [غلام] سے ملادیا [فَبَشِّرْنَاهُ] [۱۰۱]۔ پھر جب وہ جوان اس کے ساتھ عملی جدوجہد کرنے کے مرحلے تک پہنچ گیا تو اس نے کہا کہ اے میرے بیٹے میں اپنے تصور میں یہ دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ایک مقصد کے لیے وقف کر کے خود سے علیحدہ کر رہا ہوں [اذبحک]۔ پس تو سوچ کر جواب دے کہ تیرا اس بارے میں کیا خیال ہے۔ اس نے کہ اے میرے بزرگ میں وہی کروں گا جس کا آپ حکم دیں گے۔ اگر اللہ کی مشیت ہوئی ہوئی تو آپ مجھے استقامت کا حامل [مِن الصَّابِرِينَ] پائیں گے [۱۰۲]۔

آیات 37/103 سے 105

فَلَمَّا أَسْلَمًا وَلْتَلَّهُ لِلْجَبِينِ ﴿١٠٣﴾ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ ﴿١٠٤﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ۚ إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٠٥﴾

پس جب اُن دونوں نے اس امر کو تسلیم کر لیا تو اس جوان کو [ابراہیم کی قوم کے] پست حوصلہ لوگوں [جبین] کی فلاح کے مشن لیے متحرک کر دیا گیا [تَلَّهُ] [۱۰۳]۔ پھر ہم نے اسے مخاطب کیا اور کہا اے ابراہیم تو نے اپنے تصور / سوچ / بصیرت کو سچ کر دکھایا [۱۰۴]۔ ہم اسی طرح توازن بدوش اعمال کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں [۱۰۵]۔

آیات 37/106 سے 108

إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ﴿١٠٦﴾ وَفَدَيْنَاهُ بِذَبْحٍ عَظِيمٍ ﴿١٠٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿١٠٨﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿١٠٩﴾

بیشک یہ ایک بڑی جدوجہد اور آزمائش کا موقع تھا [الْبَلَاءُ الْمُبِينُ] [۱۰۶] جس سے ہم نے ابراہیم کو ایک بڑی قربانی کے ذریعے آزاد کروالیا [فَدَيْنَاهُ] [۱۰۷]۔ اور آنے والی نسلوں پر ہم نے یہ لازمی ٹھہرا دیا کہ ابراہیم پر سلامتی بھیجتے رہیں۔ [۱۰۸]۔

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 42

"طلاق" کا دھوکا

من گھڑت روایتی تفاسیری مواد کا بطلان

اس ریسرچ آرٹیکل میں ہمارا قرآنی موضوع [theme] "طلاق" ہے۔

آج کے ترقی یافتہ علم و دانش کی روشنی میں کئی مسلم سکالروں کی قیمتی کاوشوں کے نتیجے میں اب ہمارے مروجہ اسلام کی شکل و صورت کو ایک "عظیم عربی دھوکے" [The Great Arab Scam] کا نام دیا جا چکا ہے۔ سالہا سال کی اسی قیمتی کاوش اور تجزیے کی مطابقت میں تحریر ہذا کو بھی جدید ترین علمی بنیادوں پر کی گئی تحقیق کے نتیجے میں "طلاق کا دھوکا" کے عنوان سے معنون کیا گیا ہے۔ یہ اس لیے کہ متعلقہ متن کے ایک انتہائی محتاط تحلیل و تجزیے نے اس لفظ کی زمانہ قدیم سے چلی آرہی تمام قرآنی تعبیرات کو ایک بڑی دھوکا دہی ثابت کر دیا ہے۔ آئیے، بہت سے دیگر دھوکوں کی مانند اس دھوکے کا راز بھی فاش کرتے ہوئے، قرآن حکیم اور اسلام کے دامن پر اس کے ذریعے لگائے گئے داغ دھبوں کو علم و دانش کے آپ زمزم سے اچھی طرح دھو کر، اپنے دین حق کی پاک اور مصفا شکل دنیا کے سامنے لانے کی کوشش کرتے ہیں۔

ہمارا اولین چونکا دینے والا سوال یہ ہے کہ کیا ایک شوہر اور بیوی کے درمیان کبھی کبھار وقوع پذیر ہو جانے والی امکانی طلاق جسے Divorce کہا جاتا ہے، ایک انتہا بڑا قومی اور کلیدی مسئلہ تھا کہ اُسے قرآن جیسی الہامی ضابطے کی کتاب کے پہلے ہی باب میں انتہائی طول و عرض اور ہمہ جہتی کے ساتھ زیر غور لایا جانا، اور متعدد احکامات صادر کرنا ضروری سمجھا گیا؟؟؟؟۔۔۔ کیا یہ اتنا اہم نوعیت رکھنے والا حساس ترین سیاسی و اجتماعی مسئلہ تھا کہ اس کے لیے ترجمہ انداز میں البقرہ جیسی ابتدائی سورت میں ہی 20 لگاتار آیات مخصوص کر دینا اور ہیئت مقتدرہ کو راست ہدایات دینا ضروری مانا گیا؟؟؟؟۔۔۔ ایک بار پھر سورۃ الاحزاب میں اور ایک اور مرتبہ سورۃ الطلاق میں بھی "مطلقات" کے حقوق کے تحفظ کا حکم کیوں دہرایا گیا؟؟؟؟۔۔۔ کون تھیں یہ نہایت تزویراتی حیثیت کی حامل "مطلقات" جن کے بارے میں نبی کریم کو اور حکام بالا کو، جمع مذکر مخاطب کے صیغے میں، بار بار تکرار کے ساتھ خوف خدا یاد دلایا گیا؟؟؟؟۔۔۔ اگر یہ مطلقہ خواتین ہی تھیں، جیسا کہ آج تک کے تمام تراجم و تفاسیر ہمیں بتاتی ہیں، تو شوہر اور بیوی میں طلاق تو ہر دو فریقوں میں سے کسی بھی ایک کی جانب سے زیادتیوں اور ذہنی ہم آہنگی کے فقدان کا نتیجہ ہو سکتی ہے۔ پس انتہائی جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے قرآن میں صرف ایک ہی فریق یعنی مونث فریق، یعنی "المطلقات" کی مظلومیت کا ذکر اور اُسی کے تحفظ کے لیے فکر و تشویش اور حفاظتی احکامات کا ایک دریا کیوں بہا دیا گیا؟؟؟؟ طلاق کے ضمن میں دوسرے مذکر فریق یعنی "المطلقات" کو کیسے مکمل نظر انداز کر دیا گیا؟؟ کیا ایسا نہیں ہے کہ کئی بار تو طلاق کے محرکات میں عورت کی جانب سے بھی شوہر کے ساتھ زیادتی کی جاتی ہے؟

اس مقالے میں عقل کو ماف کر دینے والے انہی تمام سوالات کے خاطر خواہ جوابات دینے کی کوشش کی جائے گی۔

طلاق کو عرف عام میں، یعنی ہمارے تمام مروجہ تراجم اور ان کی ماخذ تفاسیر میں، شوہر اور بیوی کے درمیان رشتہ زوجیت یا مناکحت سے علیحدگی سے تعبیر کیا گیا ہے، جس میں یا تو ایک شوہر اپنی بیوی کو رشتے سے آزاد کر دیتا ہے، یا بیوی عدالت کے ذریعے ایک ناپسندیدہ شوہر سے آزادی حاصل کر لیتی ہے۔ یہ لفظ قرآن میں اتنی تکرار سے وارد ہوا ہے اور ہمیں بھی اُسی تکرار سے ایسی پیٹی پڑھائی گئی ہے، کہ ہم سب بھی اس لفظ کو مطلق طور پر میاں بیوی کے

درمیان علیحدگی ہی کے واحد معنی دینے پر مجبور کر دیے گئے ہیں۔ اس کے بنیادی معانی کی جانب ہماری سوچ کا گذر بھی نہیں ہونے دیا گیا۔ یعنی ہماری تفکر، تفہیم و تفقہ کی صلاحیت کو بھی مقید اور محسوس کر دیا گیا ہے۔

دوسری جانب اس کی تاویلات میں فقہ کے میدان میں تو قیاسات اور جوڑ توڑ کی وہ بھرمار کی گئی ہے کہ آپ کو طلاق کی خود ساختہ اقسام کے نام ہی یاد رکھنے کے لیے رٹے لگانے کی ریاضت کرنی ہوگی۔ نیز ہر قسم کی طلاق کی مختلف النوع فقہی توجیہات، شرائط، لوازم اور تشریحات سے کتابوں کے ابواب بھرے پڑے ہیں۔ نیز احادیث کے ذریعے بھی اس میدان میں طبع آزمائی کی گئی ہے۔ یہاں بھی اس عمل کو میاں اور بیوی کے درمیان علیحدگی کا نام دے کر خوب ہی تختہ مشق بنایا گیا ہے۔ حالانکہ تمام آثار و قرآن ثابت کرتے ہیں کہ یہ مخصوص لفظ قرآن کے سیاق و سباق میں ایک یکسر مختلف عمل کو، یعنی سیاسی علاقائی وابستگیوں اور الحاقات سے آزاد ہو جانے کے بارے میں استعمال کیا گیا ہے۔

اس طرح یہ بڑا دھوکا بھی، حسب سابق دیگر تمام دھوکوں کی مانند، ملوکیت کے دربار میں ایک بہت سوچی سمجھی مطلب پرستانہ سازش کے ذریعے تیار کیا گیا باور ہوتا ہے۔ طلاق کے درج بالا دریافت کردہ حقیقی قرآنی معانی کے مطابق عوام کی کوئی بھی جماعت اگر کسی بھی ریاستی الحاق اور شراکت کار، یا مرکز کی حاکمیت کے اقرار کے معاہدے سے علیحدگی، آزادی، خود مختاری حاصل کر لیتی ہے تو اسے المطلقات کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور قرآنی بیانیے میں اس لفظ کے وسیع تناظر میں دی گئی تفصیل میں درج ذیل نکات شامل ہیں:-

[1] امور جہاں بانی اور ملک گیری کے ضمن میں، ایک حقیقی حکومت الہیہ کا اپنے عوام یا کمزور طبقات، یا آبادیوں کے الحاقی یونٹوں کے ساتھ دستور العمل کیسا ہونا چاہیے؛

[2] عوامی حقوق کی پاسداریوں میں کمی اور نا انصافیوں کے باعث ماتحت آبادیوں کے کسی بھی طبقے، معاشرے، قبیلے، قوم یا علاقائی یونٹ کا مرکزی حکومت سے الحاق ختم کر دینے کا حق،،،، علیحدگی یا آزادی و خود مختاری حاصل کر لینے کا حق؛

[3] اور اُس علیحدگی کی صورت میں ان کے تمام استحقاقات اور واجبات کی ادائیگی کے معاملات کو زیر نظر لا کر متعلقہ احکامات کا نفاذ کرنا؛

[4] نیز طلاق، یعنی الحاق سے علیحدگی کی صورت میں اور اس کے بعد ازاں بھی مرکزی حکومت کی مربیانہ اور حسن سلوک کی حامل ذمہ داریوں اور فرائض کی تفصیل۔

کیونکہ طلاق کے اس وسیع تر مگر بنیادی معانی سے ایک مطلق العنان حکومت کی عوام سے متعلق جابرانہ پالیسیوں کا مکمل رد اور بطلان کر دیا گیا ہے، اور حق تلفیوں کے نتیجے میں علاقائی آبادیوں کو الگ یا آزاد ہو جانے کے اختیار سے روکا نہیں گیا، اور کیونکہ الگ ہو جانے والوں کے بھی حقوق اور سامان زیست کی ذمہ داری کسی نہ کسی صورت میں مرکزی حکومت پر عائد اور قائم رکھنے پر زور دیا گیا ہے، اس لیے مطلق العنان ملوکیت کے دربار نے طلاق کے درست تناظر کو اور اس کے بارے میں حکومت پر نافذ احکامات اور دستور العمل کو یکسر تبدیل کرنا اپنی اولین ترجیحات میں شامل کیا۔ اور قرآن کے

دیگر مفہیم کو اپنے مفاد میں تبدیل کرتے ہوئے اس شعبے کو بھی اپنی ظالمانہ دست برد کی نذر کر دیا۔ اور عوامی یونٹوں کی مرکز سے علیحدگی کو بالعموم ایک شوہر اور بیوی کے درمیان علیحدگی سے تعبیر کر دیا گیا۔

طلاق کے قدیمی روایتی معانی سے ہٹ کر اس کے بنیادی معنی کو روشنی میں لانے اور اس کی مطابقت میں ترجمے پر پہلے پہل قلم اٹھانے کا کریڈٹ ڈاکٹر قمر زمان صاحب کو دینا ضروری ہے۔ تمام قدما اور متاخرین سمیت تمام ہم عصر سکالروں کے گہرے مطالعے نے بھی یہ امر ثابت کر دیا ہے کہ اس سے قبل کسی نے بھی روایتی یا موروثی علمی اور تدریسی سانچے کی حدود سے باہر نکل کر اس موضوع پر پیش رفت نہیں کی تھی۔ البتہ ڈاکٹر صاحب کے تراجم، اس عاجز کی ذاتی رائے میں، اکثر اپنی عبارت یا بیانیے میں کئی اقسام کے سقم اور ابہامات کی موجودگی کے باعث بے ربط اور ناقابل فہم متن کے حامل پائے جاتے ہیں اور شرح صدر کا باعث نہیں بن پاتے۔ اس کے کئی ٹھوس اسباب ہیں جن پر تبصرہ کرنا اس مضمون سے غیر متعلق ہو گا۔ اس لیے اس عاجز نے موضوع پر از سر نو کام کرنے کا گراں بہا بوجھ اپنے سر پر اٹھانے کا فیصلہ کیا تاکہ ایک علمی بنیاد پر معتبر اہلیت کا حامل ترجمہ پیش کیا جاسکے۔ محنت شاقہ کے بعد جو کچھ بھی یافت حاصل ہوئی، وہ پیش خدمت ہے۔ امید ہے کہ یہ بالکل نئی کاوش ایک نہایت آسان منطقی تفہیم پیش کرنے میں کامیاب ہوگی اور ذہن میں پیدا ہونے والے سوالات کا جواب بھی دیتی جائے گی۔ مشورے اور راہنمائی کا طلبگار رہوں گا۔

ریکارڈ درست رکھنے کے لیے یہ حقیقت آشکار کرنا ضروری ہے کہ خود راقم الحروف نے بھی کئی سال قبل طلاق کے موضوع پر ایک مقالہ بعنوان "تین طلاق کا بھوت" تحریر کیا تھا۔ یہ مقالہ بھی طلاق کی اسی روایتی تعبیر کو درست سمجھتے ہوئے لکھا گیا تھا جس کے مطابق طلاق کو بالعموم انگلش زبان میں Divorce کے مرادف مانا جاتا تھا۔ وہ مقالہ اب اس جدید ترین تحقیق کے نتیجے میں کالعدم قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ علمی و شعوری ارتقاء کے ہمہ وقت جاری عمل کے تقاضے بالکل غیر جانب دار اور بے رحم ہوا کرتے ہیں۔ اسی ظالم ارتقاء کے سبب اپنے وقت کے بہت سے نابغوں کی تحریروں کا قیمتی ماحصل مسترد کیا چکا ہے یا ترقی پا کر یکسر تبدیلی کا شکار ہو چکا ہے۔

نکاح، نساء اور طلاق کے الفاظ البقرہ کی آیت 221 سے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور تقریباً متواتر آیت 241 تک طلاق ہی کا موضوع زیر بحث چلا آتا ہے، یعنی تقریباً بیس کے قریب آیات میں سے زیادہ تر طلاق کا ذکر کرتی ہیں اور اس ضمن میں تمام تر پہلوؤں سے ہدایات و احکامات صادر کرتی ہیں۔ اس سے نہ صرف حکومتی سطح پر عوامی یونٹوں کی طلاق، یعنی علیحدگی یا آزادی، کے عمل کی اہمیت اجاگر ہوئی ہے، بلکہ اس کے تمام امکانات اور متضمنات کو روشنی میں لایا گیا ہے۔

البتہ ہمارے کرپٹ روایتی تراجم میں تو انہی آیات کے ضمن میں "شراب نوشی اور جو اکیلنا"، "خواتین کے حیض" اور "بچوں کی رضاعت" سے لے کر ان کی پرورش اور نشوونما اور حقوق و فرائض پر بھی بڑے واضح بیانات داخل متن کر دیے گئے ہیں۔ یہ سب ایک انتہائی عامیانہ انداز کے مطلب پرست لفظی ترجمے کا شاخسانہ ہیں۔ غرضیکہ کہ یہاں ایک طویل اور ہمہ جہت اور غیر مربوط سابقہ بیانیہ ہمارے سامنے موجود ہے جو تمام تر اعادے اور درستی کا متقاضی ہے۔ بہتر ہو گا کہ قارئین کوئی بھی روایتی ترجمہ اپنے سامنے کھول کر رکھیں تاکہ مطالعے کے ساتھ ساتھ تقابلی جائزہ بھی لیا جاسکے۔ تو آگے بڑھنے سے قبل ہم اس لفظ کے معانی پر ایک مختصر نظر ڈال لیتے ہیں تاکہ آئندہ پیش رفت باسانی ذہن میں بیٹھ جائے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ ایک نہایت وسیع المعانی لفظ ہے جس کے معانی کی تشریح لین کی شہرہ آفاق لغات کے چار عدد بڑے تین کالمی صفحات پر محیط ہے:-

Tay-Lam-Qaf : ط ل ق = to be free from bond, be divorced, be repudiated. talaq - divorce. ta'allaqa (vb. 2) - to divorce/quit/leave. mutallaqatun - divorced woman. intalaqa - to start doing something, depart, set out in doing something, go ones way, be free or loose. Atlaq an-naar اطلق النار ; to open gun fire.

خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیے۔ یہی اس لفظ کا بنیادی معنی ہے۔ یہاں شوہر اور بیوی کے درمیان واقع ہونے والی طلاق کا مفہوم تبھی داخل ہو سکتا ہے اگر جملے کا سیاق و سباق واضح الفاظ کے ساتھ شوہر و بیوی کے تعلق کا تناظر پیش کر رہا ہو۔ بصورت دیگر طلاق صرف اور صرف کسی بھی الحاق یا تعلق کار کے خاتمے، اور کسی بھی معاہدے کی پابندی سے آزادی اور علیحدگی کے معانی دیتا ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے کہ لفظ نکاح صرف اور صرف ایک قریبی تعلق کار کے عہد و پیمان کا معنی دیتا ہے، یا کسی شے پر دسترس یا قبضہ حاصل کرنے کا معنی دیتا ہے،،،،، اور عورت اور مرد کے درمیان نکاح کے معاہدہ کا معنی اسی موقع پر دیتا ہے جب وہاں سیاق و سباق مرد و عورت کی شادی کا حوالہ دے رہا ہو۔

سند کے لیے یہ اشارہ کافی ہے کہ فتح مکہ کے تاریخ ساز موقع پر ابو سفیان، ان کے بیٹے حضرت معاویہ اور ان کے رفقاء پر مشتمل دشمنان اسلام کی دوہزار کی نفری کو، جنہوں نے فیصلہ کن شکست کھانے کے بعد مصلحتاً اسلام قبول کیا تھا، "الطلاق" [At-Tulaqaa] کا نام دے دیا گیا تھا۔ الطلاق سے مراد "اس علیحدہ کی گئی کیٹیگری کے لوگ جو دین اسلام میں با امر مجبوری داخل ہوئے"۔ [دیکھیے، المنجد، عربی، صفحہ ۷۰۷-۷۰۸] نیز ویڈیو بیانات از شیخ حسن فرحان المالکی، ہم عصر سعودی قرآنی سکالر]۔ اس سند سے بھی ظاہر ہے کہ طلاق کا روایتی اور موروثی معنی یکسر دھوکے پر مبنی ہے، کیونکہ،،، کیا اس دھوکے کی راہ پر چلتے ہوئے ان دوہزار "الطلاق" سے مراد "بیویوں سے طلاق یافتہ مرد" نہیں ہونا چاہئے تھا؟؟؟۔ یہ ایک بڑا معصوم ساسوال ہے۔ اور اس لیے اٹھایا گیا ہے کہ روایتی تفاسیر و تراجم میں ہر عربی لفظ کا ہر جگہ "صرف ایک" ہی معنی ہوا کرتا ہے۔ کیا المنجد میں اور شیخ حسن بن فرحان المالکی کے حالیہ ویڈیو بیانات میں ط ل ق کا حقیقی معنی بیان کر کے کسی بڑی بھاری غلطی کا ارتکاب کیا گیا ہے؟

تو آئیے اپنی تحقیق و جستجو اور دریافت کے سفر پر ساتھ ساتھ قدم قدم آگے بڑھتے ہیں۔ موضوع طویل ہے اور متعلقہ آیات کافی تعداد اور حجم رکھتی ہیں۔ لیکن ہر مرحلہ چونکا دینے والے دلچسپ انکشافات کا حامل ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ان طلاق کے لیے مخصوص کی گئی آیات کا سیاق و سباق جنگ اور خوں ریزی کے حالات ہیں۔ یعنی ان کی ابتدا میں بھی جنگ اور گورننس کا ذکر ہے۔ اور ان کی انتہاء پر بھی موضوع جنگ اور ریاست کا گورننس ہی ہے۔ خطاب حکومت کے مرکزی ذمہ داروں سے ہی کیا گیا ہے۔ عقلمند کے لیے اشارہ ہی کافی ہے۔

سورة البقرة:

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۚ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا ۚ وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ ۚ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١٩﴾ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

تمہارے ذمہ دار ماتحت تم سے اقتدار و اختیار کے نشے [الخمر] اور اس سے حاصل ہونے والی آسائیوں اور فراوانیوں [المیسر] کے بارے میں استفسار کریں گے۔ انہیں بتادو کہ ان دونوں کے اندر انسانوں کے کردار کے لیے بہت زیادہ ضرر موجود ہے اگرچہ کہ آسائش بھی نظر آتی ہے۔ البتہ ان کا ضرر ان کی آسائشوں کے مقابلے میں بہت بڑا ہے۔ اور وہ یہ بھی پوچھیں گے کہ وہ اللہ کی راہ میں کس قدر وسائل مہیا کر دیا کریں۔ انہیں بتادو کہ وہ سب کچھ جو وہ زائد از ضرورت [العفو] سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ تم سب کے لیے اپنے احکامات اس طرح بیان کرتا ہے تاکہ تم ان پر دنیا اور آخرت کے تقابیل میں غور

کیا کرو۔

نوٹ: غور سے تجزیہ کریں کہ اقتدار کے مالکوں نے یہاں خود اپنی پول کھلتی دیکھ کر کیسے خمر اور میسر کے معانی کو یکسر عامیانہ لفظی معانی میں تبدیل کر دیا تھا۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَعْنَتَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (۲۲۰)

اور وہ تم سے باپوں سے محروم بچوں کے مسئلے کے بارے میں بھی پوچھیں گے۔ کہ دو کہ ان کی پرورش اور تربیت ان ذمہ داران کے لیے خیر کا باعث ہوگی۔ اگر ان بچوں کو اپنے خاندانوں کے ساتھ شریک کر لو تو وہ تمہاری برادری بن جائیں گے۔ اور یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ بآسانی شریر اور اصلاح کرنے والے میں فرق کر لیتا ہے۔ اللہ اگر چاہے تو تم پر بھی ایسی ہی مصیبت نازل کر سکتا ہے، کیونکہ اللہ صاحب اختیار اور دانش مند ہے۔

[۲۲۱] وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَ ۚ وَلَا أُمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْبَبْتُمْ ۚ وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ ۚ وَلَوْ أَعْبَبَكُمْ ۚ وَلِلَّهِ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ ۚ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ ۚ وَبَيِّنُ الْآيَاتِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ

اور مشرک قوموں کے ساتھ [المُشْرِكَاتِ] قریبی شراکتِ کار کے معاہدے [تَنْكِحُوا] مت کیا کرو، جب تک وہ امن و ایمان والے نہ بن جائیں، کیونکہ ایک صاحب امن و ایمان ماتحت جماعت ہمیشہ ایک مشرک جماعت سے بہتر ہوتی ہے اگرچہ کہ ثانی الذکر تمہیں پسند ہی کیوں نہ ہو۔ نیز مشرک افراد [المُشْرِكِينَ] سے بھی قریبی تعلق مت رکھو جب تک وہ بھی صاحب امن و ایمان نہ بن جائیں۔ اور ایک صاحب امن و ایمان ماتحت ایک مشرک سے بہتر ہوتا ہے خواہ وہ تمہیں پسند ہی کیوں نہ آئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ساتھ تمہیں آگ کے عذاب کی جانب بلاتا ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ اپنے قوانین کے ذریعے تمہیں جنت اور مغفرت کی جانب بلاتا ہے، اور انسانوں کے لیے اپنے احکامات اس طرح بیان کرتا ہے کہ وہ انہیں پیش نظر رکھیں۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۚ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ۚ وَلَا تَقْرُبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۚ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ (۲۲۲)

یہی ذمہ داران تم سے اس جاری خون ریزی کی صورتِ حال [المَحِيضِ] کے بارے میں بھی دریافت کریں گے، تو ان پر واضح کر دو کہ وہ بہر حال ایک تکلیف دہ اور قابلِ نفرت عمل ہے۔ لہذا تم اپنے ماتحت آبادیوں / عوام کو خون ریزی کی صورتِ حال سے علیحدہ اور دور رکھنے کا انتظام کرو [فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ]۔ اور ایسا کرنے والے فریقوں کے ساتھ قربت اس وقت تک اختیار نہ کرنا جب تک کہ وہ اس حرکت سے اجتناب کی راہ [يَطْهُرْنَ] پر نہ چلنے لگیں۔ بس جب وہ اس غلط کاری سے رُک جائیں تو ان سے اس انداز میں تعلق رکھو جیسے کہ اللہ کا حکم ہے۔ بیشک اللہ غلط راہ سے واپس لوٹ آنے والوں [التَّوَّابِينَ] کو پسند کرتا ہے اور انہیں بھی جو غلط کاریوں سے پاک ہونے کے لیے خاص اہتمام کرتے ہیں [الْمُتَطَهِّرِينَ]۔

آیت 222 کے لیے ایک وضاحتی نوٹ اس کے تاریخی اور لغوی سیاق و سباق کے فہم کے لیے ضروری ہے تاکہ جو بھائی پس منظر کا علم نہ رکھتے ہوں ان کا بھی اطمینان ہو جائے:-

یہاں یہ نیچرل سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسم معرفہ کے ساتھ المحيض کس خاص خون ریزی کی جانب اشارہ ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تو صرف بغیر نام لیے ایک اشارہ ہی دیا ہے۔ تو یہ یاد رہے کہ نبی پاک کی بعثت کے تمام عرصے کے دوران قریبی ہمسایہ علاقوں میں وقت کی دو عظیم سلطنتوں کے درمیان ایک 20 سالہ طویل بڑے پیمانے کی خون ریزی جاری رہی۔ اور اگرچہ قرآن خصوصاً اس کا نام نہیں لیتا، لیکن محيض کا معرف باللام ہو کر المحيض کے طور پر کسی

خاص خون ریزی کے بارے میں استعمال کیا جانا اور نبی پاک کے ذمہ دار اہلکاروں کا اس کے بارے میں استفسار کرنا، اسی مخصوص اور معروف خون ریزی کی جانب ایک حتمی اشارہ ہو سکتا ہے۔ نیز لفظ "الحیض"، اسم ظرف ہے جو ظرف زمان و مکان اور ماخذ کا اظہار کرتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لفظ عورتوں کا حیض نہیں، بلکہ خون بہانے کی ایک مخصوص صورت حال اور سبب ہے۔

مزید برآں، روایتی تراجم میں اس آیت میں لفظ النساء کو عورتوں ہی کے ساتھ نہیں بلکہ بیویوں کے معنی میں بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ بلا جواز تحریف ہے، کیونکہ نساء بیویوں کا معنی ہر گز نہیں دیتا۔ لہذا یہ بھی اُسی بڑے دھوکے کا ایک حصہ ہے۔ اب یہی دیکھ لیں کہ ایک طرف تو یہ تراجم عورتوں کا اس صورت حال سے پاک ہو جانے کا ذکر کرتے ہیں، لیکن فوراً ہی بعد "تو ابین" اور "متطہرین" کے الفاظ، یعنی توبہ کرنے اور پاک ہو جانے والے، "جمع مذکر" کے لیے استعمال کیے گئے ہیں۔ یہ کافی ثبوت ہے کہ یہاں نساء سے مردوں کی جماعتیں ہی مراد ہیں۔ پھر آپ نے یہ بھی دیکھ لیا ہے کہ "اعتزلو النساء" سے مراد نساء یعنی عورتوں سے دور ہو جانا نہیں، بلکہ نہتے کمزور عوام کو جنگوں کے عمل سے علیحدہ کر کے محفوظ کر دینا ہے۔ کوئی حد ہوتی ہے بے وقوف بنانے کی۔

نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأَثُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ ۖ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُّلَاقُوهُ ۚ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٢٣﴾ وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ أَنْ تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٢٤﴾

"تمہارے چھوٹے طبقات / کمزور عوام [نِسَاؤُكُمْ] تمہارے قومی اثاثے / سرمایے کی حیثیت [حَرْثُكُمْ] رکھتے ہیں، پس اپنے اس اثاثے کے ساتھ قریبی دستور العمل رکھو جس طرح بھی تم بہتر سمجھتے ہو، اور ان اپنے لوگوں کو آگے بڑھانے، ترقی دینے کے لیے سب کچھ کرو۔ اللہ کے احکامات کی نگہداشت کرو اور یہ جان لو کہ تم اس کے سامنے پیش ہونے والے ہو۔ اور امن و امان کے ذمہ داروں کے ساتھ راست تعلق رکھو۔ [۲۲۳] اللہ تعالیٰ تمہاری قسموں / وعدوں / عہد ناموں کو نیکی، تقویٰ اور عوام الناس کی اصلاح کے عمل میں رکاوٹ کا جواز یا بہانہ قرار نہیں دیتا، کیونکہ اللہ سب کچھ سن رہا ہے اور ہر صورت حال کا علم رکھنے والا ہے [۲۲۴]۔"

نوٹ:

قدیمی روایتی تراجم میں اس آیت کا من گھڑت ترجمہ اور اس کی بنا پر عورت ذات کو "کھیتی" کا میدان بنا کر اس کی جو تذلیل کی گئی ہے وہ ہم سب پر ماقبل سے ہی عیاں ہے۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿٢٢٥﴾ لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ ۚ فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٢٦﴾ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٢٧﴾

اسی ضمن میں یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے فضول قسم کے دیے گئے قولوں پر تمہاری گرفت نہیں کرتا، لیکن ان باتوں پر تمہاری گرفت ضرور کرے گا جو تم نے سوچ سمجھ کر یا دل کے ارادے سے کی ہوں گی۔ بیشک اللہ بردبار اور اپنی مغفرت جاری رکھنے والا ہے۔ جو حکمران اپنے کمزور عوام کے حقوق کی نگہداشت میں کمی کرتے ہیں یا انہیں بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں [يُؤْلُونَ]، تو عوام کچھ عرصہ انتظار کر لیا کریں [تَرَبُّصُ] کہ صورت حال بہتری اور خوشحالی کی جانب گامزن ہو جائے [أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ]۔ پھر اگر ان کے ساتھ کی گئی حق تلفیوں کو دور اور کمیوں کو پورا کر دیا جائے [فَاءُوا] تو پھر یہ جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ مغفرت اور رحمت عطا کرنے والا ہے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہونے پر وہ علیحدہ ہو کر آزاد ہونے کا ارادہ کر لیں [عَزَمُوا الطَّلَاقَ] تو بھی اس پر یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ بھی ان کے معاملات کو سنتا اور خوب جانتا بھی ہے۔

وَالْمُطَلَّاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ۖ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنَنَّ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (٢٢٨)

الحاق سے علیحدہ ہو کر اپنا راستہ اختیار کر لیے والی جماعتیں [وَالْمُطَلَّاتُ] اپنے لوگوں کے ہمراہ تین مطالعاتی یا تفتیشی مراحل کے گزرنے تک [ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ] توقف اختیار کریں [ر کے رہیں]۔ اگر وہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں تو ان کے لیے یہ جائز قرار نہیں دیا گیا ہے کہ وہ اس تعلق کو یکدم بھلادیں جو اللہ نے ان کے اس حالیہ باہمی قربت کے رشتے کے سلسلے میں پیدا کر دیا تھا۔ نیز ان کے حکام یا کاربن کا یہ حق فائق ہے کہ وہ اس مسئلے پر اصلاح احوال کا ارادہ کرتے ہوئے انہیں ان کے سابقہ مقام پر واپس لے آئیں۔ کیونکہ اگر ان کے حقوق ہیں تو ساتھ ساتھ ان پر تمام جانے بوجھے فرائض اور ذمہ داریاں بھی ہیں جو وہ سیٹ کے لیے ادا کرتے ہیں۔ البتہ اقتدار پر فائز حکام کا درجہ نسبتاً عوام سے بلند ہوتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اصل اقتدار و غلبہ صرف حکمت و دانش کے مالک اللہ کا ہی ہے۔

الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ ۖ فَإِمْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ ۗ وَلَا يَحِلُّ لَكُمَّ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْنَاهُمْ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ ۖ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا ۚ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (٢٢٩) فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۚ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۚ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (٢٣٠)

---- یعنی یہ کہ اس الحاق سے علیحدگی اختیار کرنے کے بھی دو مرحلے ہونے ضروری ہیں۔ وہ اس طرح تاکہ اس عمل کے دوران پھر ایک باعزت انداز میں ساتھ جڑ سکیں یا بعد ازاں پھر خوبصورت انداز میں بالکل آزاد ہو جائیں۔ اور ایسی صورت حال میں تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ جو کچھ تم نے ان لوگوں کو مراعات دی ہوں اس میں سے کچھ واپس طلب کرو، سوائے اس صورت کے کہ دونوں فریقوں کو کسی امر میں اس بات کا ڈر پیدا ہو جائے کہ اللہ کی مقرر کردہ حدود قائم نہ رہ سکیں گی۔ پس اگر تم لوگوں کو یہ ڈر ہو کہ فریقین اللہ کی حدود کی خلاف ورزی کے مرتکب ہو رہے ہیں تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے کہ اس علیحدگی کے ضمن میں کچھ زر تاوان یا تلافی ادا کر دی جائے۔ یہ اللہ کا مقرر کردہ ضابطہ ہے پس اس سے تجاوز نہ کیا جائے، کیونکہ جو بھی ایسا کریں گے وہ ایک یا دوسرے کی حق تلفی کے مرتکب ہوں گے ﴿٢٢٩﴾۔ پس اگر ایک جماعت یا قوم کو، یا کسی الحاقی یونٹ کو الحاق سے بالکل آزاد کر دیا گیا، تو اب اس کے بعد سے اس کو ساتھ رکھنا ان کے لیے جائز نہیں تاکہ وہ اب کسی دیگر قوم یا قیادت کے ساتھ شراکت کار کا معاہدہ کر سکیں۔ نیز بعد ازاں اگر کسی وقت وہ قیادت بھی اس جماعت کو معاہدے سے علیحدہ کر دے تو پھر انہی دونوں فریقوں کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ آپس میں مراجعت کر لیں اگر وہ یہ قیاس کرتے ہوں کہ اب اللہ کی حدود کی پابندی کر سکیں گے۔ پس یہ ہیں اللہ کے مقرر کردہ ضابطے جو علم رکھنے والی قوموں کے لیے وہ واضح طور پر بیان کر دیتا ہے ﴿٢٣٠﴾۔

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَلَبُغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأُمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ۚ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۚ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوعًا ۚ وَادْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (٢٣١)

یعنی، اگر تم نے اپنے زیر قیادت عوام میں سے کسی قوم کو اپنے وفاق سے علیحدہ کر دیا ہو [طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ] اور وہ جماعت اپنی علیحدگی کے عمل کی تکمیل کو پہنچ

چکی ہو، [فَلَبُغْنَ أَجَلَهُنَّ] تو تم پھر بھی ان کے ساتھ باعزت طریقے سے الحاق کر سکتے ہو، یا بصورت دیگر باعزت انداز میں رخصت کر سکتے ہو۔ لیکن انہیں کسی نقصان دہ انداز میں اس طرح گرفت میں نہ رکھو کہ تم حد سے تجاوز پر اتر آؤ۔ کیونکہ جو بھی ایسی حرکت کرے گا، وہ خود اپنی ذات پر زیادتی کا

مرتکب ہوگا۔ اس لیے اللہ کی ان ہدایات کو ہنسی کھیل نہ سمجھ لینا۔ بلکہ اللہ کے خود پر عطا کردہ انعامات کو پیش نظر رکھا کرو اور اس کو بھی جو کچھ اس نے تم پر کتاب اور عقل و دانش کی صورت میں نازل کیا ہے جس کے ذریعے وہ تمہیں تعلیم دیتا ہے۔ اور اللہ کے قوانین کی نگہداشت کرتے رہو اور یہ بات ذہن میں رکھو کہ اللہ ہر چیز سے باخبر رہتا ہے۔

وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضُوا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَظْهَرُ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢٣٢﴾

اور جب تم کسی تم تحت قوم کو الحاق سے الگ کر دو اور وہ علیحدگی کی تکمیل کو پہنچ جائیں تو انہیں اس پر مجبور نہ کرو کہ وہ اپنے دیگر ہمسایہ قوموں یا قیادتوں کے ساتھ الحاق نہ کریں جب کہ ان کے درمیان باعزت شرائط پر رضامندی طے پاگئی ہو۔ یہ تلقین تم میں سے انہیں کی جارہی ہے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ایسا رویہ تمہارے لیے زیادہ ارتقاء اور کردار کی زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے۔ ان تمام امور کو اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے جب کہ تم لاعلم ہو۔

نوٹ: غور فرمائیے کہ احکامات کو کس طرح پھیلا کر ہر پہلو کو زیر نظر لایا گیا ہے۔

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ۚ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُنْتَِمَ الرِّضَاعَةَ ۚ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ لَا تُكَلِّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ ۚ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۚ وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٢٣٣﴾

حکومت کے وہ شعبے جن کا فرض منصبی قوم کی پرورش اور ضروریات کی بہم رسانی ہے [الوالدات]، ان پر واجب ہے کہ اپنی نسلوں کو پروان چڑھانے کے لیے [یُرْضِعْنَ] دونوں لحاظ سے کمال تک پہنچائیں [حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ]، اس صورت میں کہ انہوں نے اس پرورش و تربیت کی تکمیل کو اپنا نصب العین بنا لیا ہو۔ یعنی نئی نسلوں کے لیے باعزت انداز میں تعلیم و تربیت بھی موجود ہو اور سامان زیست کی ذمہ داری بھی [رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ]۔ کسی فرد کو اس کی صلاحیت سے زیادہ ذمہ داری نہ دی جائے۔ کوئی ماں اپنی اولاد کی خاطر کسی مصیبت کا شکار نہ ہو اور نہ ہی کوئی باپ اپنے بچے کے معاملے میں کسی مشکل میں پڑے۔ اور نہ ہی ان کا وارث اس قسم کے نقصان کا شکار ہو۔ اس کے باوجود بھی اگر دو فریق آپس کی مشاورت سے الگ الگ ہو جانے پر رضامند ہو جائیں تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور اس صورت حال میں بھی اگر تم نے نیت و ارادہ کر ہی لیا ہے کہ اپنی نسلوں کو ضروریات زندگی فراہم کرنے کا اہتمام کرتے رہو گے [تَسْتَرْضِعُوا]، تو تم پر گناہ نہیں ہے اگر تم وہ سب کچھ سرنڈر / معاف کر دو جو تم انہیں باعزت طریق سے دیتے رہے ہو۔ اور اللہ کے قوانین کی نگہداشت کرتے رہو اور یہ ذہن میں رکھو کہ اللہ تمہارے اعمال پر نگرانی رکھتا ہے۔

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۚ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٣٤﴾ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ ۚ عِلْمَ اللَّهِ أَنْتُمْ سَنَذْكُرُنَّهُنَّ وَلَكِنْ لَا تُؤَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا ۚ وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿٢٣٥﴾

اور تم میں سے وہ جن کے پورے حقوق ادا کیے گئے ہوں [يُتَوَفَّوْنَ] اور وہ اپنے ساتھی جماعتوں کے لیے قوت اور توسیع چاہتے ہوں [وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا]، وہ اپنے لوگوں کی کوششوں کے ذریعے بہتر حالات اور خوشحالی [أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ] کی توقع رکھیں۔۔۔ پھر جب یہ جماعتیں اپنی کوششوں کے نتائج تک پہنچ جائیں [بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ] تو پھر تمہارے لیے کوئی عذر نہیں کہ انہیں موزوں انداز میں اپنے لوگوں کے بارے میں خود مختاری کے ساتھ جیسا چاہیں فیصلے یا اقدامات کرنے دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری تمام کارگزاریوں سے باخبر رہتا ہے۔ اور تمہاری حکومت کے لیے بھی کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ عوام کے

ساتھ راست خطاب [خُطْبَةُ النِّسَاءِ] میں ان کے فائدے کے لیے کچھ بھی کھول کر پیش کر دیا کرے یا اپنے تک محدود رکھے، کیونکہ اللہ یہ جانتا ہے کہ تم ان کے معاملات کو ضرور پیش نظر رکھو گے۔ لیکن درست طریقہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ کوئی خفیہ میثاق یا عہد نہ کرو سوائے اس کے جو معروف طریقے سے ظاہر کر دیا گیا ہو۔ اور کسی الحاقی معاہدے کی تابعداری / پابندی / ادائیگی پر کوئی فیصلہ جلد بازی میں صادر نہ کیا کرو جب تک کہ اس کی مقررہ میعاد پوری نہ ہو جائے [يَتْلُو الْكِتَابَ أَجَلَهُ]۔ یہ ذہن میں رکھو کہ اللہ وہ سب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں موجود ہے اس لیے اس کی پکڑ سے ڈرتے رہو [فَاخْذُوهُ]۔ اور یہ بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ مغفرت کرنے والا اور بردبار ہے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمْسُوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَمَتَّعُوهُنَّ عَلَى الْمَوْسِعِ قَدَرَهُ وَعَلَى الْمُقْتَرِ قَدَرَهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ (۲۳۶) وَإِنْ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بَيْنَهُ عَقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى ۚ وَلَا تَنْسُوا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (۲۳۷)

تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اگر تم نے عوام میں سے ایک ایسی قوم کو غلبے یا الحاق سے علیحدہ کر دیا ہو [طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ] جن سے تم نے کوئی متوقع استفادہ بھی حاصل نہ کیا ہو یا ان کے ذمہ کوئی فرائض عائد کیے ہوئے ہوں۔ لیکن انہیں متاعِ حیات پھر بھی دو، وسعت رکھنے والے کو [الموسع] اس کے بقدر اور غریب کو اس کے بقدر [المقتتر قدره]۔ یہ اسبابِ زیست باعزت اور موزوں ہونی چاہئیں کیونکہ یہ احسان کرنے والوں کے ذمہ ایک حق ہے۔ اور اگر تم نے انہیں الحاق سے علیحدہ اس سے قبل کیا ہے کہ ان سے کوئی فائدہ لیا ہو، لیکن تم نے ان کے حق میں کچھ دینا مقرر کر لیا ہو [وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً]، پس اس صورت میں اس کا نصف ادا کرو جس کے تم پابند ہو، سوائے اس کے کہ وہ خود اسے معاف کر دیں [يَعْفُونَ] یا وہ ادارہ معاف کر دے جس کے ہاتھ میں عہد نامے کے فیصلے کا حق ہے [بَيْنَهُ عَقْدَةُ النِّكَاحِ]۔ لیکن اگر تم معاف کر دیتے ہو تو یہ پرہیز گاری کے قریب تر ہو گا۔ کیونکہ تم اپنے اور ان کے درمیان سابقہ سلوک کو فراموش مت کرو۔ بہر حال تم جو بھی کرتے ہو وہ اللہ تعالیٰ کی بصارت کے احاطے میں ہوتا ہے۔

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ (۲۳۸) فَإِنْ خِفْتُمْ فَرَجَلًا أَوْ رُكْبَانًا ۚ فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَأَذْكُرُوا اللَّهَ ۚ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ (۲۳۹) وَالَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْكُمْ أَرْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَرْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرِ إِخْرَاجٍ ۚ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوفٍ ۚ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (۲۴۰) وَلِلْمُطَلَّاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ (۲۴۱)

اپنے فرائض منصبی کی [الصَّلَوَاتِ] ادائیگی میں تاکید سے کام لو، اور مرکزی فریضے [الصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ] کو بھی ضرور نگاہ میں رکھو، یعنی،،، اللہ کی منشا و مقصود کی تکمیل میں نہایت فرماں برداری سے جدوجہد کرتے رہو۔ پھر جب تم حالتِ خوف میں ہو تو اپنے فرائض خواہ پیدل چلتے ہوئے یا سوار ہو کر ادا کرتے رہو۔ پھر جب حالتِ امن میں آ جاؤ تو اللہ کی صفاتِ عالیہ کو اُس عملی انداز میں پیش نظر رکھو جیسے اُس ذاتِ پاک نے تمہیں تعلیم دی ہے، جو تم قبل ازیں نہیں جانتے تھے۔ اور تم لوگوں میں سے جن کے حقوق کی پوری ادائیگی کی گئی ہے اور وہ پھر بھی اپنے لوگوں کی ترقی و تحفظ کے لیے فکر مند ہوں، وہ اس مقصد کی تکمیل تک پہنچنے کے لیے [إِلَى الْحَوْلِ] الحاق سے علیحدہ ہوئے بغیر [غَيْرِ إِخْرَاجٍ] اپنے ساتھیوں کے لیے اسبابِ مہیا کرنے کا حکم جاری کر دیں۔ پھر اگر وہ رخصت ہونا بھی چاہیں تو بھی تم پر اس کا کوئی بوجھ یا جواب داری نہیں ہے جو بھی وہ اپنے لوگوں کے لیے موزوں طریق سے کرنا چاہیں۔ تمام غلبہ اور حکمت اللہ ہی کے لیے ہے۔ اور الحاق سے نکل جانے والے یونٹوں / قوموں کے لیے بھی موزوں اور باعزت اسبابِ زیست کا حق ہے۔ یہ محسین پر فرض ہے۔۔۔

نوٹ: اگلی آیات میں ہم واپس ظلم کے خلاف جنگ کی طرف آ جاتے ہیں۔ آیت 246 تک اس لیے ترجمہ کیا گیا ہے تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ اس سے پیوستہ سابقہ موضوع شوہر اور بیوی کے درمیان والی طلاق کا معاملہ قطعی طور پر نہیں ہو سکتا۔

كَذَلِكَ يَبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٢٤٢﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٢٤٣﴾ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٤٤﴾ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً ۖ وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٤٥﴾

اللہ تعالیٰ اپنے احکام اس ہی طرح بیان فرماتا ہے تاکہ تم سب پر ہیز گاری اختیار کر لو۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے وطن سے نکل گئے اور وہ ہزاروں کی تعداد میں ہوں، اور موت کا خوف لگا ہوا ہو۔ پس ایسا اس لیے ہو کہ اللہ کے قانون نے ان کے لیے بربادی لازم کر دی ہو، لیکن بعد ازاں پھر انہیں دوبارہ خوشحالی عطا کر دی ہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ تو عوام الناس پر فضل و کرم کرنے والا ہے لیکن عوام کی اکثریت اپنی کوششوں کو نتیجہ خیز نہیں بنا پاتی۔ پس اللہ کے مقاصد کی تکمیل کے لیے جنگ کرو اور یہ جان لو کہ اللہ ہمہ وقت سننے اور جاننے والا ہے۔ وہ جو اللہ تعالیٰ کے متعین مقاصد کے لیے کام کرتے ہیں وہ اللہ کو قرض حسنہ دیتے ہیں، پھر وہ اسے کئی گنا اضافہ دے کر کثرت سے بڑھا دیتا ہے۔ اللہ ہی ہے جو گرفت بھی کرتا ہے اور وسعت بھی عطا کرتا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹ جانے والے ہو۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَإِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ إِذْ قَالُوا لَنَبِيِّ لَهُمْ ائْتِنَا بِآيَةٍ ۖ قَالُوا إِن كُنْتُمْ عَلَيَّكُمْ الْفَتْحُ الْأَقْبَلُ ۖ قَالُوا وَمَا لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ أَخْرَجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَأَبْنَائِنَا ۖ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿٢٤٦﴾

"کیا تم حضرت موسیٰ کے مابعد کے دور کے بنی اسرائیل کے بڑوں کے بارے میں نہیں جانتے جب انہوں نے اپنے راہنما سے کہا کہ ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کر دو، ہم اللہ کی راہ میں جنگ کرنا چاہتے ہیں۔ اس نے جواب میں پوچھا کہ ایسا تو نہیں ہو گا کہ جب لڑنے حکم دیا گیا تو تم لڑنے سے باز رہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم کیوں اللہ کی راہ میں جنگ نہیں کریں گے جب کہ ہمیں اور ہماری آل اولاد کو ہمارے گھروں سے نکال دیا گیا ہے۔ جب اس کے بعد انہیں جنگ کا حکم دیا گیا تو چند ایک کے سوا وہ سارے واپس پلٹ گئے۔ اللہ ایسے ناحق پر چلنے والوں کا پورا علم رکھتا ہے۔"

سورة احزاب: آیت 33/49: - Chapter al-Ahzaab - Verse 33/49:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَةٍ تَعُدُّوهنَّ ۖ فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرَّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿٤٩﴾

"اے ایمان والو اگر تم نے مومن جماعتوں کے ساتھ اشتراک کار کے معاہدے کیے ہوں اور پھر انہیں الحاق سے علیحدہ کر دیا ہو قبل اس کے کہ تم نے ان سے کچھ مفادات حاصل کیے ہوں، تو پھر تمہارے ذمہ ان کے ضمن میں کوئی بھی تیاری یا مدت کے شمار کی ضرورت نہیں ہے۔ پس انہیں کچھ وسائل عطا کرتے ہوئے خوشگوار انداز میں علیحدہ کر دیا کرو۔"

آیت 65/1 [الطلاق] - Talaaq in Verse 65/1

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ

"اے سربراہ مملکت، اگر تم عوام کے ایک علاقائی یونٹ کو الحاق سے علیحدہ کر دیتے ہو، تو تمہیں چاہیے کہ انہیں یہ آزادی ایک تیاری کے لیے متعین شدہ مدت کے مطابق دیا کرو؛ اور اس مدت کا باقاعدہ حساب رکھو۔"

اور اب الحیض کی وضاحت کے لیے ایک اور آیت 65/5:

وَاللَّائِي يَبْسُ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِّسَائِكُمْ إِنْ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ ۖ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ﴿٥﴾ ذَلِكَ أَمْرُ اللَّهِ أَنْزَلَهُ إِلَيْكُمْ ۚ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ سُبُلَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا ﴿٥﴾

[اور تمہارے عوام کا وہ طبقہ جو الحاق سے علیحدگی چاہتا ہے۔ 65/1]۔۔۔۔۔" اور جو خون ریزی کے مصائب سے متاثر بھی ہو چکا ہے، اگر تم ان کے بارے میں فیصلہ کرنے میں شش و پنج میں مبتلا ہو [از تَبْتِئُم]، تو اس کے لیے تمہارے پاس ان کے لیے فیصلے تک پہنچنے کی ڈیڈ لائن تین ماہ کا عرصہ ہے۔ اور وہ آبادیاں جو خون ریزی سے متاثر نہیں ہوئی ہیں اور وہ بھی جن پر فرائض یا ذمہ داریاں عائد کی گئی ہیں، ان کی علیحدگی کے لیے ڈیڈ لائن ان کے فرائض و ذمہ داریوں کی ادائیگی پر منحصر ہے۔ اس ضمن میں تم میں سے جو بھی اللہ کے قوانین کی پرہیز گاری سے کام لیں گے اللہ اپنے ارادے سے ان کا راستہ آسان کر دے گا۔ یہ اللہ کا حکم ہے جو تم سب کو دیا گیا ہے۔ اور جو بھی پرہیز گاری کے ساتھ کام کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی کمزوریوں پر پردہ ڈال دے گا اور اس کے اجر میں اضافہ فرمائے گا۔"

امید واثق ہے کہ یہاں تک تمام متعلقہ مواد احاطے میں لے لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ قرآن میں اور کہیں بھی طلاق کا معاملہ زیر بحث نہیں لایا گیا۔ حضرت موسیٰ کے سفر کے ضمن میں ضرور اس کے مشتق "انطلق" کی شکل میں اسے استعمال کیا گیا ہے جس کا معنی بھی طلاق نہیں بلکہ سفر پر آگے چل پڑنا ہے۔ جو کچھ اس جدید عقلی تحقیق کے ذریعے دریافت کیا گیا معصوم عوام کو یہ سمجھانے کے لیے کافی ہے کہ مذہبی پیشوائیت نے کس طرح ایک وسیع معانی رکھنے والے لفظ کو آلہ کار بنا کر انسانی زندگیوں کے انتہائی پرائیویٹ شعبوں کے اندرون تک دخل حاصل کر لیا۔ اور جہاں اللہ تعالیٰ نے طریق کار کا تعین کرنے میں آزادی عطا کی تھی، وہاں یہ حضرات انسانوں کی شادیاں اور طلاقیں کروانے والے حاکم اور اجارہ دار، بلکہ خدائی فوجدار بن بیٹھے۔ جن کاموں کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے انسانوں کی ہیئتِ اجتماعیہ کو اختیار دیا گیا تھا کہ اتفاق رائے سے ایسے طریقے اختیار کر لیں جن میں نکاح اور طلاق کے دونوں فریقوں کے درمیان معاملات کو مساوی بنیادوں پر آسانی نبٹا دیا جائے، وہاں مذہبی جیورسٹوں نے متعدد بے بنیاد اور گنجگ پابندیاں اور غیر منطقی اور عورت مخالف شرائط عائد کر دیں۔

کچھ لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ پھر یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے طلاق کے مسئلے کی تفصیل کہاں بیان کی ہے؟ قرآن کا ایک گہرا مطالعہ آپ کو یہ آگاہی دے دیتا ہے کہ نکاح اور طلاق کے سماجی موضوعات پر بھی اگر کوئی جزئیات و تفصیل طے کرنا وقت کے ارتقائی تقاضوں کے مطابق مختلف اور بتدریج واجب تبدیلیوں کے ساتھ ضروری تھا، تو وہ اللہ تعالیٰ نے بہتر سمجھا کہ انسانوں پر ہی چھوڑ دیا جائے۔ اُس ذاتِ عالی مقام کا فرمان اس سلسلے میں بہت ہی واضح اور تنبیہی انداز میں صادر کر دیا گیا تھا۔ اس فرمان کو نکاح و طلاق کے ضمن میں بھی آخری حروف جانتے ہوئے ہمیشہ پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:-

المائدہ-10/5 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءٍ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسْأَلُكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلَ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ (۱۰۱) قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا كَافِرِينَ (۱۰۲)

اے امن و ایمان والو، مت سوالات کیا کرو ان معاملات کے بارے میں جو اگر تمہارے لیے کھول کر ظاہر یا بیان کر دیے جائیں تو تم مشکل و خطا میں پڑ جاؤ۔ اور جب تم سوالات اُس وقت کر رہے ہو جب کہ قرآن کا نزول جاری ہے، تو تمہیں کھول کر بتایا بھی جاسکتا تھا۔ لیکن ایسے معاملات میں اللہ تعالیٰ نے خود ہی تمہیں کسی پابندی سے آزاد کر دیا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ بردبار ہے اور تمہیں مشکلات سے تحفظ عطا کرنے والا ہے۔ تم سے قبل بھی ایک قوم ایسے ہی سوالات پوچھتی رہی ہے، پھر وہ انہی کی بنا پر حق سے انکار کرنے والے بن گئے تھے۔

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 43

نکاح [شادی] کا دھوکا

من گھڑت روایتی تفاسیری مواد کا بطلان

ابتدائیہ

ہمارے تراجم پر مبنی ریسرچ آرٹیکل نمبر 42 میں ہمارا حاصل یہ تھا کہ قرآن جب لفظ طلاق استعمال کرتا ہے تو وہ کبھی بھی مرد و عورت کے ازدواجی رشتے کے منقطع {Divorce} ہونے کی بات نہیں کرتا۔ عرب بادشاہوں نے اپنی مقصد براری کے لیے مسلم امت کو تفاسیری مواد کے ذریعے دھوکا دیا ہے۔ آئیے اب عرب بادشاہوں نے لفظ نکاح کا معنی تبدیل کرتے ہوئے امت کو جو ایک اور دھوکا دیا ہے اس کا بھی ایک نہایت بالضبط اور دانشمند ترجمے کے ذریعے پول کھول دیتے ہیں۔

پیارے قارئین، یہ ایک بڑی گہرائی رکھنے والا المیہ ہے کہ اس تزویراتی اہمیت رکھنے والے لفظ کی اصلیت کو قرآنی تراجم میں مسلسل بگاڑ کر بطور شادی یا شادی کا معاہدہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اس طرح اس سے متعلق تمام قرآنی متون کو بالارادہ اور باقاعدہ ایجنڈے کے تحت تمام مواقع پر اس طرح تبدیل کر دیا گیا ہے کہ اس لفظ کا صرف ایک عمومی، غیر معمولی اور غیر اہم معنی سامنے لایا جائے۔

آئیے ہم اس موضوع کو چند سوچ میں ڈالنے والے سوالات سے شروع کرتے ہیں:--

{1} کیا نزول قرآن کے موقع پر نکاح بمعنی مرد اور عورت کے درمیان شادی ایک اسانوکھا اور اہم معاملہ تصور کیا گیا کہ اسے قرآنی متن کے مختلف تناظروں میں 23 مرتبہ کھول کر بیان کرنا پڑا؟؟؟

{2} کیا اس وقت انسان یہی شادیاں ایک قریب ترین اور پابند باہمی تعلق کے طور پر قدیم زمانوں سے ہی نہیں کرتے چلے آرہے تھے؟؟؟ پھر کیوں قرآن میں اسے 23 مرتبہ بیان کرنے کی ضرورت درپیش ہوئی؟؟؟

{3} ایک شادی کے معاہدے میں ایسی کیا خاص بات تھی کہ اس عمل کے متضمنات کا قرآن کے وسیع ترین انسانی حقوق کی تعلیمات کے تناظر میں احاطہ نہیں کیا جاسکتا تھا، جب کہ قرآن نے انصاف کے تقاضوں کو، رواداری اور مساوی حقوق کو اور انسانوں کی مجموعی طور پر عزت و احترام کو پہلے ہی سے مکمل زور دے کر واضح انداز میں بیان کر دیا تھا؟؟؟

{4} یا----- درحقیقت یہ لفظ کوئی زیادہ گہری اور تزویراتی حکمت رکھنے والی حیثیت کا حامل تھا جسے ڈکٹیٹر عرب بادشاہ، جو رسول پاک کی قائم کردہ خلافت راشدہ کو غصب کر چکے تھے، اپنی فرعونیت کے خلاف باور کرتے تھے؟؟؟

{۵} یا،،، پھر یہ عربوں کے روایتی تعدد ازواج کے جنون کا اثر تھا کہ عرب ڈکٹیٹروں نے اس لفظ کا فائدہ اٹھایا اور اس کے معنی تبدیل کرتے ہوئے اسے تعدد ازواج پر زور دینے کے لیے استعمال کیا اور اس مقصد کے لیے اسی بگاڑے ہوئے معنی کو قرآن کے ایک اہم موضوع میں تبدیل کرنے کی کوشش کی؟؟؟

سب سے پہلی چیز جو میرے قارئین کی توجہ کی طالب ہے ہے وہ یہ حقیقت ہے کہ لفظ نکاح یا اس کا مادہ ن ک ح بنیادی طور پر مرد اور عورت کے مابین شادی کے معنی نہیں دیتا جب تک کہ متن میں کوئی ایسے الفاظ موجود نہ ہوں جو واضح طور پر مرد اور عورت کے رشتے کی جانب اشارہ نہ کر رہے ہوں۔ عمومی طور پر ہم یہ جانتے ہیں کہ عربی لفظ نکاح درج ذیل انگلش معنی رکھتا ہے:-

= to tie, make a knot, to enter into a contract / agreement, to take into possession, to enter Nun-Kaf-Ha into a marriage contract; and some say, it is also coitus.

تاہم دنیا کی مفصل ترین لین کی عربی-انگلش لغات اس لفظ کی تعریف کچھ اس طرح واضح کرتی ہے:-

“...it is said to be from *نكح الدوى*, or from *تناكحت الاشجار*, or from *نكح المطر الارض*; and if so, it is tropical in both the above senses; and the opinion that it is so is confirmed by this, that the signification of marriage is not understood unless by a word or phrase in connexion with it, as when you say *نكح بنی فلان* (he took a wife from among the sons of such a one); nor is that of coitus unless by the same means, as when you say *نكح زوجته* (*inivit conjugem suam*); and this is one of the signs of a tropical expression. *نكحت* She married, or took a husband. *نكح المطر الارض* The rain became commingled with the soil; or, rested upon the ground so as to soak it. As also *نكح الدوى* The disease infected him, and overcame him; *نكح النعاس عينه* Drowsiness overcame his eye; as also *نكح النوم عينه* sleep overcame his eye.”

یہ غلط تصور کلیہ کرنے کے بعد کہ نکاح لازمی طور پر ایک شادی کی نشاندہی کرتا ہے، آئیے اب ہم اس ایک اور بڑے دھوکے کو بے نقاب کرتے ہیں جو مسلمانوں نے پرانے ڈکٹیٹر عرب بادشاہوں سے میراث میں حاصل کیا ہے۔ اس کے لیے ہم نکاح سے متعلق تمام آیات کا ایک بالضبط، عقل و دانش پر مبنی اور ہر زمانے میں قابل اطلاق ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ ایسی کچھ آیات ہم پہلے ہی طلاق کے موضوع میں پیش کر چکے ہیں اور انہیں یہاں دہرانا فضول ہوگا۔ یہاں آپ کے لیے نکاح کے معانی پر مزید روشنی ڈالی گئی ہے جس سے آپ یہ اچھی طرح جان لیں گے کہ اس مضمون کو کس انداز میں دست برد کا نشانہ بنایا گیا ہے اور کیسے اس کے معانی سے انحراف کرتے ہوئے اس کے اصل مضمرات سے بہت دور لے جایا گیا ہے۔

2/221:

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَ ۚ وَلَآ مَآءٌ مُّؤْمِنَةٌ حَتَّىٰ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْبَبْتُمْ ۚ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ

حَتَّى يُؤْمِنُوا ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ ۚ أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ ۖ وَاللّٰهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ
وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ ۖ وَبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٢١﴾

مشرك جماعتوں / آبادیوں کے ساتھ معاہدوں میں شریک نہ ہوا کرو جب تک کہ وہ امن و ایمان والے نہ بن جائیں۔ ایک ایمان و امن کی حامل جماعت خواہ کچھ کمزوریاں رکھتی ہو ایک ایسی مشرک جماعت سے بہتر ہے جو تمہیں اگرچہ پسند بھی ہو۔ اور اسی کی مانند مشرک افراد کے ساتھ بھی معاہدوں میں شریک نہ ہوا کرو جب تک کہ وہ امن و ایمان والے نہ بن جائیں، کیونکہ ایک ایمان والا تحت ایک ایسے مشرک ماتحت سے بہتر ہے جسے تم پسند بھی کرتے ہو۔ یہ اُس قماش کے لوگ ہیں جو تمہیں دشمنی اور نفرت کی آگ کی طرف لے جاتے ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ ایک جنت کی پرامن زندگی کی جانب راہنمائی کرتا ہے جہاں اس کی رضا اور تحفظ موجود ہو۔ اور وہ انسانوں کے لیے اپنی راہنمائی کھول کر بیان بھی کر دیتا ہے تاکہ وہ اسے پیش نظر رکھیں۔

2/235

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ ۖ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَكِنْ لَا
تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۚ وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ
اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿٢٣٥﴾

اور تمہاری حکومت کے لیے بھی کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ عوام کے ساتھ راست خطاب [خِطْبَةِ النِّسَاءِ] میں ان کے فائدے کے لیے کچھ بھی کھول کر پیش کر دیا کرے یا اپنے تک محدود رکھے، کیونکہ اللہ یہ جانتا ہے کہ تم ان کے معاملات کو ضرور پیش نظر رکھو گے۔ لیکن درست طریقہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ کوئی خفیہ میثاق یا عہد نہ کرو سوائے اس کے جو معروف طریقے سے ظاہر کر دیا گیا ہو۔ اور کسی الحاقی معاہدے کی تابعداری / پابندی / ادائیگی پر کوئی فیصلہ جلد بازی میں صادر نہ کیا کرو جب تک کہ اس کی مقررہ میعاد پوری نہ ہو جائے [يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ]۔ یہ ذہن میں رکھو کہ اللہ وہ سب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں موجود ہے اس لیے اس کی پکڑ سے ڈرتے رہو [فاحْذَرُوهُ]۔ اور یہ بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ مغفرت کرنے والا اور بردبار ہے۔

4/3 وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُفْسِدُوا فِي الْبَيْتِ مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ ۚ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا
تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۚ ذَلِكَ أَدْنَىٰ ۖ أَلَّا تَعْلَمُوا ﴿٣﴾

اگر پھر بھی ایسا اندیشہ لاحق ہو جائے کہ تمہارے لوگ یتیموں کے معاملے میں انصاف نہ کر پائیں تو اس کا حل یہ ہے کہ معاشرے کے اس مخصوص کمزور اور فراموش کیے گئے گروپ میں سے [مِنَ النِّسَاءِ] جو بھی تمہاری طبع کو موزوں لگیں تم ان میں سے دو دو، تین تین یا چار چار کو ایک سمجھوتے کے ذریعے اپنی سرپرستی اور تحویل میں لے لو [فَاتَّخِذُوا]۔ اس صورت میں بھی اگر اندیشہ ہو کہ سب سے برابری کا سلوک نہ ہو سکے گا تو پھر ایک بچہ ہی سرپرستی میں لے لو، یا پھر اگر کوئی قبل ازیں ہی تمہاری سرپرستی، ذمہ داری یا تحویل میں [مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ] رہ رہا ہے تو وہی کافی ہے۔ یعنی کہ یہ امکان بھی پیش نظر رکھو کہ تم عیال داری میں زنج ہو کر نہ رہ جاؤ

4/6:

وَابْتَئِلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا ۚ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهَدُوا عَلَيْهِمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ﴿٦﴾

اس ضمن میں یہ ضروری ہے کہ یتیم بچوں کو نشوونمائے ذات کی بھٹی میں سے گزرنے دو [وَابْتَئِلُوا] یہاں تک کہ وہ بڑے مرد و عورت بن کر قبضہ و اختیار حاصل کرنے [النِّكَاحَ] کے مرحلے تک پہنچ جائیں [بَلَغُوا]۔ تب اگر تم ان میں عقل و شعور دیکھ لو تو ان کی وراثتیں ان کے حوالے کر دو، بجائے اس کے کہ ان کے بڑا ہو جانے کے ڈر سے، ضرورت سے زیادہ اخراجات دکھاتے ہوئے، خود کھا جاو۔ تم میں سے جو مستغنی یعنی مالدار ہو وہ یتیموں کے اس مال

کے معاملے میں مکمل ضبط نفس اختیار کرے۔ البتہ جو تنگ دست اور ضرورت مند ہو وہ اس میں سے صرف اتنا ہی لے لے جو عمومی معیار سے جائز ہو۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ جب تم انہیں ان کے اموال واپس کرو تو اس عمل پر گواہی بھی ڈال لو۔ یہ بھی یاد رہے کہ اللہ کا ایک اپنا کسی بھی خطا سے مبرا حساب کتاب کا نظام ہے جو قطعی خود مکتفی ہے۔

4/22:

وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا ﴿٢٢﴾

"اور تم معاشرے کے کمزور طبقات اور خواتین کا سب کچھ اپنے قبضے اور اختیار میں مت لے لیا کرو جیسا کہ تمہارے اباواجداد کیا کرتے تھے، سوائے اس کے جو ماقبل میں گزر چکا، کیونکہ یہ ایک شیطانی عمل ہے، ایک قابل نفرت اور ایک بُرا راستہ ہے۔"

4/25:

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكَحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَنَائِكُمْ الْمُؤْمِنَاتِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُمْ بَعْضُكُم مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَانكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَأَتَوْهُنَّ أَجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّحِذَاتٍ أَخَذَانِ ۚ فَإِذَا أُحْصِنَ فَإِنَّهُنَّ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ۚ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۚ وَأَنْ تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٥﴾

"اور پھر تم میں سے جن علاقوں کی قیادت مادی ذرائع کی فراوانی یا قوت [طولا] میں اتنی استطاعت نہ رکھتے ہوں کہ مضبوطی اور قوت رکھنے والی یا ناقابل دسترس مومن جماعتوں / قبیلوں / اقوام کے ساتھ کوئی اشتراک کا ریا الحاق و بالادستی کا سمجھوتا کر پائیں، تو پھر وہ تمہاری ماقبل سے زیر سرپرستی موجود جماعتوں / قوموں [مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ] میں سے ہی نوجوان اور بہادر مومن گروپوں کے ساتھ الحاق یا شراکت کار کر لیں۔ اللہ تمہارے ایمان کی مضبوطی سے بخوبی باخبر ہے جس کی رو سے تم سب ایک دوسرے کے قریبی ساتھی کی حیثیت رکھتے ہو۔ پس اشتراک عمل کے عہد نامے ان جماعتوں کے معتبر لوگوں کی اجازت سے کرو اور ان کے حقوق قانونی طریقے سے ادا کرو اس طرح کہ وہ اخلاقی اور قانونی طور مضبوط رہیں، خون نہ بہائیں اور نہ ہی خفیہ سازشیں کرنے والی ہوں۔ پھر جب وہ اس اشتراک کے نتیجے میں طاقتور اور محفوظ ہو چکی ہوں، اور پھر کسی قسم کی زیادتیوں کا ارتکاب کریں تو ان پر دیگر مضبوط اور تحفظ کی حامل جماعتوں کی نسبت نصف سزا لگو ہوگی۔ یہ ترجیحی سلوک تم میں سے ان کے لیے ہے جو نامساعد اور مشکل حالات کا سامنا کر رہے ہوں۔ لیکن اگر ان حالات میں بھی تم استقامت سے کام لیتے ہوئے اپنے کردار مضبوط رکھو گے تو یہ تمہارے لیے خیر کا باعث ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ مشکلات میں سامان تحفظ اور نشوونما دینے والا ہے۔"

4/124:

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ ۚ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُثَلَّى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوُلَدَانِ وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتَامَى بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ﴿١٢٤﴾

اور تمہارے ماتحت تم سے غریب عوام کے بارے میں حتمی شرعی حکم / فیصلہ مانگتے ہیں۔ انہیں بتادو کہ بے بس عوام کے بارے میں خود اللہ کا فیصلہ وہی ہے جو تم پر قرآن میں یتامیٰ کے مسئلے میں فرض کر دیا گیا ہے، جنہیں تم وہ نہیں دیتے تھے جو ان کے حق میں لکھ دیا گیا تھا اور چاہتے تھے کہ انہیں اپنے قبضے میں رکھو اور دیگر کمزور نوجوانوں کو بھی اور تمہیں حکم دیا گیا تھا کہ تم یتامیٰ کے ساتھ انصاف کا سلوک قائم کرو۔ جو کچھ بھی تم از قسم نیکی کیا کرتے ہو وہ بہر حال اللہ تعالیٰ کے علم میں ہی ہوتا ہے۔

24/3:

الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ (۳)

"دین اور نظریے میں ملاوٹ کا ارتکاب کرنے والا (الزانی) کسی کے ساتھ اشتراکِ کار کا تعلق نہیں جوڑے گا، یا وابستہ نہیں ہوگا (لا ینکح) سوائے ایسے گروہ یا جماعت کے ساتھ جو یہی کام کر رہی ہو (الزانیہ)، یا پھر کسی مشرک جماعت (أَوْ مُشْرِكَةً) کے ساتھ۔ اور اسی طرح ملاوٹ کرتے ہوئے نظریہ کو بگاڑنے والی جماعت (والزانیہ) یا ایک مشرک جماعت کے ساتھ کوئی بھی انسان قریبی تعلق یا وابستگی قائم نہیں کرے گا (لا ینکحھا) سوائے دین یا نظریے کو خراب کرنے والا [إِلَّا زَانٍ] یا ایک شرک کرنے والا۔ جب کہ ایسا کرنا امن و ایمان کے ذمہ داروں کے لیے ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔"

زان: ایک زہریلا نقصان دہ پودا جو گندم کے ساتھ اُگ جاتا ہے؛ ایک ایسا دانہ، تلخ ذائقہ رکھنے والا، جو گندم کے ساتھ کس ہو کر یا ملاوٹ پیدا کر کے اسکا ذائقہ / کوالٹی بگاڑ دیتا ہے۔ اسی سے،،،، الزانی (معرف باللام): ایک مخصوص ملاوٹ اور بگاڑ پیدا کرنے والا؛ قرآنی نظریے میں ملاوٹ کر کے اس کی اصل و اساس کو بگاڑ دینے والا۔

Z a a n : A noxious weed, that grows among wheat, and spoils its taste; (app. Darnel-grass; the "lolium temulentum of Linn.; so in the present day;) a certain grain, the bitter grain, that mingles with wheat, and gives a bad quality to it.

لینز لکسیکن، صفحہ 1213 : Lane's Lexicon Page 1213 : Lisaan al-Arab, Page 1801.

24/32-33:

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۖ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (۳۲) وَلَيْسْتَغْفِرَ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَالَّذِينَ يَبْتِغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا ۚ

تم میں جو لوگ کسی جسمانی نقص یا کسی اور کمزوری کا شکار ہوں انہیں ملازمت کے کنٹریکٹ کی پیش کش کرو۔ اور جو تمہارے ذاتی ملازمین اور ملازمائیں صلاحیتوں کے مالک ہوں انہیں بھی باقاعدہ ملازمت کے کنٹریکٹ پیش کرو۔ اس طرح سے اگر وہ ضرورت مند ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں احتیاجات سے آزاد کر دے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی آگہی میں نہایت وسعت رکھتا ہے۔ جو لوگ پھر بھی کام کاج کے معاہدے حاصل نہ کر پائیں انہیں چاہیے کہ صبر اور ضبط سے کام لیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے احتیاجات سے آزاد فرمادے۔ پھر ان ماتحتوں میں سے جو بھی کہیں اور جانے کی اجازت چاہے تو انہیں اجازت نامہ لکھ کر دے دیا کرو اگر تم یا جان لو کہ اس میں ان کے لیے بہتری ہے۔

24/60:

الْفَوَاحِشُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ۖ وَأَنْ يَسْتَغْفِرْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (۶۰)

عوام میں وہ پسماندہ لوگ جو کسی بھی کام کاج کے معاہدے کی امید نہ رکھتے ہوں، تو ان کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنے مستقبل کے لیے طریقہ کار یا پالیسی خود طے کریں اور اس ضمن میں وہ اپنی جھوٹی بڑائی کا اظہار کرتے ہوئے خود کو نمایاں کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اگر وہ بھی اس قسم کے ضبط نفس

سے کام لیں گے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوگا، کیونکہ اللہ سب کچھ سن بھی رہا ہے اور علم کا مالک بھی ہے۔

28/27:

قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَى أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَانِي حَجَّ ۖ فَإِنْ أَتَمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَمْسُقَ عَلَيْكَ ۚ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ (۲۷)

انہوں نے کہا کہ میرا ارادہ ہے تمہاری شادی اپنی ان بیٹیوں میں سے ایک کے ساتھ کر دوں اس شرط پر کہ تم آٹھ سال تک میرے لیے کام کرو۔ پھر اگر تم نے دس سال مکمل کر لیے تو یہ تمہاری طرف سے عنایت ہوگی کیونکہ میں تم پر زیادہ سختی نہیں کرنا چاہتا۔ تم مجھے اللہ تعالیٰ کی مشیت سے مجھے راست بازی پاو گے۔

{ اہم نوٹ: شروع میں بتائی گئی لغات کی شرط کے مطابق، صرف یہاں ہم متن میں نکاح کے ساتھ خاتون یعنی بیٹی کا ذکر دیکھتے ہیں جو ہماری بلاشبہ راہنمائی اس طرف کرتا ہے جہاں ہم نکاح سے مراد شادی لے سکتے ہیں۔ }

33/50:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَعْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْنَتْ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتٍ عَمَّكَ وَبَنَاتٍ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتٍ خَالَكَ وَبَنَاتٍ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (۵۰)

"" اے سربراہ مملکت الہیہ [یا ایہا النبی] ہم نے آپ کے ان ساتھیوں / لوگوں [اَزْوَاجَک] کو جن کے معاوضے / اجر تیں [اُجُورُھُنَّ] آپ نے مقرر کر دیے ہیں، آپ کے مشن پر کام کرنے کے لیے [لَک] دیگر پابندیوں اور ذمہ داریوں سے آزاد قرار دے دیا ہے [اَعْلَلْنَا] اور انہیں بھی جنہیں اللہ نے مالِ غنیمت کے توسط سے آپ کی ذمہ داری بنایا ہے [اَفَاءَ اللہ عَلَیْکَ] اور وہ آپ کی زیر سرپرستی و نگرانی ہیں [مَلَکَتْ یَمَیْنُکَ]۔ نیز وہ خواتین جو آپ کی چچا زاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد اور ماموں زاد ہیں جنہوں نے آپ کی معیت میں ہجرت اختیار کی ہے، اور ہر وہ مومن خاتون جو نبی کے مشن کے لیے رضا کارانہ خود کو پیش کرتی ہو، تو اگر نبی بطور سربراہ مملکت ارادہ فرمائے تو انہیں قاعدے / قانون / کنٹرکٹ / ایگریمنٹ کے مطابق فرائض ادا کرنے کے لیے طلب کر سکتا ہے [اَنْ یَسْتَنْکِحَهَا]۔ اس معاملے میں اختیار و فیصلہ کا حق صرف آپ کا ہے دیگر ذمہ داروں [المؤمنین] کا نہیں۔ جہاں تک دیگر ذمہ داران کا تعلق ہے تو ان کی جماعتوں / ساتھیوں کے ضمن میں ان پر جو بھی فرائض ہم نے عائد کیے ہیں وہ بتا دیے گئے ہیں تاکہ تمام تر معاملات کی ذمہ داری کا بار آپ پر ہی نہ آجائے۔ اللہ کا قانون سب کو تحفظ اور نشوونمائے ذات کے اسباب مہیا کرتا ہے۔ ""

33/53:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرٍ نَاطِرِينَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنَسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ ۖ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تُنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا (۵۳)

اے اہل ایمان مناسب موقع و محل کا انتظار کیے بغیر [غیر ناظرین] نہ آنا [یعنی اپنے سربراہ مملکت کی قریبی اشرفیہ کی غور و فکر اور فیصلہ سازی] [بُیُوتَ]

النَّبِيِّ] میں دخل انداز نہ ہوا کرو [لَا تَدْخُلُوا] جب تک کہ تمہیں ان کے ہاں باریابی کی اجازت [إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ] نہ مل جائے کہ تم احکامات یا علم حاصل کر سکو [إِلَّا طَعَامًا]۔ لہذا تم ان کی مصرفیات میں تب ہی دخل ہوا کرو [فَإِذَا خُلُوهَا] جب مدعو کیے جاؤ [إِذَا دُعِيتُمْ] اور جوں ہی مقصود حاصل ہو جائے [فَإِذَا طَعِيتُمْ] غیر ضروری گفتگو کی خواہش کیے بغیر [وَلَا مُتَنَابِئِينَ لِحَدِيثٍ] منتشر ہو جاؤ۔ تمہارا سابقہ رویہ نبی کے لیے زحمت کا باعث ہے مگر تمہیں اس سے روکنے میں ان کی حیالانگ ہوتی ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ حق بات کی تاکید سے نہیں جھجھکتا۔ نیز اگر تمہیں ان سے کسی دنیاوی ضرورت یا مفاد [مَتَاعًا] کا سوال کرنا ہو تو یہ تمہارے اور ان کی پاکیزگی قلب یا ارتقاء ذات کے لیے بہتر ہو گا کہ ایسا سوال پردے میں رہ کر، غیر متعلق نگاہوں سے بچ کر کیا جائے [مَنْ وَرَاءَ حِجَابٍ]۔ تمہارے لیے ہرگز جائز نہیں کہ ایسے رویے اختیار کرو جس سے اللہ کے رسول کو زحمت پہنچے۔ اور نہ ہی کبھی بھی ان کے پس پشت [مَنْ بَعْدَهُ] ان کے ساتھی اکابرین [أَزْوَاجُهُ] پر طاقت کے ذریعے اثر انداز [يَتَكَبَّرُوا] ہونے کی کوشش کرو۔ بلاشبہ ایسا رویہ اللہ کے نزدیک ایک بڑی جسارت ہے۔

60/10:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَأَمْتَحِنُوهُنَّ ۚ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ ۚ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ۚ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۚ وَأَتَوْهُنَّ مَا أَنْفَقُوا ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ ۚ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ ۚ وَاسْأَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا أَنْفَقُوا ۚ ذَلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ ۚ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٠﴾

اے ایمان لانے والو، جب بھی کوئی مومن جماعت ہجرت کرتے ہوئے تمہارے پاس الحاق کے لیے آجائے تو انہیں امتحان سے گذارو۔ حکومت الہیہ کو ان کے ایمان کے بارے میں پورا اطمینان ہو جانا چاہیے۔ جب تمہیں ان کا مومن ہونا ثابت ہو جائے تو پھر انہیں دوبارہ کفار کی تحویل میں نہ جانے دو۔ یہ اب ان سے متعلق نہیں ہیں اور نہ ہی وہ ان سے متعلق ہیں۔ کفار کو وہ ادائیگی کر دو جو انہوں نے ان پر خرچ کیا ہو۔ اور تمہارے لیے کوئی حرج نہیں کہ تم ان جماعتوں کو اپنی ماتحتی میں لے لو اگر تم انہیں ان کے حقوق ادا کرتے ہو۔ اور کافروں کو پناہ دینے میں مت لگے رہو، بلکہ جو کچھ ان پر خرچ کیا ہے وہ واپس مانگو کیونکہ وہ بھی ایسے معاملے میں اپنے کیے ہوئے اخراجات کا سوال اٹھاتے ہیں۔ یہ اللہ کا حکم ہے۔ وہی ہے جو تمہارے درمیان میں حکم نافذ کرنے کا حق رکھتا ہے، کیوں کہ وہ سب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 44

سورۃ التحريم [66]

من گھڑت روایتی تفاسیری مواد کا بطلان

آئیے دین میں ایک اور بڑی تحریف کا سدباب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سورۃ تحريم کی آیات نمبر اسے تک کا عقلی و علمی ترجمہ کرنے کے لیے سوال کیا گیا ہے کیونکہ روایتی ترجمہ تو یہاں۔۔۔ نبی تو نبی۔۔۔ خود اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی کو جنسی ترغیب دینے کا مرتکب قرار دے رہا ہے۔ نبی کو شوہر گزیدہ اور خالص کنواری عورتوں کی پیش کش کی جارہی ہے۔ بالفاظِ دیگر، دین اسلام کے کوڈ آف ایتھکس کی، انسانی بلند کرداری کے اوصاف کی اور نبی کی مثالی شخصیت کی کوٹ کوٹ کر تضحیک و تذلیل کی جارہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں عمومی روایتی ترجمہ:-

سورۃ تحريم۔ آیات 1 سے 7 تک

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (۱) قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ (۲) وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَفَ بَعْضُهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَاكَ هَذَا ۚ قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ (۳) إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ۚ وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۚ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ (۴) عَسَىٰ رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَنَّ أَنْ يَبْدُلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكَنَّ مُسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَابِحَاتٍ نُّبَّاتٍ وَأُبْكَارًا (۵) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاطٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (۶) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۚ إِنَّمَا تُجْرُونَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (۷)

"اے نبی، تم کیوں اُس چیز کو حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہے؟ [کیا اس لیے کہ] تم اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہو؟ اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ اللہ نے تم لوگوں کے لیے اپنی قسموں کی پابندی سے نکلنے کا طریقہ مقرر کر دیا ہے۔ اللہ تمہارا مولیٰ ہے، اور وہی علیم و حکیم ہے۔ [اور یہ معاملہ بھی قابل توجہ ہے کہ] نبی نے ایک بات اپنی ایک بیوی سے راز میں کہی تھی پھر جب اُس بیوی نے [کسی اور پر] وہ راز ظاہر کر دیا، اور اللہ نے نبی کو اس [افشائے راز] کی اطلاع دے دی، تو نبی نے اس پر کسی حد تک [اُس بیوی کو] خبردار کیا اور کسی حد تک اس سے درگزر کیا۔ پھر جب نبی نے اسے [افشائے راز کی] یہ بات بتائی تو اس نے پوچھا آپ کو اس کی کس نے خبر دی؟ نبی نے کہا، "مجھے اُس نے خبر دی جو سب کچھ جانتا ہے اور خوب با خبر ہے"۔ اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرتی ہو [تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے] کیونکہ تمہارے دل سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں، اور اگر نبی کے مقابلہ میں تم نے باہم جھگڑے کی تو جان رکھو کہ اللہ اُس کا ولی ہے اور اس کے بعد جبریل اور تمام صالح اہل ایمان اور سب ملائکہ اس کے ساتھی اور مددگار ہیں۔ بعید نہیں کہ اگر نبی تم سب بیویوں کو طلاق دیدے تو اللہ اسے ایسی بیویاں تمہارے بدلے میں عطا فرمادے جو تم سے بہتر ہوں، سچی مسلمان، با ایمان، اطاعت گزار، توبہ گزار، عبادت گزار، اور روزہ دار، خواہ شوہر دیدہ ہوں یا باکرہ"۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اُس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے جس پر نہایت تند خواہ سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے جو کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔) اُس وقت کہا جائے گا کہ (اے کافرو، آج معذرتیں پیش نہ کرو، تمہیں تو ویسا ہی بدلہ دیا جا رہا ہے

جیسے تم عمل کر رہے تھے۔ [از مولانا مودودی]

ملاحظہ فرمائیں،،،، بے ربط اور غیر متعلق جملے،،،،، نبی کریم پر اپنی بیویوں کی خوشنودی کی خاطر حلال کو حرام کرنے کا الزام،،،،، نبی کریم پر تعدد ازواج کا الزام،،،،، اللہ تعالیٰ پر قسموں کی پابندی سے گریز کا طریقہ متعارف کرنے کا الزام،،،،، نبی کے انتہائی پرائیویٹ گھریلو معاملات کی تشہیر،،،،، نبی کی بیویوں کو۔۔۔۔۔ جو امت کی مائیں قرار دی گئیں۔۔۔۔۔ طلاق کی دھمکی دینا،،،،، بیویوں کے خلاف ایسا محاذ قائم کرنا جس میں وہ ایک طرف ہوں اور ان کے خلاف اللہ، جبریل نامی فرشتوں کا سردار، اور دیگر تمام مومنین دوسری جانب،،،،، اور آخر میں نبی کو "شوہر دیدہ اور کنواری" نئی بیویوں کی پیش کش، جن میں تمام خوبیاں موجود ہوں گی۔ یعنی نبی کی موجودہ بیویاں، یعنی امت کی مائیں جن کے نام بھی تحریر کیے جاتے ہیں، ان خوبیوں سے محروم تھیں؟؟؟؟؟ استغفر اللہ علی ذلک۔

کیا یہی ہے ہمارے دین کی اساس جس کی ہمیں سبق آموز تعلیم و تلقین کی جارہی ہے؟ آپ اتفاق کریں گے کہ ترجمہ بیہودہ اور لغویات سے بھرا پڑا ہے اور اسے دنیا کی کسی بھی دانشمند قوم کے سامنے تحلیل و تحقیق کے لیے پیش نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ ایسی عبارت تو تمام دنیا سے چھپا لیے جانے کا تقاضا کرتی ہے تاکہ مسلمانوں کے اللہ اور نبی کریم کا ایسا "لاجواب کردار" پیش کرنے پر مضحکہ نہ اڑایا جائے۔

پس سوال کے جواب میں اب پیش خدمت ہے جدید ترین کاوش، اس یقین کے ساتھ کہ اسے علم و عقل والہامی ہدایت کی ہر کسوٹی پر جانچا جاسکتا ہے اور جدید دنیا کے سامنے پیش بھی کیا جاسکتا ہے۔

سورۃ تحریم سے آیات اسے 7 کا قرین عقل ترجمہ: [۵۱-۶۶]

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (۱) قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ (۲)

اے نبی تم ایسے امور / فیصلوں سے کیوں خود کو منع کر لیتے ہو جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے جائز قرار دیا ہے صرف اس بنا پر کہ تم اپنے حلیف یونٹوں کی خوشی اور رضامندی چاہتے ہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ مغفرت، تحفظ اور رحمتیں عطا کرنے والا ہے، لیکن اللہ نے تم پر تمہارے عہد و پیمان کا پورا کرنا بھی فرض قرار دیا ہوا ہے۔ اور اللہ ہی تمہارا ولی نعمت اور سرپرست ہے کیونکہ وہ ان سب معاملات کا علم اور ان کی حکمت کو جاننے والا ہے۔

وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَفَ بَعْضُهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَاكَ هَذَا ۚ قَالَ نَبَأَنِي الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ (۳)

اور جب نبی نے اپنی کچھ حلیف جماعتوں کو راز کی بات بتا کر اعتماد میں لیا تھا اور بعد ازاں جب اس پارٹی نے اس راز کی خبر کھول دی، تو اللہ نے اس کی اس حرکت کو نبی پر ظاہر کر دیا اور نبی نے اس میں سے کچھ کے بارے میں انہیں خبردار کر دیا اور کچھ سے درگزر کیا۔ پس جب اس جماعت کو اس افشائے راز سے آگاہ کیا گیا تو انہوں نے الٹا یہ سوال کرنے کی جرات کی کہ آپ کو یہ کس نے بتایا۔ اس پر نبی نے فرمایا کہ مجھے اُس سب کچھ جاننے والے باخبر نے سب بتا دیا ہے۔

إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ۚ وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۚ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ (۴)

اور کہا کہ اگر تم دونوں پارٹیاں اس خطا پر اللہ سے توبہ کر لیتے ہو تو اس سے ثابت ہو جائیگا کہ تمہارے دل بہتری کی جانب جھکاؤ رکھتے ہیں۔ لیکن اگر تم نے اس ضمن میں نبی کی منشاء پر غالب آنے کی کوشش کی تو جان لو کہ درحقیقت وہ اللہ کی ذات پاک ہے جو نبی کا آقا و مددگار ہے اور اسی طرح قرآن اور صالح مومنین بھی اور یہی نہیں بلکہ مخصوص مقتدر قوتیں بھی اس کی حمایتی اور مددگار ہیں۔

عَسَىٰ رَبُّهُ إِن طَلَفَكَ أَنَّ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنكَ مُّسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِيَّاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيَّابَاتٍ وَأَبْكَارًا (۵)

اگر وہ تمہیں خود سے علیحدہ کر دے / اپنی سرپرستی سے نکال باہر کرے،، تو بعید نہیں کہ اس کا رب تمہارے بدلے اسے تم سے بہتر قسم کی حلیف جماعتیں مہیا کر دے جو سر تسلیم خم کرنے والی ہوں، امن و ایمان قائم کرنے والی ہوں، اطاعت کے جذبے سے سرشار ہوں، توبہ کرنے والی ہوں، تابع فرمان ہوں، جاں نثار ہوں، پاک کردار کی مالک ہوں، اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں سبقت لے جانے والی ہوں۔

(۵) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا فُؤَا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْجِبَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (۶)

اے ایمان والو! اس آگ سے خود بھی بچو اور اپنے لوگوں کو بھی بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور اس کا نفس شعوری ہے، جس پر نہایت سخت گیر اتھارٹی والے لوگ مقرر ہیں جو اللہ کے حکم سے نافرمانی نہیں کرتے اور جیسا کہا جائے بجالاتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۚ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (۷)

اور اے وہ جو حقیقت کو چھپاتے رہے ہو، موجودہ وقت میں کوئی عذر پیش مت کرو، کیونکہ بالآخر تمہیں اسی کا صلہ ملنے والا ہے جو کچھ تم کرتے رہے ہو۔

متن میں سے چند اہم الفاظ کے معنی مستمد لغات سے:-

Siin-Ra-Ra سر: سر = glad/delight/happiness/joy/rejoice. sarra - to speak secretly, divulge a secret, manifest a secret. secret, heart, conscience, marriage, origin, choice part, mystery, in private, to conceal/reveal/manifest. sarir - couch/throne.

Sad-Gh-Ya: صغ: to incline, lean, bend, bow, pay attention, give ear, hearken, listen.

Za-ha-Ra ظہر = to appear, become distinct/clear/open/manifest, come out, ascend/mount, get the better of, know, distinguish, be obvious, go forth, enter the noon, neglect, have the upper hand over, wound on the back.

zahara - to help/back/support in the sense of collaboration.

zihar - was a practice of the pre-Islamic days of the Arabs by which the wife was kept in suspense,

sometimes for the whole of her life having neither the position of a wife nor that of a divorced woman free to marry elsewhere. The word *zihar* is derived from *zahr* meaning back.

:سایحات siyahat – travel/journey/ tour. saihun – devotee, wandering, one who fasts, one who holds himself back from doing or saying or thinking evil.

Ba-Kaf-Ra = بک ر؛ البکارات: Beginning of the day, first part of the day, early morning, between daybreak and sunrise

Possessing the quality of applying oneself early, or in hastening

Performing something at the commencement of it, or doing something early

Before it's time, preceding or took precedence

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 45
قرآن میں جبرائیل اور میکائیل کسے کہا گیا ہے؟
من گھڑت روایتی تفاسیر کی مواد کا بطلان

پیش لفظ

مذہب کی توہماتی دنیا میں جبرائیل اور میکائیل کے مشہور نام روایتی طور پر ان دو بڑے فرشتوں کے نام مانے جاتے ہیں جو مالک کائنات کی خدمات بجا لانے کے لیے مقرر کردہ ہیں۔ یہ دونوں فرشتے کائناتی اقتدار کے مالک کے دربار میں حاضر رہتے ہیں اور وہ الہامی تفویض کردہ مہمات سرانجام دیتے ہیں جو ان کے ذمے لگائی جاتی ہیں۔ قرآن حکیم میں لفظ جبرائیل کا حوالہ تین آیات کریمہ میں دیا گیا ہے جہاں سے اس کے حقیقی معنی کو مسخ کر کے اسے روایتی طور پر ایک مافوق الفطرت مخلوق بنا دیا گیا ہے جسے اللہ تعالیٰ کی وحی کو اُس ذات پاک کے رُسل تک پہنچانے کا ذریعہ قرار دے دیا گیا ہے۔ جب کہ لفظ میکائیل کا حوالہ قرآن میں صرف ایک مرتبہ دیا گیا ہے جس کی جبرائیل سمیت ترجمانی "اسم علم مذکر" کے طور پر کر دی گئی ہے جو ان فرشتوں کے ناموں کی طرف اشارہ کرتی ہے، جنہیں عربی میں "ملائکۃ" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ تاہم، ہمیں یہ واضح کرنے کی تو زیادہ ضرورت ہی نہیں کہ عربی لفظ "ملائکۃ" کے مادے مل ک کا معنی کسی بھی فرشتے کی قسم کی دیومالائی مخلوق کی نشان دہی نہیں کرتا۔ فلہذا بے بنیاد تعبیر اخذ کرنے کا یہ عمل بجا طور پر ایک تحریف قرار دیا جاسکتا ہے۔

جب کہ جبرائیل کا لفظ واضح طور پر مادے ج ب سے اخذ شدہ ہے، جیسا کہ بہت سی مستند عربی لغات میں اس مادے کی تعبیرات سے علم ہو جاتا ہے، لیکن لفظ "میکال" یقینی طور پر عربی زبان کے کسی مادے سے منسوب و متعلق قرار نہیں دیا گیا۔ اس لیے اس سے قبل کہ ہم ان الفاظ کے ضمن میں اپنا تازہ علمی و عقلی ترجمہ کرنے کی جانب آگے بڑھیں، ہم پہلے قدم کے طور پر مختلف ماخذات سے ان کی تعبیرات کا مختصر سا جائزہ لے لیتے ہیں۔ ثانیاً، قارئین کو تقابل کی آسانی فراہم کرنے کے لیے یہ بھی قابلِ ترجیح ہو گا کہ ہم ان تینوں متعلقہ آیات کا مروجہ روایتی ترجمہ بھی کاپی / پیسٹ کر دیں جہاں یہ نام مختلف تناظر میں مندرج نظر آتے ہیں۔

تو آئیے پہلے دیکھتے ہیں کہ یہ الفاظ مختلف ماخذات میں روایتی انداز میں کس طرح تعبیر کیے جاتے رہے ہیں:-

ویکی پیڈیا

یہ نام سب سے قبل عبرانی بائبل کی گنتی کی کتاب میں [13:13] سامنے آیا جہاں مائیکل کا بیٹا سیٹھور ان 12 جاسوسوں میں سے ایک قرار دیا گیا جنہیں ارضِ کنعان میں بھیجا گیا تھا۔

مائیکل نامی بڑا فرشتہ کتابِ دانیال [12:1] میں مذکور ہے؛ اور اسلامی قرآن میں بھی بطور میکال۔ اسے رومن کیتھولک چرچ میں، انتھوپین تہا وید و چرچ میں اور ایسٹرن آر تھوڈوکس چرچ میں ایک ولی بھی مانا جاتا ہے [ایک ایسی ہستی جو مخصوص تقدس کی حامل ہو]۔ رومن کیتھولک چرچ کے ہاں 29 ستمبر ایک تین بڑے فرشتوں کے لیے ایک تہوار کا دن ہے، جن کے نام مائیکل، گبریل اور رافیل ہیں۔ آر تھوڈوکس چرچ کے ہاں 8 نومبر اس تہوار کا دن

ہے جس میں بڑے فرشتوں مائیکل اور جبریل کی یاد منائی جاتی ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ تمام فرشتوں کی جمعیت کی یاد بھی منائی جاتی ہے۔ جب کہ ہر مذہبی رسومات کے حامل ہفتے کا سوموار کاروانہی غیر مادی طاقتوں کی یاد کے لیے مخصوص ہے۔

مستند عربی لغات

Jiim-Ba-Ra جبر = *To reduce from a fractured state, or restore from a state of poverty to sufficiency. Set or reduced from a fractured state. "A poor man being likened to one who has a broken bone and his restoration to wealth being likened to the setting of the bone." Compell, constrain, incite, urge, or induce another [against his will]. Addition of something for the purpose of reparation [in computation]. Self-magnification, pride, haughtiness, insolence, bold, audacious, inordinate, tyrannical, overbearing, extravagant. A king. "There has been no prophetic office but a kingly office has succeeded in its place through someone's self-magnification, pride, haughtiness, or insolence." Slave, servant. No retaliation or expiatory mulct exacted [for a thing/person]. Tall, above the reach of the hand, ascend [the palm tree that grows tall for the cutting of its fruit], and retaining excellence.*

“Jibreel جبریل: It is a compound word made up of *Jabr* and *il*, and means a brave person of God or a servant of Allah. *Jabr* in Hebrew is *Gebar* which means a servant and *il* means Allah, Mighty, Powerful. According to Ibn-e-Abbas, the other name of *Jibril* is *Abd Allah* (the Servant of Allah (Jarir). The word *ail* or *il* occurs in many combinations, as *Isma'il*, which means *God has heard*. In Arabic, the word *Jabar* means mending a broken thing, giving a poor man so liberally as to make him well off and a brave person. The word *ail* or *il* is either derived from the Arabic word *Allah* or from the root *ala* the act. Part. from which is *ail* meaning controller or ruler. Thus the angel Gabriel is so called because he is the servant of Allah, he is the strong and brave servant of Allah, he looks after the repairing or reformation of the universe, he bestows Allah's bounties on the universe and is the liberal giver. Gabriel being the chief among the angels (Manthur) and was therefore selected by Allah to be the bearer of the Quranic revelation. Another name of Gabriel is *Ruh al-Qudus روح القدس* (Spirit of the Holiness). The Holy Quran says: The Spirit of Holiness has brought.....”

“Mikaal میکال: Michael, One of the chief angels and considered to be associated chiefly with the work of sustaining the world. The word is considered as being a combination of *Mik میک* and *al ال*, which

means who is like God. میکال (2:98). (Bukhari: Ibn Kathir; Muhtasib by Ibn Jinni; Jewish Encyl. T; L.)”

درج بالا تفصیل پر کافی غور و خوض کے بعد، اور دیومالائی جزئیات کو علیحدہ رکھتے ہوئے، ہم نہایت باوثوق طریقے سے جن نتائج تک پہنچتے ہیں، وہ کچھ اس طرح سامنے آتے ہیں:-

[1] جبرائیل لسانی اعتبار سے ایک ایسی علامت کے طور پر سامنے آتا ہے "جو ایک طاقتور ذات یا الہامی ذریعہ ہے جو کچلی ہوئی انسانیت کی غربت اور بد حالی سے اصلاح، بحالی اور بلندی کی طرف لے جانے کی تحریک دیتا اور اس پر اصرار کرتا ہے۔" جبرائیل کی یہ حتمی تعبیر قرآنی نظریے پر کامل طور پر فٹ ہوتی معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ نظریہ اپنی روح اور اصل میں انسانوں کی اکثریت کی آزادی، اصلاح اور بحالی کا ضابطہ ہے۔ فلہذا، دیومالائی اور افسانوی جزئیات کو ایک طرف رکھتے ہوئے، جبرائیل عقلی بنیاد پر قرآنی ضابطے کی تعبیر پر پورا اترتا ہے۔ عدو یعنی دشمنی کا موضوع جو متعلقہ آیات میں ظاہر کیا گیا ہے، وہ بھی اس نتیجے کی تائید کرتا ہے کیونکہ وقت کی استحصالی قوتیں قرآن ہی کے فلاحی ضابطے کے خلاف دشمنی رکھتی تھیں کیونکہ وہ ان کی مروجہ ظلم و بربریت کی پالیسیوں کی ضد تھا۔ ویسے بھی اگر جبرائیل کو فرشتوں کا سردار مان لیا جائے، تو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ جاتی ہے کہ بھلا کون فرشتے جیسی مافوق الفطرت قوتیں رکھنے والی ہستی کے ساتھ دشمنی مول لے سکتا ہے۔ اس لیے یہ دشمنی کا عنصر بھی اشارہ دیتا ہے کہ یہ تو قرآنی ضابطہ ہی تھا جو وقت کے فرعونوں کی دشمنی کا ہدف بن سکتا تھا۔ اور آخر میں یہ حقیقت کہ یہ لفظ کسی بھی فرشتے یا رسول کے معنی میں نہیں آ سکتا کیونکہ قرآنی متون میں اسے ملائکہ کی ذیل میں بیان ہی نہیں کیا گیا؛ یہ لفظ ہمیشہ ملائکہ سے بالکل علیحدہ درجہ بندی میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ نکتہ ہم آخر میں آنے والے عقلیت پر مبنی ترجمے میں باسانی دیکھ لیں گے۔

[2] میکال۔ یہ لفظ عربی زبان میں کسی واضح لسانی مادے [Root] کا حامل نہیں ہے، اور اس کا عبرانی مادہ ایک ایسی ہستی کا معنی دیتا ہے "جو خدا کی مانند ہے اور انسانیت کو سامانِ نشوونما کی فراہمی کا ضامن ہے۔" لہذا ہمیں نہایت احتیاط کے ساتھ اس لفظ میکال کا اردو مرادف تلاش کرنا ہے جو ایسی خصوصیات کا حامل ہو جو اس کے درج بالا مادے میں تعبیر کی گئی ہیں، اور جو نہایت موزوں انداز میں قرآن کے متعلقہ متن میں فٹ بیٹھ جائے۔ کیونکہ میکال کا معنی "اللہ کی مانند" ہے، جو کہ "ہدایت دینے والا اور پرورش کرنے والا" ہے، اس لیے یہ تعبیر بھی قرآنی ضابطے ہی پر فٹ بیٹھ جاتی ہے۔ قرآن بھی انسانیت کی ہدایت ہے اور بلا معاوضہ سامانِ پرورش کی فراہمی کی راہ سمجھاتا ہے۔ سب سے زیادہ موضوع سے متعلق نکتہ یہاں بھی اسی دشمنی کا ہے جو رسالت مآب کے دشمن آپ سے اور آپ کے لائے ہوئے قرآنی ضابطے کے خلاف رکھتے تھے، فرشتوں کے خلاف نہیں۔ متعلقہ آیات کا موضوع بھی دشمنی ہی ہے اور یہ سمجھنے کے لیے کسی بقراط کی ضرورت نہیں ہے کہ دشمنانِ اسلام بے پناہ مافوق الفطرت طاقتیں رکھنے والے فرشتوں کے سرداروں کے ساتھ دشمنیاں نہیں رکھ سکتے تھے۔ ان کی مخالفتوں کا واحد ہدف قرآن کا فلاحی ضابطہ ہدایت تھا جو ان کے ظالمانہ تسلط کے لیے ایک بڑا خطرہ تھا۔

ہمارے موضوع کی اصل حقیقت اور نچوڑ پر گرفت کر لینے کے بعد، آئیے اب دیکھیں کہ قرآن کی متعلقہ آیات کا موزوں ترین، انتہائی باضابطہ، قانونی اور ملاوٹ سے پاک عقلی، علمی اور ادبی ترجمہ کس رنگ میں ہمارے سامنے آتا ہے اور کس طرح ہماری حیات پر اثر انداز ہوتا ہے۔ نیز یہ بھی دیکھتے ہیں کہ یہ جدید ترین ترجمہ کس طرح عربستان کی کچلی ہوئی غریب اور محروم انسانیت کی آزادی کے لیے ہمارے پیارے نبی کی عظیم تحریک کے تناظر میں کس خوبصورتی کے ساتھ فٹ بیٹھ جاتا ہے۔ موازنے اور تقابل کے لیے مروجہ روایتی غیر معقول ترجمہ بھی ساتھ ساتھ دے دیا گیا ہے۔

آیت 2/97:

1. قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ (البقرة: 97)

[روایتی ترجمہ]

"ان سے کہو کہ جو کوئی جبریل سے عداوت رکھتا ہو، اسے معلوم ہونا چاہیے کہ جبریل نے اللہ کے اذن سے یہ قرآن تمہارے قلب پر نازل کیا ہے، جو پہلے آئی ہوئی کتابوں کی تصدیق و تائید کرتا ہے اور ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور کامیابی کی بشارت بن کر آیا ہے۔"

جدید ترین عقلی و علمی ترجمہ

"انہیں بتادو کہ جو بھی قرآنی ضابطے [جبریل] کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے وہ یہ جان لے کہ یہ ضابطہ درحقیقت [فائزہ] تمہارے قلب پر اللہ ہی کے قوانین [بِإِذْنِ اللَّهِ] کو لے کر نازل ہوا ہے [نَزَّلَهُ]، اور ما قبل سے سامنے موجود صحائف کی تصدیق بھی کرتا ہے اور ایک مستقل ہدایت اور ایمان والوں کے لیے خوشخبری کی حیثیت رکھتا ہے۔"

آیت 2/98:

1. مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ (البقرة: 98)

[روایتی ترجمہ]

"[اگر جبریل سے ان کی عداوت کا سبب یہی ہے، تو کہہ دو کہ] جو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کے دشمن ہیں، اللہ ان کافروں کا دشمن ہے۔"

جدید ترین عقلی و علمی ترجمہ

"جو کوئی بھی خدا کے خلاف، اور اس کی قوت اور اختیار [مَلَائِكَتِهِ] کے خلاف، اس کے رسولوں کے خلاف [رُسُلِهِ]، اور قرآنی ضابطے [جبریل] کے خلاف اور اس ضابطے کے پرورش عامہ اور راہنمائی کے کردار [مِيكَالَ] کے خلاف توہین آمیز رویہ [عَدُوًّا] رکھتا ہے، وہ یہ جان لے کہ اللہ ایسے تمام لوگوں کا دشمن ہے جو سچائی کو جانتے بوجھتے ہوئے جھٹلاتے ہیں۔"

آیت 4/66:

3- إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ (التحریم: 4)

[روایتی ترجمہ]

"اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرتی ہو (توبہ تمہارے لیے بہتر ہے) کیونکہ تمہارے دل سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں، اور اگر نبی کے مقابلہ میں تم نے باہم جھگڑہ بندی کی تو جان رکھو کہ اللہ اُس کا مولیٰ ہے اور اُس کے بعد جبریل اور تمام صالح اہل ایمان اور سب ملائکہ اس کے ساتھی اور مددگار ہیں۔"

جدید ترین عقلی و علمی ترجمہ

"اگر تم دونوں پارٹیاں اللہ کی جانب مغفرت کے لیے رجوع کرتی ہو [إِنْ تَتُوبَا] تو اس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ تمہارے قلوب اصلاح کی طرف مائل

ہیں [فَقَدْ صَعَّتْ قُلُوبُنَا]؛ لیکن اگر تم دونوں رسول کے اختیار پر اپنی آواز بلند کرتے ہو [تَظَاهَرَا عَلَيْهِ]، تو جان لو کہ درحقیقت اس کا سر پرست و مددگار نہ صرف اللہ تعالیٰ ہے بلکہ قرآنی ضابطہ [جبریل] اور تمام راست باز مومنین اور دیگر مقتدر قوتیں بھی [وَالْمَلَائِكَةُ] اس کی مددگار ہیں۔"

درج بالا تینوں تراجم میں آپ نوٹ کریں گے کہ ملائکہ کا ذکر علیحدہ سے کیا گیا ہے، رسولوں کا ذکر علیحدہ سے کیا گیا ہے، اور جبریل اور میکال کا ذکر ملائکہ اور رُسل سے بالکل علیحدہ کیا گیا ہے۔ اس واضح حقیقت سے بھی یہ آسانی سے ثابت ہو جاتا ہے کہ جبریل اور میکال ملائکہ یا اللہ کے رُسل میں سے نہیں ہیں۔ فلہذا جبریل اور میکال کو فرشتوں یا اللہ کے رسولوں کی حیثیت سے تعبیر کرنے کے لیے کوئی ٹھوس بنیادیں موجود نہیں ہیں۔

ماضی کی تمام تر تاریخ کے دوران ہمیں دیومالائی افسانوں اور توہمات کی جانب گمراہ کیا جاتا رہا ہے۔ یہ گمراہی کا سامان مسلمان کہلانے والے اموی غاصب حکمرانوں کا ورثہ ہے جو فی الحقیقت سرمایہ پرست، ظالم اور غلام ساز سردار تھے اور ہمارے پیارے رسول پاک کی تحریک آزادی سے شکست کھانے کے کچھ ہی عرصے کے بعد دوبارہ برسر اقتدار آنے اور پوری سلطنت کی زمام کار اپنے ہاتھ میں لینے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 46
چاروں قُل کہلانے والی سورتیں 109، 112، 113، 114 کے
جدید علمی و عقلی تراجم

موضوعاتی تراجم کے جاری کام کے علاوہ بھی، جو کہ مکمل اور خود مکتفی اقتساط کے ایک سلسلے کے تحت سرانجام دیا جا رہا ہے، جس میں ہر قسط ایک مخصوص قرآنی موضوع کے ساتھ اس کی نہایت و اکمال کے ہمراہ نبرد آزما ہوتی ہے، اس عاجز سے مستقل فرمائش کی جاتی ہے کہ قرآن کے مختلف جزوی متون اور متفرق سورتوں پر تحقیق کی جائے اور ان کا نیا سیر حاصل متعلقہ ترجمہ پیش کیا جائے۔ اگرچہ میرے موقر قارئین کی جانب سے ایسے مطالبات میرے معمول کے طریق کار سے ایک قسم کے انحراف کا باعث بنتے ہیں، پھر بھی میرے قارئین کے ساتھ میرا گہرا فکری تعلق مجھے مجبور کرتا ہے کہ میں ان کے مطالبات کسی حد تک پورے کروں۔ پس آنے والی تراجم کی اقتساط میں آپ قرآن کی مقابلتا چھوٹی سورتوں کے جدید ترین عقلی اور علمی تراجم دیکھ سکیں گے۔ ذیل میں بھی آپ "چاروں قُل کہلانے والی قرآن کی چار آخری آیات کے نئے تراجم دیکھیں گے جو آج کے ترقی یافتہ علم اور قرآن میں خالص عقلیت و بصیرت رکھنے والی فکر کی روشنی میں کیے گئے ہیں۔

تمام دستیاب روایتی اور غیر روایتی تراجم میں آپ سورۃ الکافرون [109] کے حوالے سے لفظ کافر کا غلط ترجمہ مندرج پائیں گے جو بے ایمان یا ایمان نہ رکھنے والے کے مترادف ہو گا۔ اس لفظ کے مادے ک ف ر کی یہ تعریف بالکل غیر مستند ہے۔ اسی کی مانند متعدد بار استعمال کیا ہوا لفظ "اعبد" یا "عابد" بھی غلط طور پر تعریف کیا گیا ہے، یعنی پرستش، یا پرستش کرنے والا۔ جب کہ لفظ ع ب د ایک وسیع معانی رکھنے والا مادہ ہے اور اس وسیع معانی میں سے صرف "پرستش" کا انتخاب کر لینا ایک خواہش پرستانہ انتخاب ہے جو براہ راست قرآن کے نظریے اور روح کے خلاف جاتا ہے۔ قرآن اپنے تمام متون میں کہیں بھی کسی قسم کی پرستش یا پرستش کی رسومات تجویز نہیں کرتا۔ نہایت مستند لغات میں اس لفظ کے مکمل معانی کچھ اس طرح دیے گئے ہیں:-

د ع ب د - Ayn-Ba-Dal = serve, worship, adore, venerate, accept the impression of a thing, obey with submissiveness or humility, approve, apply, devote, obedience, slave, keep to inseparably, subdue, assemble together, enslave.

درج بالا کی گئی وضاحتوں کے مطابق ایک نہایت معنی خیز جدید ترجمہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو قارئین کے تجزیے کے لیے روایتی ترجمے کے ایک نمونے کے ساتھ پیش خدمت ہے:-

سورۃ الکافرون - 109

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ (۱) لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ (۲) وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ (۳) وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُمْ (۴) وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ (۵) لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ (۶)

روایتی ترجمہ

"کہہ دو کہ اے کافرو میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی عبادت تم کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔ اور

نہ میں اُن کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی عبادت تم نے کی ہے۔ اور نہ تم اُس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔ تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین۔" [مودودی]

جدید ترین علمی و عقلی ترجمہ

ترجمہ: "اے نبی کھلا اعلان فرمادیجئے [قل] کہ: "اے لوگوں جو جانتے بوجھتے ہوئے بھی حقیقت کی پردہ پوشی کرنے [اکافرون] پر تلے ہوئے ہو، میں ہر گز اس شیطانی نظام کو منظور نہیں کر سکتا جس کی تم پیروی کرتے ہو؛ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم بھی اُس نظام کے آگے نہیں جھکو گے جسے میں نافذ کرنے کا پورا ارادہ رکھتا ہوں۔ میں نے پہلے بھی کبھی یہ ارادہ نہیں کیا کہ اُس نظام کے آگے سر تسلیم خم کر دوں جس کی تم ماضی سے اب تک پیروی کرتے رہے ہو۔ اور نہ ہی تم سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ تم اس نظام کے سامنے جھک جاؤ گے جس کی میں پیروی کرتا ہوں۔ فلہذا، تمہیں تمہارا طرز زندگی مبارک ہو، جب کہ میں اپنے طرز زندگی پر مضبوطی سے عمل پیرا ہوں۔" اور اب ذیل میں ملاحظہ فرمائیں "قل" کے فعل امر سے شروع ہونے والی بقایا تین سورتوں کا عقلی و علمی ترجمہ۔

سورۃ الاخلاص-112

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (۱) اللَّهُ الصَّمَدُ (۲) لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (۳) وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ (۴)

روایتی ترجمے کا ایک نمونہ

"کہو، وہ اللہ ہے، یکتا۔ اللہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد۔ اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔" [مودودی]

جدید ترین علمی و عقلی ترجمہ

"اے نبی کھل کر اعلان فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسا وجود ہے جو اپنے آپ میں خود مختار، منفرد اور اپنی ذات میں بالکل یگانہ خصوصیات کا حامل ہے [احد]۔ اللہ تعالیٰ ہیئتگی رکھنے والا اور تمام تخلیق کا واحد اور حقیقی ماخذ و منبع و ذریعہ ہے [الصمد]۔ وہ نہ ہی اپنی ذات سے کسی کو جنم دیتا ہے اور نہ ہی اسے کسی ذات نے جنم دیا ہے۔ اور اُس یگانہ وجود کا کسی بھی موجود شے سے موازنہ نہیں کیا جاسکتا۔"

سورۃ الفلق-113

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (۱) مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (۲) وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ (۳) وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ (۴) وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ (۵)

روایتی ترجمہ

"کہو، میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے رب کی۔ ہر اُس چیز کے شر سے جو اُس نے پیدا کی ہے۔ اور رات کی تاریکی کے شر سے جب کہ وہ چھا جائے۔ اور گروہوں میں پھونکنے والوں (یا دالیوں) کے شر سے۔ اور حاسد کے شر سے جب کہ وہ حسد کرے۔" [مودودی]

جدید ترین علمی و عقلی ترجمہ

"اے نبی کھل کر اعلان فرمادیجئے کہ "میں تو اُس ذات کی پناہ مانگتا ہوں جو تمام تخلیق کے لیے سامانِ زیست فراہم کرنے والا ہے [رب الفلق]، اُس شر کے اندیشے سے جو مخلوق میں سے کچھ کی جانب سے پیدا کیا جا رہا ہے، اور اُس وقت سے بھی جب اس شر کے اندھیروں نے پھیل کر اپنا تسلط جمالیا ہو، نیز

اُس شر سے بھی جو خفیہ شیطانی گٹھ جوڑ کرنے والوں کی جانب سے پیدا کیا جا رہا ہو، اور اس شر سے بھی جو حاسدوں کے حسد پر اتر آنے سے پیدا ہو رہا ہو۔"

درج بالا سورت میں موجود اہم الفاظ کے مستند معانی بھی حوالے کے لیے ذیل میں پیش کیے جا رہے ہیں:-

Ayn-Waw-Thal عوذ = to seek or take protection, refuge, be next, the bone (flesh). Ma'aadh - a refuge, Ma'aadh Allaah - I seek refuge with Allaah, God forbid, Allaah be my refuge. 'Udhtu (prf. 1st. sing.): I sought refuge/ protection.

A'uudhu (imp. 1st. sing.): I seek refuge.

Ya'uudhuuna (imp. 3rd. m. pl.): they seek refuge.

U'iidh (imp. 1st. sing. vb. IV): I seek refuge for, do commend (to your) protection.

Ista'idh (prt. m. sing. vb. 10): seek refuge!

Ma'aadhun (pis. pic.): refuge.

Fa-Lam-Qaf فلق = it became split/ cleft/ cloven/ cracked, divided it lengthwise, fissure, longitudinal division, daybreak/ dawn, uttered/ performed what was admirable/ wonderful, to strive/ exert, become big/ bulky/ fat/ plump, whole creation, all beings/ things that are created, a piece/ fragment broken off, the cleaver.

Shiin-Ra-Ra شرر = to do evil, be ill natured, wicked. yashirru/ yasharru - to find fault, defame.

sharrun (pl. asharr) - evil, bad, wicked, vicious ones. It is notable that sharrun is an exceptional form of relative adjective while the measure for relative in Arabic is afa'la. shararun (pl. ashraar) - sparks of fire.

Gh-Siin-Qaf غسق = darkness, the night; become obscure, shed tears, poured water; ice-cold darkness, intense coldness; watery/ thick purulent matter that flows or drips, dark/ murky/ cold fluid.

Waw-Qaf-Ba وقب = to set, come upon, overspread, disappear (sun or moon), enter.

Nun-Fa-Tha نفث = to whisper (evil suggestions), below designed, occult endeavours, suggest a thing into the heart, inspire or whisper into the mind, puff/ blow without spitting (e.g. blowing on knots), eject from the mouth, enchanting.

Ayn-Qaf-Dal ع ق د = to tie in a knot, make a knot, strike a bargain, contract, make a compact, enter into an obligation, bind, judgement, consideration of one's affairs, management, promise of obedience or vow of allegiance. 'aqadat (prf. 3rd. f. sing.): she made a covenant, ratified agreements.

سورة الناس-114

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿١﴾ مَلِكِ النَّاسِ ﴿٢﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ﴿٣﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ﴿٤﴾ الَّذِي يُّوسْوِسُ فِي صُدُوْرِ النَّاسِ ﴿٥﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿٦﴾

روایتی ترجمہ

"کہو، میں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے رب، انسانوں کے بادشاہ، انسانوں کے حقیقی معبود کی، اُس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو بار بار پلٹ کر آتا ہے؛ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے؛ خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔" [مودودی]

جدید ترین علمی و عقلی ترجمہ

"اے نبی کھلا اعلان کر دیجیے کہ "میں پناہ مانگتا ہوں پوری انسانیت کے سامانِ زیست فراہم کرنے والے کی، تمام انسانیت کے آقا و مالک کی، تمام انسانیت کے خود مختار حکمران کی، چھپی ہوئی سازشوں [وسواس الخناس] کے اُس شر سے جو انسانوں کے سینوں میں حرص اور وسوسے ڈال دیتا ہے، اور جو چھپے ہوئے طاقتور کرداروں کی جانب [من الجنتہ] سے اور عام انسانوں کے ذریعے سے پھیلا یا جاتا ہے۔"

درج بالا سورۃ میں مندرج اہم الفاظ کے ڈبل چیک کے لیے مستند لغات سے معانی:-

Kh-Nun-Siin خ ن س = To retreat/recede/drawback, retire or hold back, lag behind, shrink and hide/withdraw oneself, remain behind a company of people (as opposed to going with them [syn. takhallafa]), sneak something away (so as not to be seen), keep one back, place one behind or after, contract/draw together or make to contract/draw together.

Waw-Siin-Waw-Siin و س و س = to whisper evil, make evil suggestions, prompt false things.

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 47
شہر بابل کے دو فرشتوں ہاروت و ماروت کا افسانہ
جدید علمی و عقلی تراجم

قرآن کی روایتی تفاسیر اور ان کے تابع کیے جانے والے تراجم جن کا دنیا کی مارکیٹوں اور لائبریریوں میں ڈھیر موجود پایا جاتا ہے، کے مطابق سورۃ البقرۃ کی آیت نمبری 2/102 میں دو ایسے فرشتوں کا ذکر خیر کیا گیا ہے جن کے نام ہاروت اور ماروت تھے اور جو حضرت سلیمان کی حکومت کے دوران بابل کے تاریخی شہر میں رہتے تھے۔ وہ مذکورہ طور پر لوگوں کو جادو کا فن سکھایا کرتے تھے جس کے بارے میں یہ کہا جاتا تھا کہ اس کے ذریعے آدمیوں اور ان کی بیویوں کے درمیان اختلافات پیدا ہو جاتے تھے۔ تمام تر متعلقہ متواتر مسلم تحریروں میں یہ نظریہ متفقہ طور پر قائم ہے کہ وہ دونوں فرشتے کھلے طور پر اعتراف کرتے تھے کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں اور لوگ "کفر میں مبتلا" نہ ہوں، یا اس علم کے ذریعے جو ہم سکھاتے ہیں سچائی کو چھپانے کا رویہ اختیار نہ کریں۔ لیکن جو بات سمجھ میں نہیں آتی وہ یہ ہے کہ لوگ اس کے باوجود بھی ان کے پاس وہ جادو سیکھنے جاتے تھے جو یقینی طور پر ان کی خانگی زندگیوں کے لیے ضرر رساں تھا۔

آخر وہ دونوں فرشتے اس عجیب انداز کا شرانگیز علم کیوں سکھایا کرتے تھے، کسی بھی متعلقہ ترجمے میں جو ہمیں وراثت میں ملے ہیں ہمیں اس سوال کا کوئی جواب نہیں ملتا۔ وہ کون سا "کفر" تھا جس کا الزام حضرت سلیمان پر لگایا گیا تھا، اس کی بھی کوئی وضاحت ہماری تفاسیر اور ان کے تابع تراجم میں نہیں کی گئی۔ اگر جادو قدیم زمانے میں ایک باوثوق علم تھا، جیسا کہ قرآن سے استنباط کیا جاتا ہے، تو آخر باقی علوم کی مانند اس علم کو بھی ترقی دے کر آج کے ارتقا یافتہ دور میں ایک مکمل سائنس کے قالب میں کیوں نہ ڈھال لیا گیا؟ اس کا بھی ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ تاہم ہماری تفاسیر خارج از قرآن کہانیوں سے بھری پڑی ہیں جو اس ظاہری طور پر فضول اور مبہم نظریے کا کچھ جواز دینے کی ایک کوشش ہے جو ہماری اس زیر تحقیق آیت مبارکہ سے بالعموم اخذ کیا جاتا رہا ہے۔ مذہبی معاملات میں استخراجی منطق کا استعمال ایک معمول کی مانند اتنا زیادہ غالب ہے کہ معاملے کے دونوں مرکزی قضایہ کی معروضی مادی حقیقتوں کو جاننے کے لیے کسی بھی نئے متبادل اور قرین عقل ترجمے کی کبھی کوشش ہی نہیں کی گئی۔ یاد رہے کہ وہ مرکزی مدعے یا قضایہ "کفر" اور "سحر" ہیں۔

ویکی پیڈیا [Wikipedia] میں مختلف ماخذات سے حاصل کردہ اُس مواد کا ایک خلاصہ تحریر کیا گیا ہے جو دونوں فرشتوں کے اس غیر متوازن رویے کا نکلوانا پیش کرنے کے لیے دیا گیا ہے۔ بجائے اس کے کہ اُن ماخذات کے بے شمار اوراق کو چھاننا جائے، قیمتی وقت کو بچانے کی خاطر اس خلاصے کو قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا جاتا ہے تاکہ موجودہ صورتِ احوال گوش گزار کر دی جائے۔

Quote from WIKIPEDIA

“The 14th century scholar Ibn Kathir interpreted the story of Harut and Marut and goes into depth about what exactly the angels had taught to the people of magic in his book, ‘Stories of the Qur'an’:

Narrated Al-'Ufi in his interpretation on the authority of Ibn 'Abbas (May Allah be pleased with him) pertaining to Allah's Statement {They followed what the Shayatin (devils) gave out (falsely of the magic) in the lifetime of Sulaiman (Solomon). Sulaiman did not disbelieve, but the Shayatin (devils) disbelieved, teaching men magic and such things that came down at Babylon to the two angels, Harut and Marut but neither of these two (angels) taught anyone (such things) till they had said, "We are only for trial, so disbelieve not (by learning this magic from us)."}...} When Sulaiman lost his kingdom, great numbers from among mankind and the jinn renegaded and followed their lusts. But, when Allah restored to Sulaiman his kingdom and the renegade came to follow the Straight Path once again, Sulaiman seized their holy scriptures which he buried underneath his throne. Shortly after, Sulaiman (Peace be upon him) died. In no time, the men and the Jinn uncovered the buried scriptures and said: This was a book revealed by Allah to Sulaiman who hide it from us. They took it as their religion and Allah the Almighty revealed His Saying: {And when there came to them a Messenger from Allah confirming what was with them, a party of those who were given the Scripture threw away the Book of Allah behind their backs as if they did not know!}. (Al-Baqarah, 101) and they followed what the devils gave out, i.e. musical instruments, play and all that blocks the remembrance of Allah.^[5]

Critics about Harut and Marut

Some Islamic exegetes prefer to view Harut and Marut as ordinary men, than actual angels, who learned magic from devils, since their legend cannot be certainly attributed to Muhammed.

According to Muslim scholar Ansar Al-'Adl, many interpretations of the verse originate from alleged Judeo-Christian sources that came to be recorded in some works of Quranic exegesis, called Tafsir. Numerous stories have been transmitted about these verses, yet all center around the same basic story:

Abdullah Yusuf Ali, noted translator of the Qur'an into English, asserts that the source of this story may be the Jewish Midrash:

Among the Jewish traditions in the Midrash was a story of two angels who asked Allah's permission to come down to earth but succumbed to temptation, and were hung up by their feet at Babylon for punishment. Such stories about sinning angels who were cast down to punishment were believed in by the early Christians, also (see II Peter 2:4, and Epistle of Jude, verse 6).

کیونکہ مندرجہ بالا سطور کے مطالعے سے بھی اس واقعہ کا کوئی قرین عقل نتیجہ سامنے نہیں آتا، اس لیے ہم خود کو یہ تسلیم کر لینے پر مجبور پاتے ہیں کہ زیر تحقیق آیت کو بھی، بقایا قرآن کے ساتھ ساتھ، بگاڑ اور ملاوٹ کا ہدف بنایا گیا ہے، تاکہ اس کی معنی خیز حقیقت کو غلط استنباط اور غلط ترجمہ کے ذریعے نظروں سے غائب کر دیا جائے۔ تو پھر آئیے ہم خود اس معاملے کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہیں اور اپنے انتہائی قرین عقل انداز میں ایک بلا واسطہ، نہایت منضبط اور قانونی ترجمہ کرتے ہوئے متعلقہ آیت کا اب تک چھپایا گیا الہامی بیان اور اس کی حقیقت دریافت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آیت نمبر 2/100:

ترجمہ:

آیت نمبر 2/102-103

66

روایتی ترجمہ:

"۔۔۔۔۔ اور لگے اُن چیزوں کی پیروی کرنے، جو شیاطین، سلیمان کی سلطنت کا نام لے کر پیش کیا کرتے تھے، حالانکہ سلیمان نے کبھی کفر نہیں کیا، کفر کے مرتکب تو وہ شیاطین تھے جو لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے وہ پیچھے پڑے اُس چیز کے جو بابل میں دو فرشتوں، ہاروت وماروت پر نازل کی گئی تھی، حالانکہ وہ (فرشتے) جب بھی کسی کو اس کی تعلیم دیتے تھے، تو پہلے صاف طور پر متنبہ کر دیا کرتے تھے کہ "دیکھ، ہم محض ایک آزمائش ہیں، تو کفر میں مبتلا نہ ہو" پھر بھی یہ لوگ اُن سے وہ چیز سیکھتے تھے، جس سے شوہر اور بیوی میں جدائی ڈال دیں ظاہر تھا کہ اذن الہی کے بغیر وہ اس ذریعے سے کسی کو بھی ضرر نہ پہنچا سکتے تھے، مگر اس کے باوجود وہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو خود ان کے لیے نفع بخش نہیں، بلکہ نقصان دہ تھی اور انہیں خوب معلوم تھا کہ جو اس چیز کا خریدار بنا، اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں کتنی بری متاع تھی جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا، کاش انہیں معلوم ہوتا! اگر وہ ایمان اور تقویٰ اختیار کرتے، تو اللہ کے ہاں اس کا جو بدلہ ملتا، وہ ان کے لیے زیادہ بہتر تھا، کاش انہیں خبر ہوتی۔

جدید ترین عقلی و علمی ترجمہ

"۔۔۔۔۔ اور وہ اُن چیزوں کی پیروی کرنے لگ گئے جن کا پروپیگنڈا کچھ سرکش لوگ [الشیاطین] حضرت سلیمان کی حکومت کے خلاف کر رہے تھے [عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ]۔ اور یہ حضرت سلیمان نہیں تھے جو ایمان کے راستے سے ہٹ گئے تھے، بلکہ یہ وہ سرکش لوگ [الشیاطین] تھے جو جانتے بوجھتے سچائی کو پوشیدہ کر رہے تھے [فَقَرُّوا]۔ پس اس مقصد کے لیے وہ لوگوں کو دھوکا دہی اور حقیقتوں کو جھوٹ میں بدلنے کے فن [السِّحْر] کی تعلیم دیتے تھے، اور یہ وہی لائن تھی جو بابل شہر میں دو طاقتور لوگوں [المَلَكَيْنِ] کے ذہن میں تیار کی گئی تھی [أُنْزِلَ عَلَىٰ] جو تفرقے [هَارُوتَ] اور قومی وحدت کو پارا پارا کرنے [هَارُوتَ] پر نئے ہوئے تھے۔ اور وہ کسی کو اُس وقت تک اپنی لائن کی ٹریننگ نہیں دیتے تھے [وَمَا يُعَلِّمَانِ] جب تک اپنے ارادے یہ کہ ظاہر نہیں کر دیتے تھے کہ وہ توفیق پیدا کرنے کا مقصد رکھتے ہیں، اور وہ لوگوں سے کہتے تھے کہ تم کو بھی یہ حقیقت چھپانے کی ضرورت نہیں ہے [فَلَا تُكْفِّرْ]۔ پس لوگ ان دونوں سے ایک طاقتور اور مہربان لیڈر [الْمُرءِ] اور اس کے ساتھیوں / پیروکاروں [زُفَجِه] کے درمیان افتراق پیدا کرنے [يُفَرِّقُونِ] کی سیاست سیکھتے تھے۔ تاہم وہ اس روش سے کسی کو ضرر نہیں پہنچا سکتے تھے کیونکہ تمام تبدیلیاں اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قوانین کے تحت ہی [بِإِذْنِ] اللہ پیدا ہوتی ہیں۔ پس وہ ایسا علم حاصل کرتے تھے جو انہی کے مفادات کے خلاف جاتا تھا بجائے اس کے کہ کوئی منفعت پیدا کرتا۔ اور انہوں نے جو سیکھا تھا اس کے ذریعے وہ آخرت کی زندگی میں اپنے لیے کوئی حصہ حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ کیسا بے سود سودا تھا جو انہوں نے اپنے لیے خریدا، کاش کہ وہ جان لیتے۔ اور اگر وہ ایمان مضبوط رکھتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے، اللہ کا انعام ضرور ان کے حق میں باعث خیر ہوتا، کاش کہ وہ یہ بھی جان لیتے۔"

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 48

سورۃ نمبر 86- الطارق

جدید علمی و عقلی تراجم

سورۃ الطارق

یہ نہایت گہرے معانی رکھنے والی سورت ہے۔ انتہائی مختصر فقروں میں صدقِ بے سبب اور نفس الامر کا انکشاف فرما دیا گیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ قرآن عظیم کی چھوٹی سورتیں بالعموم معانی اور حقائق کا ایک سمندر اپنے تئیں سموئے رکھتی ہیں۔ حسبِ روایت اسے بھی گستاخ ہاتھوں کے ذریعے دست برد کا شکار بنایا گیا ہے۔ عمومی ترین معانی کا استعمال کرتے ہوئے اس کے بلند و بالا علمی و ادبی اسلوب کو خاک میں ملا دیا گیا ہے۔ اس حقیقت کی کوئی پرواہ نہیں کی گئی کہ متن کی عبارت نہ تو مربوط رہ گئی اور نہ ہی کسی قسم کا تسلسل قائم رہ سکا۔

ایک ستارے کا مبہم سا ذکر کیا گیا ہے جو انسان کی کسی قسم کی راہنمائی نہیں کرتا۔ اور جو رات کو نمودار ہوتا ہے۔ اور بس۔ رات کو تار بوں کھربوں ستارے نمودار ہوا کرتے ہیں، پس اس ستارے کے نمودار ہونے کا بلا سبب ذکر آخر کیا معنی رکھتا ہے؟ پھر ہر "جان" کے اوپر کسی "نگہبان" کا ذکر ہے،،، کون سا نگہبان،،، کوئی اشارہ نہیں؟ پھر اچانک بغیر سیاق و سباق انسان کے طریق پیدا نش کا ذکر آجاتا ہے۔ ایک بیان سامنے آتا ہے جس کے مطابق وہ پانی جس میں انسانی بیج ہوتا ہے وہ تولیدی عضو اور پسلیوں کے درمیان سے نکلتا ہے؟ یہ ایک انتہائی متنازع بیان ہے اور اسلام اور قرآن دشمن طاقتوں کی شدید نکتہ چینی کا ہدف بنا ہوا ہے۔ پھر آسمان کا ذکر کرتے ہوئے "بارش" کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ جب کہ قرآن کے متن میں بارش کا کوئی ذکر نہیں! اگر اعتراض کیا جائے تو جواب میں کہا جاتا ہے کہ لفظی ترجمے سے بات ہی نہیں بنتی۔ قرآن کا ترجمہ جب بھی کیا جائے گا، ایسا ہی نااہل نتیجہ پیدا ہو گا کیونکہ قرآن کی زبان اتنی گہری ہے کہ اس کا راست ترجمہ کیا ہی نہیں جاسکتا۔ اسے تو صرف تفہیم، تشریح، تفسیر کے ذریعے ہی سمجھایا جاسکتا ہے۔ لیکن اس نااہلیت پر مبنی دعوے کے باوجود، تفاسیر کے ساتھ ساتھ لفظی تراجم کی بھرمار مارکیٹ میں موجود ہے۔ لہذا قارئین سے درخواست ہے کہ پہلے دو عدد بے ربط، تسلسل سے عاری اور غیر عقلی روایتی تراجم دیکھ لیے جائیں، جن سے یہ جاننا ہی مشکل ہو گا کہ کیا اور کس کے بارے میں کہا جا رہا ہے۔ بعد ازاں اس عاجز کی جدید ترین کاوش کو تنقیدی نگاہ سے پرکھا جائے۔ اور پھر یہ فیصلہ کیا جائے کہ آیا واقعی قرآن حکیم کو ایک نہایت راست، منضبط، قانونی، لفظی ترجمے کے ذریعے مکمل ربط، تسلسل اور عقلیت کی بنیاد پر سمجھا اور سمجھایا جاسکتا ہے،،، یا نہیں۔

وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ (۱) وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ (۲) النَّجْمُ الثَّاقِبُ (۳) إِنَّ كُلَّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ (۴) فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ (۵) خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ (۶) يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ (۷) إِنَّهُ عَلَى رَجْعِهِ لَقَادِرٌ (۸) يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ (۹) فَمَا لَهُ مِنْ قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرٍ (۱۰) وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ (۱۱) وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ (۱۲) إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ (۱۳) وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ (۱۴) إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا (۱۵) وَأَكِيدُ كَيْدًا (۱۶) فَمَهْلُ الْكَافِرِينَ أَمْهَلُهُمْ رُوَيْدًا (۱۷)

روایتی ترجمہ نمبر [1]۔ مودودی

قسم ہے آسمان کی اور رات کو نمودار ہونے والے کی۔ اور تم کیا جانو کہ وہ رات کو نمودار ہونے والا کیا ہے؟ چمکتا ہوا تارا۔ کوئی جان ایسی نہیں ہے جس کے اوپر کوئی نگہبان نہ ہو۔ پھر ذرا انسان یہی دیکھ لے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ ایک اچھلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں

کے درمیان سے نکلتا ہے۔ یقیناً وہ (خالق) اُسے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔ جس روز پوشیدہ اسرار کی جانچ پڑتال ہوگی۔ اُس وقت انسان کے پاس نہ خود اپنا کوئی زور ہوگا اور نہ کوئی اس کی مدد کرنے والا ہوگا۔ قسم ہے بارش برسانے والے آسمان کی۔ اور (نباتات اگتے وقت) پھٹ جانے والی زمین کی۔ یہ ایک جچی تلی بات ہے۔ ہنسی مذاق نہیں ہے۔ یہ لوگ چالیں چل رہے ہیں۔ اور میں بھی ایک چال چل رہا ہوں۔ پس چھوڑ دو اے نبیؐ، ان کافروں کو اک ذرا کی ذرا ان کے حال پر چھوڑ دو۔

روایتی ترجمہ نمبر [2]—جالدہری

آسمان اور رات کے وقت آنے والے کی قسم۔ اور تم کو کیا معلوم کہ رات کے وقت آنے والا کیا ہے۔ وہ تارا ہے چمکنے والا۔ کہ کوئی تنفس نہیں جس پر نگہبان مقرر نہیں۔ تو انسان کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کاہے سے پیدا ہوا ہے۔ وہ اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا ہوا ہے۔ جو پیٹھ اور سینے کے بیچ میں سے نکلتا ہے۔ بے شک خدا اس کے اعادے (یعنی پھر پیدا کرنے) پر قادر ہے۔ جس دن دلوں کے بھید جانچے جائیں گے۔ تو انسان کی کچھ پیش نہ چل سکے گی اور نہ کوئی اس کا مددگار ہوگا۔ آسمان کی قسم جو مینہ برساتا ہے۔ اور زمین کی قسم جو پھٹ جاتی ہے۔ کہ یہ کلام (حق کو باطل سے) جدا کرنے والا ہے۔ اور بیہودہ بات نہیں ہے۔ یہ لوگ تو اپنی تدبیروں میں لگ رہے ہیں۔ اور ہم اپنی تدبیر کر رہے ہیں۔ تو تم کافروں کو مہلت دو بس چند روز ہی مہلت دو۔

جدید ترین عقلی، علمی و ادبی ترجمہ

"قسم ہے اس کائنات کی (وَالسَّمَاءِ) اور قسم ہے صحیح راستہ دکھانے والے کی (وَالْأَرْضِ)۔ اور تمہیں کیا اور اک ہے کہ وہ صحیح راستہ دکھانے والی چیز دراصل کیا ہوتی ہے۔ وہ چیز گہرائیوں تک لے جانے والے اور چمکتی ہوئی روشنی دینے والے علم (النَّاطِقِ) کا حصول اور تکمیل (النَّهْم) ہے۔ ہر ذات اور وجود پر علم ہی کے راستے سے تحفظ و نگہبانی (Safeguard حَافِظ) فراہم کر دی گئی ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ اپنے ذریعہ تخلیق [مَخْلُوق] سے ہی بصیرت حاصل کرے [فَلْيَنْظُرْ]۔ کہ وہ کس حیرت انگیز طور پر ایسے پانی سے تخلیق کیا گیا ہے جو قوت سے باہر نکلتا ہے [مَاءٌ دَافِقٌ]۔ خود انسان جسم کے تولیدی عضو—Loins—(الصُّلْبِ) اور پسلیوں کے درمیان واقع جگہ سے خارج ہو کر باہر آتا ہے [يَخْرُجُ]۔ بیشک اسے [إِنَّهُ] اس عمل کو بار بار کرنے کی قدرت بھی دی گئی ہے۔ تاہم اُس آنے والے دور زندگی میں جہاں تمام چھپائے گئے اعمال [السَّرَائِرُ] کو تجزیے کی بھٹی سے گذارا [تُنَبِّئُ] جائیگا، تو اُس وقت انسان کے پاس نہ کوئی طاقت ہوگی اور نہ کوئی مددگار۔ اور اس کائنات کی قسم جس نے ایک دن واپس لپیٹ دیا جانا ہے (ذَاتِ الرَّشْحِ)۔۔۔ اور اس زمین کی قسم جس نے پھٹ کر ٹکڑے ہو جانا ہے (ذَاتِ الصَّدْعِ)، جو حقیقت ابھی بیان کی گئی وہ ایک حتمی اور فیصلہ کن پیش گوئی کی حیثیت رکھتی ہے [قَوْلُ فَضْلٍ]۔ اس لیے اسے ہرگز کوئی بے کار مذاق باور نہ کیا جائے [وَمَا هُوَ بِأَنْهَزِلَ]۔ بیشک یہ لوگ اپنی چالیں چلنے میں مگن ہیں۔ لیکن میں بھی اپنی تدبیر کرنے والا ہوں۔ تاہم ایسا کرو کہ ان کو جو جانتے بوجھتے حقیقت کا انکار کر رہے ہیں، ابھی کچھ مہلت دے دو [فَمَهْلٍ]۔ میں بھی انہیں کچھ اور مہلت دیتا ہوں۔"

یہاں قرآنی طالب علموں اور ریسرچرز کے لیے چار اہم نکات نوٹ کرنے ضروری ہیں:-

۱۔ السماء کا معنی آسمان لینا کوئی بنیاد نہیں رکھتا کیونکہ کسی آسمان کا وجود ثابت نہیں ہے، بلکہ ہر جانب خلا ہی خلا ہے۔ السماء دراصل کائنات ہے اور سموات وہ خلائی اجسام ہیں [celestial bodies] جو یا کائنات میں اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔

۲۔ ہمارے اساتذہ میں سے ایک محترم نے ارض و سما کو کائنات کی بلندیوں اور پستیوں سے تعبیر کیا ہے۔ یہ تصور بھی بالکل غلط ہے کیونکہ کائنات

میں نہ کوئی بلندی ہے اور نہ پستی۔ یہاں تو کھربوں کی تعداد میں گول شکل کے کرے ہیں جو اپنے محور اور مدار کے گرد گھوم رہے ہیں۔ جہاں تمام حرکت مداروں اور محوروں کے گرد گول گول گھومنے پر مبنی ہو وہاں بلندی اور پستی کا تصور محال ہے۔ کائنات کی عظیم وسعتوں میں نہ کچھ اوپر ہے اور نہ کچھ نیچے

۳۔ اوپر آیت نمبر ۸ میں [إِنَّهُ عَلَى رَجْعِهِ لَقَادِرٌ] انہ میں 'ہ کی ضمیر کو اللہ تعالیٰ سے منسوب کر دیا گیا ہے جو عربی زبان کے اصولوں کی سخت خلاف ورزی ہے۔ عربی زبان میں ہر ضمیر اپنے مرجع کی جانب پلٹتی ہے اور یہ مرجع متن میں دو فقرے قبل موجود ہے، یعنی "انسان"۔ ضمیر کا مرجع دو فقرے قبل بھی اور دس فقرے قبل بھی ہو سکتا ہے اور پڑھنے والے کو اسے تلاش کر کے ضمیر کو اسی سے منسوب کرنا ہوتا ہے۔ یہ بالکل واضح ہے کہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی اپنا نام درج نہیں کیا ہے۔

۴۔ آیت نمبر 7 میں "یخرج" میں واحد غائب مذکر کی ضمیر "انسان" کے لیے استعمال ہوئی ہے جو دو آیات قبل موجود ہے۔ اسے جان بوجھ کر "ماء" کے لیے استعمال کرتے ہوئے قرآن کے ایک راست فرمان میں ابہام پیدا کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ انسان ہی ہے جو خاص اُس جگہ سے خارج ہو کر باہر نکلتا ہے جسے ماں کا رحم کہا جاتا ہے اور جو قرآن کے بیان کے بالکل مطابق عین "تولیدی عضو اور پسلیوں کے درمیان" واقع ہوتا ہے۔

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 49

داستانِ حضرت سلیمان اور ملکہ سبا

جدید علمی و عقلی ترجمہ

تمہید

قرآن میں مذکور دیگر تاریخی واقعات کی مانند قصہ حضرت سلیمان اور ملکہ سبا کو بھی خفیہ مفادات کے تحت دیوالیائی انداز میں رنگ دیا گیا تھا اور سابقہ 1400 سالوں میں بڑے بڑے نابغہ روزگار علماء اس تاریخی واقعے کی تفسیر، تشریح و ترجمہ لکیر کا فقیر بننے ہوئے اسی گھسے پٹے انداز میں کرتے رہے جس کے مطابق ابتدائی اموی دور میں بدیہی کی اساس پر اولین مفسرین کے ذریعے کروایا گیا تھا۔ یہ اولین مفسرین سب کے سب "بھاڑے کے ٹٹو" یعنی کرایے پر مستعار لیے گئے چھپے ہوئے عرب یہودی علمائے پہلے پہل تو دربارِ اموی سے جاری کردہ ان تفسیر کی اولین جزئیات کو عوام پر تلوار کے زور پر جبر کے ساتھ مسلط کیا جاتا رہا۔ ثانیاً، چند ہی دہائیاں بعد، ایک فطری تقاضے کے مطابق، یہی الف لیلوی داستانیں رواج پا کر عین دین کی شکل اختیار کر گئیں اور نسل در نسل وراثت میں منتقل ہوتی اُسی بنیادی شکل میں ہم تک پہنچادی گئیں۔ ہماری موجودہ نسل کے محققین پر بھی ابن الوقت علماء، خود غرض سرمایہ دار حکمران، اور تقلید کی ماری ہوئی جمہور امت کا شدید دباؤ موجود ہے کہ قرآن کی موجودہ "مقدس" تعبیرات کو ہرگز تجزیے و تحلیل کے عمل سے نہ گذارا جائے۔ لیکن سینکڑوں سال کے شعوری ارتقاء کا تقاضہ ہے کہ حماقتوں کے اس گڑھ کا بھانڈا اب پھوڑ دیا جائے تاکہ دنیا کی پسماندہ ترین مسلمان کہلانے والی آبادی کو بھی ترقی یافتہ اقوام کی مانند آزاد اور شعوری سوچ کا مالک بنایا جاسکے۔

مروجہ تفاسیر و تراجم کی رو سے اس قصے میں حضرت سلیمان کو ماورائی قوتوں کا مالک بتایا جاتا ہے۔ ان کی عملداری اور محکومیت میں انسانوں کے علاوہ جنوں اور پرندوں کے لشکر بتائے جاتے ہیں۔ وہ نہ صرف پرندوں کی زبان جانتے تھے بلکہ چوہنیوں کی آپس کی گفت و شنید بھی جان لیا کرتے تھے۔ ان کے ماتحت پرندوں میں کوئی ہدھد نامی "پرندہ" بھی تھا جو جاسوسی کی خدمات پر مامور تھا۔ اور ان کے ماتحتوں میں ایسے جنات موجود تھے جو یمن کی ملکہ سبا کا "تختِ شاہی" اُس کے دربار سے اُٹھا کر چشمِ زدن میں حضرت سلیمان کے دربار میں حاضر کر سکتے تھے۔ اُن کے "محل میں شیشے کے بنے ہوئے ایسے فرش" تھے کہ ملکہ سبا کو وہاں داخلے پر وہ پانی سے بھرے تالاب معلوم ہوئے اور انہیں اپنے لباس کو "بھگینے سے بچانے" کے لیے پنڈلیوں سے اونچا کرنا پڑا۔ پھر یہ کہ حضرت سلیمان کا ہواؤں پر بھی راج تھا جو ان کے کہنے پر صبح و شام چلتی تھیں اور ہر ایک پہر میں ایک ماہ کے سفر کا فاصلہ طے کر لیتی تھیں۔ آپ کی وفات پر آپ کو ایک "عصا" کے سہارے کھڑا کر دیا گیا تھا اور آپ کے ماتحت جنوں کی قوم کو اُس وقت تک آپ کی موت کا علم نہ ہو سکا جب تک کہ اُس عصا کی لکڑی کو جس کے سہارے آپ کو کھڑا کیا گیا تھا، "زمین کے کیڑوں" نے نہ "کھالیا" اور آپ کا جسدِ خاکی زمین پر نہ گر پڑا۔

آئیے قرآن کے انتہائی ترقی یافتہ اور قرین عقل، مبنی بر نصیحت و ہدایت، متن کی سطور کو 1400 سال بعد پہلی مرتبہ ان خرافات سے پاک کرنے کی انتہائی مخلصانہ کوشش کرتے ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ اس جدید ترین علمی و شعوری ترجمے کو روایاتی ترجمے سے موازنہ کرتے ہوئے پڑھا جائے۔

اس ترجمے کے ہر پیرا گراف کے بعد اُس پیرا گراف میں موجود اُن تمام مشکل الفاظ کا، جن کا انتہائی واہیات عمومی اور بازاری ترجمہ کرتے ہوئے قرآنی تعبیرات کو بگاڑنے کی مذموم مہم سرانجام دی گئی تھی، دنیا کی مستند ترین عربی لغات سے ان کے معانی کی تمام تر وسعت کے ساتھ ترجمہ کر دیا گیا ہے

، تاکہ قارئین کو فوری حوالہ جات دستیاب ہو جائیں اور ڈبل چیک کی سہولت میسر آجائے۔

سورة النمل [27] آیات 15-18

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا ۖ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَى كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ (۱۵) وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ ۖ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَّمْنَا مَنَظِقَ الطَّيْرِ وَأَوْتَيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۖ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ (۱۶) وَخُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ (۱۷) حَتَّىٰ إِذَا أَتَوْا عَلَىٰ وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَتَسْعَرُونَ (۱۸)

ترجمہ: "اور ہم نے داود اور سلیمان کو علم بخشا اور وہ دونوں کہتے تھے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت عطا کی۔ اور پھر سلیمان داود کے قائم مقام ہوئے اور انہوں نے اعلان کیا کہ لوگوں، ہمیں چھلانگ لگا کر آگے بڑھنے اور سب سے زیادہ بلند مقام پر پہنچ جانے کی عقل [مَنْظِقِ الطَّيْرِ] تعلیم کی گئی ہے [عَلَّمْنَا]، جس کے باعث ہمیں سب کچھ عنایت کر دیا گیا ہے۔ بے شک یہ ایک بڑی واضح برتری ہے۔ سلیمان کے لیے وحشی خانہ بدوشوں [الْجِنِّ] اور مہذب انسانوں [الْإِنسِ] پر مشتمل فوج تیار کی گئی تھی جن کے ساتھ برقی رفتار کے ساتھ جھپٹنے والا دستہ [وَالطَّيْرِ] بھی تھا، پس یہ سب نظم کے ساتھ صفوں میں پیش قدمی کرتے تھے [يُوزَعُونَ]۔ ایک مرتبہ جب یہ ایک ایسی وادی میں داخل ہوئے جو وادی النمل کہلاتی تھی، تو ان کی ایک عورت نے پکارا: "اے نمل کے لوگو، اپنے اپنے گھروں میں داخل ہو جاو ایسا نہ ہو کہ تم سلیمان اور اس کے لشکر کے نیچے کچل ڈالے جاؤ اور انہیں معلوم تک نہ ہو۔"

Waw-Zay-Ayn **يُوزَعُونَ** = to keep pace, rouse, grant, inspire, set in ranks according to the battle order.

Yuuz'a'uuna (pip. 3rd. m. pl.): well arranged ranks/ columns.

Auz'i (prt. m. sing.): rouse, inspire, grant, respite.

ط ي ر = Tay-Ya-Ra = flew, hasten to it, outstripped, become foremost, fled, love, become attached, famous, conceive, scatter/ disperse, fortune.

Nun-Miim-Lam **النمل** = to slander, disclose a thing maliciously, backbiting, climb. Ant. namil - clever man. Name of a valley situated between Jibrin and Asqalaan a town on the seacoast 12 miles to the north of Gaza, in Sinai and namlah is the name of a tribe living in this valley. anaamil - fingers. See full explanation from Lexicons:-

”.....Jibrin and Asqalan a town on the seacoast 12 miles to the north of Gaza in Sinai, and Namlah **نملة** is the name of a tribe living in this valley. Naml means a clever man. The name Namlah is also given to a child in whose hand an ant is laced at his birth because it was considered that such a child would be wise and intelligent. The Namlites are a tribe. Qamoos says under the word Barq, Abriqah is one of the springs of the valley of Namlah, so the word An-Namlah does not mean a valley full of ants as

is sometimes misunderstood but a valley where the tribe named Naml lived. In Arabia it was not an uncommon practice that the tribes were named after animals and beasts such as Banu Asad (the tribe of lions), Banu Kalb (the tribe of dogs). Moreover the words Udkhilu (ادخلو) and Masakinakum (مساكنكم) in the Verse 27/18 lends powerful support to the view that Naml was a tribe since the former verb is used only for rational beings and the latter expression (your habitations) also has been used in the Holy Quran exclusively for human habitations (29:38; 32:26). Thus Namleh means a person of the tribe of Al-Naml – a Namlite.”

آیات نمبر 27/19-22

فَتَبَسَّ ضَاحِكًا مِّن قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَذِلِّلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ﴿١٩﴾ وَتَقَفَّ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدُودَ أَمْ كَانِ مِنَ الْغَائِبِينَ ﴿٢٠﴾ لَا عَذْبَةَ فَاكِهَةٍ وَلَا لَذَّةً لَّحْنًا وَلَا دُبُحَّةً أَوْ لَيَأْتِيَنِي بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ لَحُظْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِن سَبَإٍ بَنَبًا يَقِينٍ ﴿٢٢﴾

ترجمہ: "تو وہ اس کی بات سن اللہ کے احترام اور خوف کی کیفیت میں [ضاحکاً] مسکرا دیے اور کہنے لگے کہ اے پروردگار! مجھے توفیق عطا فرما کہ جو احسان تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں ان کا شکر کروں اور ایسے اصلاحی کام کروں کہ تو ان سے رضامند ہو جائے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل فرمالے۔ انہوں نے برق رفتار دستے کو غیر موجود پایا [وَتَقَفَّ الطَّيْرَ] تو ان میں سے ایک کے بارے میں کہنے لگے کیا سبب ہے کہ ہُدُود نظر نہیں آتا [ہُدُود ایک علامتی لقب ہے ان کے ایک خاص تربیت یافتہ کارندے کے لیے]۔ کیا وہ بھی غائب ہو گیا ہے؟ میں اسے سخت سزا دوں گا یا خود سے دُور کر دوں گا یا وہ میرے سامنے غیر حاضری کا جواز پیش کرے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ہُدُود آ موجود ہوا اور کہنے لگا کہ ایک ایسی چیز میرے علم کے احاطے میں آئی ہے جس کی آپ کو خبر نہیں۔ اور میں آپ کے پاس مملکتِ سب سے ایک سچی خبر لے کر آیا ہوں"

Fa-Qaf-Dal = to loose, want, miss, be depressed of. tafaqqada – to review, make an inquisition into, search out things lost or missed.

ha-Dal-ha-Dal = to coo (as a dove), grumble (as a camel), dandle (as a child), throw (a thing down).

haddadun – murmuring sound. hadaahid – patience. hudhud – bird, hoopoe upupa, lapwing, peewit.

آیات نمبر 27/23-28

إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٢٤﴾ أَلَا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿٢٥﴾ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿٢٦﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٢٧﴾ أَذْهَبَ بِكِتَابِي هَذَا فَأَلْقَاهُ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّى عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾

ترجمہ: "میں نے ایک عورت دیکھی کہ ان لوگوں پر بادشاہت کرتی ہے اور ہر چیز اسے میسر ہے اور وہ ایک بڑے اقتدار کی مالک ہے [عَرْشٌ عَظِيمٌ]۔ میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم خدا کو چھوڑ کر طاقت اور شان و شوکت کے پجاری ہیں [يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ] اور ان کی حیوانی خواہشات نے [الشَّيْطَانُ] ان

آیات نمبر 27/29-35

آیات 27/36-41

74

لائق بھی ہوں۔ ایک اور شخص جسکے پاس کتاب الہی کا علم تھا کہنے لگا کہ میں آپ کے اس سردار [ظرف] کے آپ کے پاس پلٹنے سے قبل [قُبْلَ اَنْ يَتَرَكَ الْكِتَابَ] اسے آپ کے پاس حاضر کئے دیتا ہوں [آئیک بہ]۔ جب بالآخر سلیمان نے خیمے کو اپنے پاس نصب کیا ہوا دیکھا [رَاَهُ مُسْتَقَرًّا] تو کہا کہ یہ میرے پروردگار کا فضل ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا کفرانِ نعت کرتا ہوں۔ اور جو شکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا پروردگار خود مختار و بے نیاز اور کرم کرنے والا ہے۔ سلیمان نے کہا کہ تم سب ملکہ کے سامنے اس کے خیمے کے بارے میں کچھ نہ جاننے کا اظہار کرنا [تَكْذُّرًا] تاکہ ہم دیکھیں کہ اس واقعے سے اس نے سبق حاصل کیا ہے [اَتُحْتَدِرُ]، یادہ ان لوگوں میں سے ہے جو معاملہ فہمی نہیں رکھتے۔"

Ayn-Ra-Shiin عرش = to construct/build, make trellis (for grape-wine), a booth or shed or tent, make a vine-stalk, roof, raise (a house or structure), settle. 'arshun - throne, harbour, pavillion, roof, power, dominion, sovereignty.

Ayn-Fa-Ra عفریت = to roll on earth, hide in the dust, roll in the dust, soil with dust, roast. ifrun & afirun - wicked, mischievous. afarun - wheat boiled without grease. ufratun - intenseness of heat. ifrit (pl. afarit) - cunning, who exceeds the bounds, one evil in disposition, wicked, malignant, stalwart, audacious, who is of large stature, one strong and powerful, sharp, vigorous and effective in an affair, exceeding ordinary bounds therein with intelligence and sagacity, chief who wields great authority.

Ra-Dal-Dal یرتد = to send back, turn back, reject, refuse, repel, revert, restore, give back, refer, give again, take again, repeat, retrace, return to original state, reciprocate, reply. maraddun - place where one returns. mardud - restored, averted. irtadda (vb. 8) - to return, turn again, be rendered. taradda (vb. 5) - to be agitated, move to and fro.

Tay-Ra-Fa طرف = attack the extremity of the enemy's lines, chose a thing, extremity, edge, lateral/adjacent/outward part, side, border, end, newly acquired, proximity, fringes. leaders/thinkers/scholars, best of the fruits.

Look from outer angle of eye, twinkle in eye, putting eyelids in motion, looking, glance, blinking, raise/open eyes, hurt the eye and make it water.

descend from an ancient family, noble man in respect of ancestry.

آیات نمبر 27/42-44

فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَرْشُكِ ۖ قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ ۚ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ﴿٤٢﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنَ دُونِ اللَّهِ ۖ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ ﴿٤٣﴾ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۖ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ

عَنْ سَاقِيهَا قَالَ إِنَّهُ صَرَخَ مُمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيرَ ۖ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ (٤٤)

ترجمہ: جب وہ آپہنچی تو پوچھا گیا کہ کیا آپ کا سفری خیمہ بھی اسی طرح کا ہے [اَہ۔ کذا عَزَّوَجَلَّ]؟ اس نے کہا کہ یہ تو ہو بہو ہی ہے اور ہم کو پہلے ہی اس واقعے کے بارے میں جانکاری دے دی گئی تھی [وَأُوتِينَا الْعِلْمَ] اور ہم نے فرمانبرداری اختیار کر لی تھی [وَكُنَّا مُسْلِمِينَ]۔ دراصل وہ اللہ کو چھوڑ کر جس مشرب کی پیروی کرتی تھی اس نے اسے سیدھی راہ سے روکا ہوا تھا۔ اس لیے کہ وہ حق سے انکار کرنے والوں کی قوم سے تعلق رکھتی تھی۔ اس سے کہا گیا کہ وہ خالص سچائی تک پہنچنے کے لیے پاکیزگی قلب و ذہن کے عمل میں داخل ہو جائے [ادْخُلِي الصَّرْحَ]۔ جب اس نے اس ضابطے پر غور کیا [رَأَيْنَهُ] تو اسے محسوس ہوا کہ یہ تو علم کا گہرا بحر ذخار ہے [الحجۃ]۔ وہ حیران ہو گئی لیکن پھر مشکلات سے نبرد آزما ہونے کے لیے تیار ہو گئی [وَكَشَفْتُ عَنْ سَاقِيهَا]۔ سلیمان نے کہا کہ بیشک یہ سچائی علم الیقین کا مخزن اور مظہر ہے [صَرَخَ] اور اس کی مضبوطی سے متعین اقدار اور اہداف [قَوَارِيرَ] نے اسے سمجھنا آسان [مُمرَّدٌ] بنا دیا ہے۔ یہ بات سمجھنے پر وہ پکار اُٹھی کہ اے پروردگار میں نے اب تک خود کو اندھیروں میں رکھا، لیکن اب میں سلیمان کی معیت میں اللہ رب العالمین پر ایمان لے آئی ہوں۔"

Sad-Ra-Ha الصرح = pure, unmingled, genuine, clear, truth, without ambiguity; to make manifest, exposed, revealed, explain, clarify. sarhun – palace, high tower, lofty structure, castle

Miim-Ra-Dal مُمرَّد = To make a thing smooth, To seep or soak bread (or corn) in water, to crumble or soften, rub a thing in water, make a thing soft, to polish a thing, to be beardless or without facial hair (youth or young man), exalt oneself, to be insolent and audacious/bold, excessively proud or corrupt, extravagant in acts of wrongdoing and disobedience, to be accustomed/habituated/inured to a thing, care not for a thing, be destitute of good, to strip or peel a thing, lofty or high, to be brisk/lively/sprightly. marada vb. (1)

Qaf-Ra-Ra قَوَارِيرَ = to be or become cool, remain quiet, be steadfast, be firm, refresh, be stable, be firm, receive satisfy, affirm, agree, settle, last. qarar – stability, a fixed or secure place, depository, place ahead. qurratun – coolness, delight. aqarra (vb. 4) – to confirm, cause to rest or remain. istaqarra (vb. 10) – to remain firm. mustaqirrun – that which remains firmly fixed or confirmed, in hiding, is lasting, which certainly comes to pass, which is settled in its being/goal/purpose. mustaqar – firmly fixed/established, sojourn, abode. qurratun – coolness, refreshment, source of joy and comfort. qawarir (pl. of qaruratun) – glasses, crystals.

= Lam-Jiim-Jiim لَجِبَ = To exceed the limit, persist obstinately, persevere, insist upon a thing, be querulous, continue in opposition/contention/litigation/wrangling.

Main sea or body of water, fathomless deep sea, great expanse of sea of which the limits cannot be

seen, great & confused.

Fluctuating, come and go repeatedly, stammer/ stutter in speech, confused noise/ voices.

The side of a valley/ shore/ sea, mirror/ silver, sword, rugged part of a mountain.

Siin-Waw-Qaf **وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا** = to drive/ impel/ urge. yusaquna - they are driven or led. saiqun - driver. suq (pl. aswaq) - market, stem, leg, kashafat an saqaiha (27:44) is a well known Arabic idiom meaning to become prepared to meet the difficulty or to become perturbed/ perplexed or taken aback, the literal meaning is "she uncovered and bared her shanks". yukshafu an saqin (68:42) means there is severe affliction and the truth laid here, it is indicative of a grievous and terrible calamity and difficulty. masaq - the act of driving.

آیات نمبر 34/12-14 [سورۃ ساء]

وَلَسْلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوها شَهْرٌ وَرَوَّاحُها شَهْرٌ ۖ وَأَسْلَنَّا لَهُ عَيْنَ الْقَطْرِ ۖ وَمِنَ الْجِنِّ مَن يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۖ وَمَن يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿١٢﴾ يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَّحَارِبٍ وَتَمَثَّلُونَ لَكُمُ الْجَوَابِ وَقُدُورٌ رَّاسِيَاتٌ ۖ اعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا ۖ وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ﴿١٣﴾ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ ۖ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَن لَّو كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ﴿١٤﴾

ترجمہ: "اور سلیمان کی حکومت [سُلَیْمَانَ] فیاضی اور فلاح و احسان کے کاموں میں سبقت لے جانے والی تھی [الرِّيحَ]۔ یہ صفات اس کی صبحوں [غُدُوها]، دوپہروں اور شاموں [رَوَّاحُها] کی کیفیات سے واضح طور پر ظاہر [شَهْرٌ] ہو جاتی تھیں۔ ہم نے ایک پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ [عَيْنَ الْقَطْرِ] بھی سلیمان کے استعمال کے لیے جاری کر دیا تھا۔ اور وحشی خانہ بدوش قبائل میں سے کچھ کو [وَمِنَ الْجِنِّ] ہم نے سلیمان کے لیے سخت کام کرنے کا تابع کر دیا تھا جو وہ اپنے نگران کی ہدایات کے مطابق کرتے تھے [بِإِذْنِ رَبِّهِ] اور ان میں جو بھی ہماری مقرر کردہ حدود کو فراموش کرتا تھا، ہم اسے سخت سزا کا مزہ چکھاتے تھے۔ [12] وہ جو چاہتے یہ ان کے لئے بناتے تھے جن میں قلعے اور دیگر تعمیراتی ڈھانچے اور (بڑے بڑے) لگن جیسے تالاب، اور ایسی دہلیزیں شامل تھیں جو ایک ہی جگہ نصب رہیں۔ انہیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ اے داؤد کی قوم، محنت سے کام کرو جو کہ سود مند اور نتائج کا حامل ہو کیونکہ میرے بندوں میں بہت تھوڑے ہیں جن کی کوششیں مطلوبہ نتائج پیدا کرتی ہیں [13]۔

پھر جب ہمارے قانون کے مطابق سلیمان کے لیے موت کا وقت آگیا تو پھر بھی کوئی ایسی تبدیلی نہیں آئی تھی جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ فوت ہو چکے ہیں، سوائے اس کے کہ خود غرض اور مادہ پرست انسانوں [دَابَّةُ الْأَرْضِ] نے آہستہ آہستہ اس کی حکومت کی طاقت اور عروج [مِنسَأَتَهُ] کو نگل لیا [تَأْكُلُ]۔ جب وہ زوال کی نذر ہو کر زمین پر گر گئی [فَلَمَّا خَرَّ] تو تب ان تابعدار وحشی قبائل پر انکشاف ہوا [تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ] کہ اگر وہ آنے والی حقیقت کو جان لیتے [يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ] تو وہ اپنی باعث شرم غلامی کے عذاب میں اب تک مبتلا نہ رہتے۔ [14]"

Ruhun / Reehun- : Affected with alacrity, cheerfulness, briskness, liveliness, or sprightliness, disposing one to promptness in acts of kindness or beneficence: said of a generous man. He inclined to, and loved, kindness or beneficence. Soul, spirit, vital principle, breath which a man breathes

and pervades his whole body. Inspiration or divine revelation [since it is like the vital principle is to the body and quickens man].

Ra-Waw-Ha رها = *Raha* - To go or do a thing at evening. Violently windy; good or pleasant wind. Become cool or pleasant [by means of the wind]. Become brisk, lively sprightly, active, agile, or quick [as though one felt the wind and was refreshed by it].

Rawahun - he went, journeyed, worked, or did a thing in the evening [or any time of the night or day], or in the afternoon (declining of the sun from its meridian until night).

Ruhun - Soul, spirit, vital principle, breath which a man breathes and pervades his whole body. Inspiration or divine revelation [since it is like the vital principle is to the body and quickens man]. rawaahun (v. n.) - blowing in the afternoon, evening journey.

Gh-Dal-Waw غدو = early part of morning, morrow, morning, time between the prayer of daybreak and sunrise, first part of the day

Shiin-ha-Ra شها = make it notable/known/manifest/public/infamous (in a bad or good sense), hire/contract for a month, stay a month, month old, month, new moon, moon, full moon, any evil thing that exposes its author to disgrace, a vice/fault or the like, big & bulky, reputable/ eminent.

Siin-Ya-Lam سلا = to flow, sailun - brook, torrent, flood, water course.

Qaf-Tay-Ra قطر = to drop, drip (liquid). taqattara - to fall on the side. taqatara - to walk side by side. aqtar (pl. of qutrun) - sides, regions. qitran - molten copper, liquid pitch.

Dal-Lam-Lam دلل = To show, point out, indicate, direct, point at, guide, delude, discover, lead.

Dal-Ba-Ba دابة الارض = to go gently, crawl/creep/walk, hit, expine, flow, throw.

Whatsoever moves on earth especially beasts of burden, quadraped, beast, moving creature, insect, creature on earth, materialistic person whose endeavors are wholly directed to the acquisition of worldly riches and material comforts and who has fallen on the pleasures of this world with all his might and main.

Nun-Siin-Hamza/Alif نسا = staff/stick, ruling power and glory.

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 50
حضرت موسیٰ کا سمندر کو دو حصوں میں تقسیم کرنا
جدید ترین علمی و عقلی ترجمہ

تمہید

بائبل کی کتاب خروج کے مطابق حضرت موسیٰ نے اپنا عصا سامنے کیا اور اللہ تعالیٰ نے بحیرہ احمر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اسرائیلیوں نے سامنے آنے والی خشک زمین پر چلتے ہوئے سمندر کو پار کر لیا۔ ان کا پیچھا مصری فوج نے کیا۔ لیکن جب اسرائیلیوں نے سمندر کو پار کیا تو حضرت موسیٰ نے دوبارہ اپنے عصا کو حرکت دی اور سمندر دوبارہ جڑ کر ایک ہو گیا جس سے تمام مصری فوج ڈوب گئی۔ اس ہی سے مماثلت رکھتا ہوا ایک تذکرہ قرآنی آیات سے بھی اخذ کیا جاتا ہے جو ہماری تمام روایات اور تفاسیر میں موجود ہے اور جسے جدید ترین لسانی اور لغوی ریسرچ کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فرمودات کو غیر معیاری اور گمراہ کن ترجمے کے ذریعے مسخ کر دینے کی کوشش ثابت کر دیا گیا ہے۔ ہم بآسانی یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ یہ روایتی ترجمہ کتاب خروج کی تفسیر سے بڑی حد تک متاثر نظر آتا ہے اور وہیں سے لا کر قرآن کے ایک متماثل بیان پر بند آنکھوں کے ساتھ تھوپ دیا گیا ہے۔

تورات کی بیان کردہ یہ کہانی خود اپنے آپ میں بہت زیادہ مشتبہ پائی گئی ہے۔ علماء و سنیچ پیمانے پر متفق ہیں کہ تورات وسطی فارسی زمانے کی پیداوار ہے جو لگ بھگ 450 سے 400 قبل مسیح کا دورانیہ ہے۔ جب کہ اُن کی اس قرارداد میں بحث کا موضوع صرف یہ نکتہ ہے کہ آیا پانچویں صدی قبل مسیح اس کتاب کا وقت تکمیل تھا یا اس کی تشکیل کی ابتدا۔ [ویکی پیڈیا]

تاہم ہماری توجہ کا نکتہ صرف یہ ہے کہ درحقیقت قرآن اپنی سچی روشنی میں اس موضوع پر کیا کہتا ہے اور اس سچ کے تعین کے لیے ہمیں اموی خاندان کے اسلام دشمن جابر عرب سلاطین کے دور سے قرآن میں داخل کردہ بگاڑ کو صاف کرنے کی کچھ کوشش کرنی ہے۔

پس، ذیل میں قرآن کی متعلقہ آیات کا خالص ترین اور لفظ باللفظ علمی اور شعوری ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ ان متون کو اسلام کے خلاف برپا کردہ عظیم عرب فراڈ کے اثرات سے پاک کر دیا جائے۔ یہ تراجم جدید ترین عقلیت کی روشنی میں قرآن کے حقائق کی درستی کے ثبوت کے لیے دور رس نتائج کے حامل ہوں گے۔

قرآن کے متعلقہ متون میں کہیں بھی کسی سمندر کا یا اس کے دو حصوں میں بٹ جانے کا، یا حضرت موسیٰ کے عصا یا لاٹھی کا، یا فرعون کے لشکر کے ڈوب کر مر جانے کا ذکر نہیں ہے؛ نہ ہی کہیں کسی کوہ سینا کا یا اس کی ڈھلان کا، نہ ہی آسمان سے من و سلویٰ نامی کسی خوراک کے نزول کا ذکر کیا گیا ہے۔

آیات 20/77-80

وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاصْرُبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ (٧٧)
فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُمْ مِنَ اللَّيْلِ مَا عَشِيَهُمْ (٧٨) وَأَصْلًا فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ (٧٩) يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ
قَدْ أَنْجَيْنَاكَم مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوَاعَدْنَاكَم جَانِبَ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ وَالسَّلْوَىٰ (٨٠)

روایتی ترجمہ

"ہم نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ اب راتوں رات میرے بندوں کو لے کر چل پڑ، اور اُن کے لیے سمندر میں سے سُوکھی سڑک بنا لے، تجھے کسی کے تعاقب کا ذرا خوف نہ ہو اور نہ (سمندر کے بیچ سے گزرتے ہوئے) ڈر لگے۔ پیچھے سے فرعون اپنے لشکر لے کر پہنچا اور پھر سمندر اُن پر چھا گیا جیسا کہ چھا جانے کا حق تھا۔ فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ ہی کیا تھا، کوئی صحیح رہنمائی نہیں کی تھی۔ اے بنی اسرائیل، ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی، اور طور کے دائیں جانب تمہاری حاضری کے لیے وقت مقرر کیا اور تم پر من و سلویٰ اتارا۔

جدید ترین علمی و عقلی ترجمہ

"اور ہم نے موسیٰؑ کو اشارہ دے دیا تھا کہ ہمارے بندوں کو لے کر رات کے دوران عازم سفر ہو جاؤ اور اس بحر ان میں [فِي الْبَحْرِ] ان کے لیے ایک ایسا راستہ منتخب کر دو جو ہر قسم کے دبا و یا مزاحمت کا مقابلہ کر سکے [يَسَا]؛ نیز تم کو تعاقب کرنے والوں کے آپہنچنے کا اندیشہ ہو نہ کوئی دیگر خوف۔ پھر فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا پیچھا کیا لیکن ان کے مذموم عزائم نے [مِنْ أَيْمٍ] انہیں عقل سے محروم کر رکھا تھا [فَفَشِيْهُمْ] اور غفلت اُن پر قبضہ جما چکی تھی [فَفَشِيْهُمْ]۔ دراصل فرعون نے اپنے لوگوں کو گمراہ کر رکھا تھا [وَأَضَلَّ] اور انہیں درست کردار کی جانب ہدایت نہیں دی تھی [وَمَا هَدَىٰ]۔ اے بنی اسرائیل ہم نے تمہیں تمہارے دشمن سے بچا لیا تھا اور ہم نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ تمہیں اپنی رحمت کے سایے میں لے لیں گے اور خوشحالی عطا کریں گے [جَانِبِ الطُّورِ] اور ہم نے تمہارے لیے خصوصی عنایت [الْمَنْ] اور آسائشیں اور تسلی کا سامان کیا تھا [وَالسَّلَوىٰ]۔

"

آیات 26/60-67

فَاتَّبَعُوهُمْ مُّشْرِقِينَ ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا تَرَاءَى الْجَمْعَانِ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَى إِنَّا لَمُدْرِكُونَ ﴿٦١﴾ قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿٦٢﴾ فَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ اصْطِرِبْ بَعْصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ﴿٦٣﴾ وَ انْجَيْنَا مُوسَى وَمَنْ مَّعَهُ أَجْمَعِينَ ﴿٦٤﴾ ثُمَّ اغْرَمْنَا الْآخَرِينَ ﴿٦٥﴾ ثُمَّ انْجَيْنَا مُوسَى وَمَنْ مَّعَهُ أَجْمَعِينَ ﴿٦٦﴾ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً

روایتی ترجمہ

"صبح ہوتے ہی یہ لوگ اُن کے تعاقب میں چل پڑے۔ جب دونوں گروہوں کا آمنا سامنا ہوا تو موسیٰؑ کے ساتھی چیخ اٹھے کہ "ہم تو پکڑے گئے۔" موسیٰؑ نے کہا "ہرگز نہیں میرے ساتھ میرا رب ہے وہ ضرور میری رہنمائی فرمائے گا۔" ہم نے موسیٰؑ کو وحی کے ذریعہ سے حکم دیا کہ "مار اپنا عصا سمندر پر" یکایک سمندر پھٹ گیا اور اس کا ہر ٹکڑا ایک عظیم الشان پہاڑ کی طرح ہو گیا۔ اُسی جگہ ہم دوسرے گروہ کو بھی قریب لے آئے۔ موسیٰؑ اور اُن سب لوگوں کو جو اس کے ساتھ تھے، ہم نے بچا لیا۔ اور دوسروں کو غرق کر دیا۔

جدید ترین علمی و عقلی ترجمہ

اور طلوع شمس کے ساتھ ہی وہ اُن کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ جب دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں نے چیخ و پکار کی "ہم پکڑ لیے گئے ہیں۔" حضرت موسیٰؑ نے کہا: "یقیناً نہیں۔ ہمارا مالک ہمارے ساتھ ہے۔ وہ ہماری رہنمائی کرے گا۔" تب ہم نے موسیٰؑ کو اشارہ دیا: "اپنی جماعت کو [بَعْصَاكَ] لمبائی کے رُخ دو حصوں میں بانٹ [الْبَحْرَ] دو۔" اس پر وہ پھٹ کر دو کالموں میں تقسیم ہو گئے [فَانْفَلَقَ] اور ہر کالم ایک عظیم ناقابل عبور ٹیلے کی شکل اختیار کر گیا [كَالظُّوْدِ الْعَظِيمِ]۔ ہم نے دوسرے فریق کو بھی اُس مقام کے قریب آنے دیا [ازلفنا]۔ اور پھر ہم نے موسیٰؑ اور "ان کے ہمراہیوں کو اُس مقابلے میں تحفظ عطا کیا۔ اور بعد ازاں ہم نے دوسرے فریق کو بالکل بے بس کر دیا [اغرقنا]۔

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 51
سورۃ الماعون [108]، سورۃ الکوثر [107] اور
سورۃ النصر [110]
جدید ترین علمی و عقلی تراجم

پیش لفظ

ذیل میں تین اور مختصر سورتوں کا نہایت باریک بینی کے ساتھ ترجمہ کر دیا گیا ہے جو قرآن کے سماجی / سیاسی نظریے کی تصویر حتی الامکان سچائی کے ساتھ پیش کرتی ہیں۔ ترجمے کی یہ قسط سورۃ نمبر 103 سے آخر تک تمام سورتوں کا ترجمہ مکمل کر دیتی ہے، جبکہ اس سے ماقبل کی کچھ سورتوں کا انفرادی ترجمہ بھی موضوعاتی تراجم کے جاری سلسلے کے ساتھ ہی کر دیا گیا ہے جو ای لا تبہریوں پر اپ لوڈ بھی کیا جا چکا ہے۔

سورۃ الماعون 107

سورۃ الماعون [107] ایک باقاعدہ مقرر کردہ ہدف رکھتی ہے اور یہ رسول اللہ کی قائم کردہ حکومت الہیہ کے نظم و نسق کے بڑے مناصب پر فائز لوگوں کی جانب ایک سخت باز پرس اور ملامت کی حیثیت رکھتی ہے۔ تاہم آپ روایتی ترجمے کے ایک نمونے سے بآسانی دیکھ لیں گے کہ اس بیانے کا رخ بدینتی کے ساتھ کچھ نامعلوم تجریدی کرداروں کی جانب موڑ دیا گیا ہے۔ یہ انہی مکارانہ چالوں میں سے ایک چال تھی جو جابر اموی بادشاہوں نے قرآن کے اہداف و مقاصد کو بگاڑ دینے کے لیے استعمال کی تھیں۔ براہ کرم ذیل میں دیے گئے دونوں تراجم کا بغور موازنہ کریں اور فکشن اور حقیقت کا فرق ملاحظہ کریں۔

أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالْإِيمَانِ ﴿١﴾ فَذَلِكَ الَّذِي يَدْعُ الْيَتِيمَ ﴿٢﴾ وَلَا يَحْضُ عَلَىٰ طَعَامِ الْمُسْكِينِ ﴿٣﴾ فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ﴿٤﴾ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴿٥﴾ الَّذِينَ هُمْ يُرَاؤُونَ ﴿٦﴾ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ﴿٧﴾

موروثی روایتی ترجمے کی ایک مثال

"تم نے دیکھا اُس شخص کو جو آخرت کی جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے؟ وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا دینے پر نہیں اکساتا پھر بتاہی ہے اُن نماز پڑھنے والوں کے لیے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں جو ریاکاری کرتے ہیں اور معمولی ضرورت کی چیزیں (لوگوں کو) دینے سے گریز کرتے ہیں۔" [از مودودی]

جدید ترین علمی و عقلی ترجمہ

[نبی کریم سے خطاب ہے کہ] "کیا تم نے ایسے اشخاص کے بارے میں آگاہی حاصل کر لی ہے جو الہامی ضابطہ حیات [الدین] کی عملی طور پر تکذیب کر رہے ہیں؟ پس سمجھ لو کہ یہی وہ اشخاص ہیں جو معاشرے کے بے سہاروں کو دھتکار رہے ہیں [یدع الیتیم]، اور بے کاروں اور معذوروں [مسکین] کو اسبابِ نشو و نما عطا کرنے [طعام] کی کسی پالیسی کے اجراء کی جانب رغبت نہیں رکھتے [لا یحض]۔ سزا و ذمہ دار اہلکاروں کی اس تمام کیٹیگری کو [مصلین] کیونکہ وہ اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگیوں [صلاتہم] سے مکمل طور پر غافل ہیں، جو صرف اپنے عہدے اور مرتبے کو اپنا دکھاوا کرنے کے لیے

استعمال کر رہے ہیں، لیکن دراصل عوام کی خیر خواہی، مہربانی اور اعانت پر مبنی تمام کاموں [الماعون] پر روک لگا رہے ہیں۔"

سورۃ الکوث 108

سورۃ الکوث بھی ریاستی معاملات کے ضمن میں ایک راست ہدایت پر مبنی ہے جو مختلف اقسام کے لوگوں کی بھاری جمعیوں کے اسلامی حکومت کے حلقے میں داخلے سے پیدا شدہ حالات کی ابتری میں اصلاح احوال کے لیے اقدامات کی تاکید کرتی ہے۔ لیکن آپ دیکھیں گے کہ روایتی تراجم میں اسے بے شرمی کے ساتھ نماز، دعا اور قربانی کی رسومات میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ براہ مہربانی نیچے دی گئے دونوں تراجم کا موازنہ کر کے اس بڑے انحراف کا مشاہدہ فرمائیں۔

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ﴿١﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿٢﴾ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ﴿٣﴾

موروٹی روایتی ترجمے کی ایک مثال

"[اے نبیؐ] ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دیا پس تم اپنے رب ہی کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو تمہارا دشمن ہی جڑ کٹا ہے۔" [از مودودی]

جدید ترین علمی و عقلی ترجمہ

"بے شک ہم نے تمہیں کثرتِ تعداد [الکوث] عطا کر دی ہے۔ پس اب اپنے پروردگار کے احکامات کا اتباع کرتے ہوئے [فصل لربک] حالات پر مکمل کنٹرول حاصل کرنے کے لیے سینہ تان کر کھڑے ہو جاؤ [وانحر]۔ یقیناً تمہاری موجودہ صورتِ حالات [شانئک] بہتری کی طلبگار ہے۔"

سورۃ النصر 110

مکہ کی عظیم فتح کے بعد دین اللہ میں بڑے بیانیہ پر قبائل و جماعتوں کے دخول کا واقعہ نوٹ کیا گیا، جس پر تاکید کی گئی کہ مزید جدوجہد کرتے ہوئے قابلِ تعریف معاشرتی صورتِ حال پیدا کرنے کے اقدامات کیے جائیں۔ لیکن دورِ ملوکیت میں یہاں پھر نظم و نسق پر مبنی احکامات کو نماز، تسبیح اور دعا اور توبہ استغفار میں تبدیل کر دیا گیا۔ من گھڑت روایتی ترجمے اور جدید ترین علمی اور شعوری ترجمے کا فرق ذیل کے دونوں تراجم سے ملاحظہ فرمائیں۔

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ﴿١﴾ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ﴿٢﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ﴿٣﴾

موروٹی روایتی ترجمے کی ایک مثال

"جب اللہ کی مدد آجائے اور فتح نصیب ہو جائے اور (اے نبیؐ) تم بھی دیکھ لو کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح کرو، اور اُس سے مغفرت کی دعا مانگو، بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔" [از مودودی]

جدید ترین علمی و عقلی ترجمہ

"جب اللہ کی مدد آگئی اور بڑی فتح حاصل ہو چکی، اور تم نے یہ بھی دیکھ لیا کہ لوگ کثیر تعداد میں اللہ کے ضابطہ حیات میں داخل ہو رہے ہیں، تو اب معاشرے میں اپنے پروردگار کی حمد و ستائش عام کرنے کے لیے [بجہ] تمام وسائل کے ساتھ جدوجہد میں لگ جاؤ [سبح] اور اُسی سے سامانِ حفاظت طلب کرتے رہو [استغفرہ]۔ بیشک وہی تمہاری جانبِ رحمت کے ساتھ توجہ کرنے والا ہے۔"

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 52
سورة الحمزة [104] اور سورة العصر [103]
جدید ترین علمی و عقلی تراجم

سورة الحمزة [104]

اس سورت کا بھی ہمیں ایک عامیانہ ترجمہ ورثے میں ملا ہے جو کسی نشاندہی کے بغیر نامعلوم اشخاص کی جانب ایک تجریدی انداز میں اشارہ کرتے ہوئے معاشرے کے ایک خاص مقتدر طبقے کو، جسے اللہ تعالیٰ نے یہاں کھلے الفاظ میں رسوا کیا ہے، اللہ کی لعنت و سزا سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ روایتی ترجمہ قرآن کو مسخ کرنے کی قدیمی اموی بادشاہت کی مذموم مہم کا ہی ایک حصہ ہے، جس کی اب ذیل میں درست ترجمے کے ذریعے نشاندہی کردی گئی ہے۔

قرآن کیونکہ اپنے احکامات واضح طور پر خالص طبقاتی پیراڈائٹم میں معاشرے کے سرمایہ دار مغرور طبقات کے خلاف صادر کر رہا ہے اس لیے یہ سورة قرآن کے خوبصورت ادبی اسلوب میں ایک عالمی سچائی کو پیش کر رہی ہے۔ فلہذا، قرآن کی سخت تنبیہ کا ہدف بنائے گئے طبقے کی حقیقت کو چھپانے کی بجائے ایک جدید ترین کاوش کے ذریعے قرآنی فیصلے کو قرآنی متن کی روح کے عین مطابق، بغیر کسی ایک خارجی لفظ کے اضافے کے ساتھ، پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اسے قدیمی طرز کے روایتی ترجمے کے تقابل کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں اور قرآن کے عظیم اہداف و اقدار سے قلب و ذہن کو روشن کریں۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ (۱) الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ (۲) يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ (۳) كَلَّا ۖ لَيُنْبَذَنَّ فِي
 الْحُطَمَةِ (۴) وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ (۵) نَارُ اللَّهِ الْمَوْقُودَةُ (۶) الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْآفِنْدَةِ (۷) إِنَّهَا عَلَيْهِمْ
 مُؤَصَّدَةٌ (۸) فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ (۹)

روایتی تراجم کا ایک نمونہ

"تباہی ہے ہر اُس شخص کے لیے جو (منہ در منہ) لوگوں پر طعن اور (پیٹھ پیچھے) برائیاں کرنے کا خوگر ہے جس نے مال جمع کیا اور اُسے گن گن کر رکھا وہ سمجھتا ہے کہ اُس کا مال ہمیشہ اُس کے پاس رہے گا۔ ہر گز نہیں، وہ شخص تو چکنا چور کر دینے والی جگہ میں پھینک دیا جائے گا۔ اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ چکنا چور کر دینے والی جگہ؟ اللہ کی آگ، خوب بھڑکائی ہوئی۔ جو دلوں تک پہنچے گی۔ وہ اُن پر ڈھانک کر بند کر دی جائے گی۔ [اس حالت میں کہ وہ] اونچے اونچے ستونوں میں [گھرے ہوئے ہوں گے]"۔ [مودودی]

جدید ترین علمی و عقلی ترجمہ

سزا کے حقدار ہیں عام لوگوں کو طعن، تشنیع، تذلیل اور الزام تراشی کا نشانہ بنانے والے وہ تمام سرمایہ دار مغرور طبقات جنہوں نے دولت اکٹھی کر لی اور

اسے بڑھانے کی تدبیریں کرتے رہے۔ ایسے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کا مال ان کے تکبر کو بیشک عطا کر دے گا۔ ایسا ہرگز نہیں ہوا کرتا۔ وہ تو لازمی طور پر غیض و غضب کو پھیل دینے والی آگ [الحطمة] میں پھینک دیے جائیں گے۔ اور تمہیں کیا ادراک ہے کہ غیض و غضب کو توڑ دینے والی وہ آگ کیا ہے؟ یہ وہ آگ ہے جو اللہ کی بھڑکائی ہوئی [الموقدة] ہے جو ذہنوں اور شعور [الافئدة] تک پہنچ کر [تطلع] انہیں بھسم کر دیتی ہے۔ یقیناً یہ آگ اس طبقے کے لوگوں پر مستقل قائم رہنے والی [موصدة] ہے، ایک ایسی بلند عمارت [یا بند قید خانے] میں [عمد] جسے طویل فاصلوں تک پھیلا دیا گیا ہے [ممددة]۔

سورة العصر [103]

ذیل میں اس سورۃ کی ایک زیادہ واضح اور درست صورت پیش کرنے والا ترجمہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ براہ مہربانی اسے روایتی ترجمے کے موازنے کے ساتھ مطالعہ فرمائیں جس کی کاپی پیسٹ کر دی گئی ہے۔

وَالْعَصْرِ (۱) إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ (۲) إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَّصُوا بِالصَّبْرِ (۳)

روایتی تراجم کا ایک نمونہ

"زمانے کی قسم۔ انسان درحقیقت بڑے خسارے میں ہے۔ سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے، اور نیک اعمال کرتے رہے، اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔" [مودودی]

جدید ترین علمی و عقلی ترجمہ

"سابقہ تاریخی ادوار اس بات کے گواہ ہیں کہ درحقیقت عام انسان عمومی طور پر دھوکے اور مصائب کا شکار بنایا جاتا رہا ہے۔ سوائے اُن معاشروں کے جنہوں نے امن و ایمان کی راہ اختیار کی اور اصلاحی و تعمیری طرزِ عمل پر چل پڑے اور سچائی اور صبر و استقامت کے چلن کی تلقین و تاکید کرتے رہے۔"

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 53

سورة القارعة [101] اور سورة النكاثر [102]

جدید ترین علمی و عقلی تراجم

سورة القارعة [101]

الْقَارِعَةُ ﴿١﴾ مَا الْقَارِعَةُ ﴿٢﴾ وَمَا أَذْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ ﴿٣﴾ يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ﴿٤﴾ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعُفُوفِ ﴿٥﴾ فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ﴿٦﴾ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ﴿٧﴾ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ﴿٨﴾ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ﴿٩﴾ وَمَا أَذْرَاكَ مَا هِيَةٌ ﴿١٠﴾ نَارُ حَامِيَةٍ ﴿١١﴾

روایتی ترجمے کا ایک نمونہ

"عظیم حادثہ! کیا ہے وہ عظیم حادثہ؟ تم کیا جانو کہ وہ عظیم حادثہ کیا ہے؟ وہ دن جب لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح اور پہاڑ رنگ برنگ کے دھنکے ہوئے اون کی طرح ہوں گے۔ پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ دل پسند عیش میں ہو گا۔ اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے، اس کی جائے قرار گہری کھائی ہوگی۔ اور تمہیں کیا خبر کہ وہ کیا چیز ہے؟ بھڑکتی ہوئی آگ۔" [مودودی]

جدید ترین علمی و عقلی ترجمہ

اُس اچانک وارد ہو جانے والے شدید کٹھن مرحلے کو یاد رکھو۔ وہ بڑا ہی کٹھن اور اچانک آ جانے والا مرحلہ دراصل کیا ہے؟ لیکن تم کیا جانو کہ اُس پر صعوبت مرحلے کی نوعیت کیا ہوگی؟ یہ وہ وعید کردہ دورِ یادہ آنے والا وقت ہو گا [یوم] جب عام انسان بکھرے ہوئے پروانوں [کالفراش المبثوث] کی صورت منتشر ہوں گے۔ اور مضبوطی سے قائم طاقتور بالائی طبقات [الجبال] اُڑتی ہوئی خشک اون کی مثل بے وقعت [کالعمن المنفوش] ہو جائیں گے۔ اور جو احتساب کے پیمانوں پر بھاری وزن رکھتے ہوں گے [من ثقلت موازين] ان کے لیے ایک خوشیوں بھری زندگی ہوگی [عیشۃ الراضیہ]۔ اور جو ان پیمانوں پر اپنا وزن گھٹا چکے ہوں گے [خفت موازين]، ان کا ٹھکانہ ذلتوں اور گمنامی کی تحت الشری ہوگی [امہ ہاویۃ]۔ اور تم کیا جانو کہ وہ کیا کیفیت ہوگی؟ وہ محرومیوں، گریہ وزاری اور بچھتاؤں کی بھڑکتی آگ ہوگی [نار حامیہ]!

سورة النكاثر [102]

روایتی تراجم میں کی گئی "ہرگز نہیں" [کلا] کی مبہم تکرار کو کس طرح قرآن کے ادبی اسلوب پر مبنی ایک خوبصورت اور مربوط بیانے کی شکل میں ڈھال دیا گیا ہے، یہ آپ اس جدید ترین ترجمے میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

الْهَآكُمُ النَّكَاتُرُ ﴿١﴾ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿٢﴾ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٣﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٤﴾ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ ﴿٥﴾ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ﴿٦﴾ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ﴿٧﴾ ثُمَّ لَتَسْأَلَنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ﴿٨﴾

روایتی ترجمے کا ایک نمونہ

"تم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اور ایک دوسرے سے بڑھ کر دنیا حاصل کرنے کی دھن نے غفلت میں ڈال رکھا ہے۔ یہاں تک کہ (اسی فکر میں) تم لب گور تک پہنچ جاتے ہو۔ ہرگز نہیں، عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا۔ پھر (سن لو کہ) ہرگز نہیں، عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں، اگر تم یقینی علم کی حیثیت سے (اس روش کے انجام کو) جانتے ہوتے (تو تمہارا یہ طرز عمل نہ ہوتا)۔ تم دوزخ دیکھ کر رہو گے۔ پھر (سن لو کہ) تم بالکل یقین کے ساتھ اُسے دیکھ لو گے۔ پھر ضرور اُس روز تم سے ان نعمتوں کے بارے میں جواب طلبی کی جائے گی۔

جدید ترین علمی و عقلی ترجمہ

دولت کے ارتکاز کا مقابلہ [التکاثر] تمہیں درست راہ سے بھٹکا دیتا ہے یہاں تک کہ تم اپنے انجام [المقابر] کو پہنچ جاتے ہو۔ تم یقیناً یہ جان لو گے کہ ایسا ہرگز نہیں [کَلَّا] ہونا چاہیے۔ اس پر دوبارہ تاکید کی جاتی ہے کہ تم جلد ہی جان لو گے کہ یہ قطعی درست راستہ نہیں ہے۔ ایسا نہیں ہوتا اگر تم نے اللہ پر یقین کا سبق سیکھ لیا ہو تا کیونکہ اس طرح تم نے آنے والی تباہی [الحجیم] کو دیکھ لیا ہوتا۔ کیونکہ اس کے بعد [ثم] تم نے اپنی روش کا یقین کی آنکھ سے جائزہ بھی لے لیا ہوتا۔ انجام کار اُس خاص وعید کردہ دن یا مرحلے میں [یومئذ] تم سے جمع کی گئی اُن دولتوں پر [النعم] باز پرس ضرور کی جانی ہے [لتسألن]۔

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 54

سورة الزلزلة [99] اور سورة العاديات [100]

جدید ترین علمی و عقلی تراجم

الزلزلة اور العاديات دونوں سورتیں ایک خاص تمثیلی انداز میں دورِ آخرت کی آمد کا وہ منظر نامہ پیش کرتی ہیں جس کا انسان نے ایک مقررہ وقت پر لازمی سامنا کرنا ہے۔ احتساب انسانی زندگی کے سفرِ آخرت کا ایک لازمی سنگِ میل ہے۔ پروردگار متواتر اشارے دیتا ہے کہ موجودہ دور ایک امتحان گاہ ہے جس سے انسان گذر رہا ہے اور زور دے کر خبردار کرتا ہے اس کے ہر عمل کا ایک مخصوص وقت پر احتساب ہونے والا ہے۔ جس کے نتائج پر اُس کی آئندہ آنے والی دائمی خالص شعوری اور غیر مادی زندگی کی کیفیت کا انحصار ہو گا۔

سورة الزلزلة [99]

العاديات کے بعد اب سورة الزلزلة کے دونوں، یعنی روایتی اور جدید ترین علمی و شعوری تراجم پیش کیے جاتے ہیں۔

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا (۱) وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا (۲) وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا (۳) يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا (۴) بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا (۵) يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ (۶) فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ (۷) وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ (۸)

روایتی ترجمہ:

جب زمین بھونچال سے ہلادی جائے گی۔ اور زمین اپنے (اندر) کے بوجھ نکال ڈالے گی۔ اور انسان کہے گا کہ اس کو کیا ہوا ہے؟ اس روز وہ اپنے حالات بیان کر دے گی۔ کیونکہ تمہارے پروردگار نے اس کو حکم بھیجا (ہو گا)۔ اس دن لوگ گروہ گروہ ہو کر آئیں گے تاکہ ان کو ان کے اعمال دکھا دیئے جائیں۔ تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

جدید ترین علمی و عقلی ترجمہ:

"وہ وقت آنے کو ہے جب زمین اپنے ہی مدار میں حرکت کرتی ہوئی [زلزلا] شدید طور پر لرزادی جائے گی [زلزلت]۔ تب زمین اُن تمام گھٹانوں کو توڑتوں کو منکشف کر دے گی [اُخْرِجَتْ] جن کا بوجھ وہ سنبھالے ہوئے ہے [اَثْقَالَهَا]۔ اور انسان استعجاب اور خوف میں پوچھ رہا ہو گا کہ اِس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ اُس روز وہ اپنے اوپر گزرے ہوئے تمام اندرونی حالات و واقعات [اخبارها] بیان کر دے گی [تُحَدِّثُ] کیونکہ تمہارے رب نے اُسے ایسا کرنے کا اشارہ [اَوْحَى] دیا ہو گا۔ اُس روز لوگ منتشر حالت میں پھرتے [يَصْدُرُ] ہوں گے تاکہ اُن کے حساب اُن کو دکھا دیئے جائیں۔ پھر جو ذرہ برابر وزن رکھنے والے خیر کے کام کر رہا ہے وہ اس کا نتیجہ دیکھ لے گا اور جو ذرہ برابر وزن رکھنے والے بُرائی پر مبنی اعمال میں ملوث ہے وہ بھی ایسے اعمال کے انجام کا سامنا کرے گا۔"

سورة العاديات [100]

روایتی بؤگس اور مبہم ترجمے، اور جدید ترین نہایت واضح تحقیقی ترجمے کا فرق ملاحظہ فرمائیے۔ اور اپنا اپنا قرآنی تعلیمات و راہنمائی کا ریکارڈ درست کرنے

کے لیے شیئر کر لیجئے۔

وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا (۱) فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا (۲) فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا (۳) فَأَنْزَلَ بِهِ نَفْعًا (۴) فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا (۵) إِنَّ
الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ (۶) وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ (۷) وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ (۸) أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي
الْقُبُورِ (۹) وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ (۱۰) إِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ (۱۱)

دستیاب روایتی تراجم کا ایک نمونہ:

"ان سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم جو ہانپ اٹھتے ہیں۔ پھر (پتھروں پر نعل) مار کر آگ نکالتے ہیں۔ پھر صبح کو چھاپہ مارتے ہیں۔ پھر اس میں گرد اٹھاتے ہیں۔ پھر اس وقت دشمن کی فوج میں جاگھتے ہیں۔ کہ انسان اپنے پروردگار کا احسان ناشناس (اور ناشکرا) ہے۔ اور وہ اس سے آگاہ بھی ہے۔ وہ تو مال سے سخت محبت کرنے والا ہے۔ کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا کہ جو (مردے) قبروں میں ہیں وہ باہر نکال لیے جائیں گے۔ اور جو (بھید) دلوں میں ہیں وہ ظاہر کر دیئے جائیں گے۔ بے شک ان کا پروردگار اس روز ان سے خوب واقف ہو گا۔"

جدید ترین علمی و عقلی ترجمہ:

"دیکھو اُن جنگجو سواروں کو جن کے گھوڑے ہانپتے ہوئے دوڑتے ہیں؛ پھر ان کو جو شعلہ سامانی کے ساتھ حملہ آور ہوتے ہیں۔ اور پھر اُن کو جو صبح سویرے چھاپہ مارتے ہیں اور پھر گرد و غبار کا طوفان اڑاتے ہوئے پوری نفری کے ساتھ کسی آبادی کے وسط میں جاگھتے ہیں۔ درحقیقت انسان اپنے رب کا بڑا نافرمان اور سرکش ہے اور وہ خود اپنے اس کردار پر گواہ ہے۔ اور حقیقت اس روش کی یہ ہے کہ وہ مال و دولت کی محبت میں بری طرح مبتلا ہے۔ تو پھر کیا وہ اُس وقت کا ادراک نہیں رکھتا جب تمام مدفون راز کھود کر باہر نکال لیے جائیں گے؟ اور سینوں میں جو کچھ مخفی ہے اُسے برآمد کر کے اس کی جانچ پڑتال کی جائے گی؟ یقیناً اُن کا رب اُس روز اُن کے اعمال سے خوب باخبر ہو گا۔"

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 55

سورة القدر [97] اور سورة البقرة [98]

جدید ترین علمی و عقلی تراجم

سورة القدر [97]:

رمضان کے تناظر میں قرآن کے عظیم اہداف کی مطابقت میں سورة القدر کا جدید ترین علمی / ادبی / شعوری ترجمہ پیارے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

اسلامی روایت اس موقف کی حامل ہے کہ "قدروں والی رات" رمضان کے مہینے کی آخری طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوا کرتی ہے؛ اور اس رات میں کی گئی عبادت زندگی کے تمام گناہوں اور جرائم سے نجات کا باعث ہوتی ہے اور تمام گناہگار بالکل پاک و صاف اور معاف کر دیے جاتے ہیں۔ لیکن بد قسمتی سے، قرآن کی شہادت کے مطابق، رمضان کا مہینہ، اس ماہ میں روزے رکھنا، اور ایک ہی رات میں نجات کا چور راستہ، سب ایک بڑے واضح اور غیر منطقی دھوکے کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔ براہ کرم مزید لٹریچر طلب فرمائیں اور خود کو اس شکنجے کی زد میں آنے سے بچائیں جس کی گرفت میں بنی امیہ سے شروع ہونے والی غیر اسلامی حکومتوں نے اپنے عظیم فراڈ کے ذریعے پوری مسلم امت کو سابقہ تقریباً 1400 سال سے جکڑ رکھا ہے۔ سورة القدر ماہ رمضان کی کسی خاص رات کی اہمیت پر زور نہیں دیتی جس میں غیر مشروط اور بلا امتیاز رحمتوں اور مغفرتوں کا آسمانوں سے ان لوگوں کے لیے نزول ہوتا ہے جو اس رات جاگتے اور عبادت کرتے ہیں۔ یہ نظریہ سراسر ابہام سے پُر ہے اور نہایت احمقانہ مفروضوں پر اپنی بنیاد رکھتا ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (۱) وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ (۲) لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ (۳) تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ (۴) سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ (۵)

روایتی غیر عقلی ترجمہ: [بریکٹوں میں کی گئی تحریف ملاحظہ فرمائیں]

"ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ اس میں روح (الامین) اور فرشتے ہر کام کے (انتظام کے) لیے اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں۔ یہ (رات) طلوع صبح تک (امان اور) سلامتی ہے۔" [جالدہری]

جدید ترین علمی و شعوری ترجمہ:

"در حقیقت ہم نے اس قرآن کو ایک ایسے تاریک دور (لیلتہ) میں نازل کیا ہے (انزلناہ) جہاں کوئی اخلاقی قدر / قانون / پیمانہ / کسوٹی / معیار (قدر) اپنا وجود ہی نہیں رکھتا تھا۔ لیکن آپ کو ابھی اس امر کی آگہی نہیں (مادراک) کہ اقدار کی تاریکی کا دور کس اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ دراصل، اقدار کی تاریکی کا دور برائیوں کی تمام معلوم و معروف (الف) صورتِ حالات (شہر) کے باوجود اس لیے بہتر و برتر (خیر) باور کیا جاتا ہے کیونکہ اس کے دوران خاص مقتدر قوتوں (الملائکتہ) اور مضبوط الہامی اقدار کا حامل ایک مخصوص پیغام یا وحی الہی (الروح) کا پروردگار کی منشاء کے مطابق نزول ہوتا ہے جو تمام

امور و معاملات میں امن و تحفظ و سلامتی (سلام) کا نقیب ہوتا ہے۔ اور سلامتی کا یہ عمل (ہی) جاری رہتا ہے تاکہ / یہاں تک کہ (حتیٰ) ہدایت کی روشنی پھوٹ کر اس تاریک دور کو روشن کر دے (مطلع النجر)۔"

بغیر رکاوٹ، رواں ترجمہ:

"در حقیقت ہم نے اس قرآن کو ایک ایسے تاریک دور میں نازل کیا ہے جہاں کوئی اخلاقی قدر / قانون / پیمانہ / کسوٹی / معیار اپنا وجود ہی نہیں رکھتا تھا۔ لیکن آپ کو ابھی اس امر کی آگہی نہیں کہ اقدار کی تاریکی کا دور کس اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ دراصل، اقدار کی تاریکی کا دور برائیوں کی تمام معلوم و معروف صورتِ حالات کے باوجود اس لیے بہتر باور کیا جاتا ہے کیونکہ اس کے دوران خاص مقتدر قوتوں اور مضبوط الہامی اقدار کا حامل ایک مخصوص پیغام یا وحی الہی کا پروردگار کی منشاء کے مطابق نزول ہوتا ہے جو تمام امور و معاملات میں امن و تحفظ و سلامتی کا نقیب ہوتا ہے۔ اور سلامتی کا یہ عمل جاری رہتا ہے تاکہ / یہاں تک کہ، الہامی ہدایت کی روشنی پھوٹ کر اس تاریک دور کو روشن کر دے۔"

سورة البينة: [98]

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَكِينَ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ (۱) رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُّطَهَّرَةً (۲) فِيهَا كُتِبَ قِیمَةٌ (۳) وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَةُ (۴) وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيُعْبَدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حَقَّاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ ۚ وَذَلِكَ دِينُ الْقِيَمَةِ (۵) إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ (۶) إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ (۷) جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذَلِكَ لِمَنْ حَسَنِيَ رَبُّهُ (۸)

روایتی ترجمہ

اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ کافر تھے (وہ اپنے کفر سے) باز آنے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے پاس دلیل روشن نہ آجائے۔ [یعنی] اللہ کی طرف سے ایک رسول جو پاک صحیفے پڑھ کر سنائے جن میں بالکل راست اور درست تحریریں لکھی ہوئی ہوں۔ پہلے جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی ان میں تفرقہ برپا نہیں ہوا مگر اس کے بعد کہ ان کے پاس (راہ راست) کا بیان واضح آچکا تھا۔ اور ان کو اس کے سوا کوئی علم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں اپنے دین کو اس کے لیے خالص کر کے، بالکل یکسو ہو کر۔ اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔ یہی نہایت صحیح و درست دین ہے۔ اہل کتاب اور مشرکین میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ یقیناً جہنم کی آگ میں جائیں گے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ یہ لوگ بدترین خلاق ہیں۔ جو لوگ ایمان لے آئے اور جنہوں نے نیک عمل کیے، وہ یقیناً بہترین خلاق ہیں۔ ان کی جزا ان کے رب کے ہاں دائمی قیام کی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہو اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہ کچھ ہے اُس شخص کے لیے جس نے اپنے رب کا خوف کیا ہو۔

جدید ترین علمی اور شعوری ترجمہ

"اہل کتاب اور مشرکین میں سے ان کے لیے جو حقیقت کو ماننے سے انکار کرتے ہیں [کفر] یہ جائز نہ ہوتا کہ انہیں ان کے اپنے راستے پر چلنے کے لیے آزاد چھوڑ دیا جاتا [منفکین] بغیر اس کے کہ ان کے پاس واضح سچائی کی شہادت نہ آجاتی [تاتیم البینۃ]۔ پس یہ شہادت ان کے پاس ایک الہامی رسول کی شکل میں بھیج دی گئی جو انہیں ایسے صحائف پڑھ کر راہنمائی دیتا ہے [یتلو] جو پاک کلام پر مشتمل ہیں اور جن میں دائمی قائم رہنے

والے سچے قوانین اور اقدار دی گئی ہیں [کُتبِ قیمۃ]۔ تاہم اہل کتاب نے پھر بھی تفرقہ کار راستہ اختیار کر لیا اس کے باوجود کہ واضح شہادت ان کے سامنے آچکی تھی؛ حالانکہ انہیں زیادہ کچھ کرنے کی ہدایت نہیں دی گئی تھی سوائے اس کے کہ اللہ کی فرمانبرداری کریں [یعبدوا اللہ]، اُس کے دیے ہوئے ضابطے کے ساتھ مخلص رہتے ہوئے [مخلصین لہ الدین] اور راست انداز اختیار کرتے ہوئے [خفاء]؛ اور یہ کہ وہ ضابطے کی پیروی کریں [یتقوا الصلوٰۃ] اور اپنے لوگوں کو سامانِ نشوونما بلا معاوضہ مہیا کریں [وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ]۔ یہی معاشرے کے لیے ایک مضبوطی سے قائم رہنے والی روش یا طریقہ کار تھا [وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ]۔ اہل کتاب اور مشرکین میں سے جنہوں نے اس ضابطے کی پیروی سے انکار کی روش اختیار کی [کفروا] وہ جہنم کی آگ کے حوالے ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بدترین خلاق ہیں۔ اور جو لوگ ایمان اور امن کی راہ پر چلیں گے اور نیک و اصلاحی پالیسیوں پر عمل کریں گے وہ بہترین خلاق ہوں گے۔ اُن کا اجر ان کے رب کے ہاں ہمیشہ رہنے والے باغات کی شکل میں ہو گا جن کے ساتھ نعمتوں کی فراوانیاں نہروں کی طرح رواں ہوں گی۔ وہاں وہ ہمیشہ کی زندگیاں گذاریں گے اس کیفیت میں کہ اللہ تعالیٰ اُن کے کردار و عمل سے مطمئن ہو گا اور وہ اُس کی محبت میں سرشار ہوں گے۔ یہ سب ان کا انتظار کر رہا ہے جنہوں نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کا خوف ہمیشہ اپنے سامنے رکھا ہو گا۔"

Fa-Kaf-Kaf = open a thing, create a gap/breach/break, separate, set loose or free, let go, liberate, release, emancipate, to assist, dislocated/disjointed, aged/old/weak man.

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 56

سورۃ العلق [96] اور سورۃ التین [95]

جدید ترین علمی و عقلی تراجم

سورۃ العلق بھی قرآن کی ان سورتوں میں سے ایک ہے جن کے تراجم ہمارے روایتی اور جدید دونوں قسم کے مترجمین نے سراسر مبہم انداز میں پیش کیے ہیں۔ تمام دستیاب متون پر یکے بعد دیگرے نظر دوڑاتے جائیں اور نہایت محنت سے ذہن کی صلاحیتیں آزمائیں، آپ پھر بھی الہامی متن کی اصل غرض و غایت کا ادراک نہ کر سکیں گے۔ مبارکباد کے مستحق ہیں وہ "فاضل" علما جو اپنے تراجم کی تکمیل تو کرتے رہے لیکن یہ دیکھنے کی زحمت بھی گوارا نہ کی کہ اظہار کا انداز شفاف اور تسلسل کا حامل ہے یا نہیں۔ قارئین کو آج تک یہی علم نہ ہو سکا کہ اظہار یہ کیا معنی رکھتا ہے، یا کس سے مخاطب ہے، اور کب خطاب ایک پارٹی سے دوسری پارٹی کی جانب موڑ دیا گیا ہے، یا کس تناظر اور سیاق سابق میں قرآن یہاں اپنے احکامات جاری کر رہا ہے۔ آپ اس مبہم صورت حال کی ایک مثال ذیل میں دیے گئے روایتی تراجم کے ایک نمونے میں ملاحظہ کر لیں گے۔

یہی صورت حال سورۃ التین کے ساتھ بھی سامنے آتی ہے۔ تمام دستیاب تراجم تسلسل اور صاف ستھرے انداز اظہار سے محروم ہیں۔ فقرے آپس میں مربوط نہیں ہیں جس کے باعث وہ اپنا ضروری سیاق و سباق، ربط اور واضح ہدف ظاہر نہیں کر سکتے۔ یہ سب کمزوریاں آپ باسانی دیکھ سکیں گے جب آپ ذیل میں دیے گئے روایتی ترجمے کا موازنہ جدید ترین علمی و شعوری ترجمے کے ساتھ کریں گے۔ سورۃ التین کو نہایت علمی انداز میں پہلے بھی موضوعاتی تراجم کے سلسلے میں قسط نمبر 11 کے تحت ترجمہ کر دیا گیا تھا۔ اسے دوبارہ ایک زیادہ قابل فہم انداز میں اب قرآن کی سورتوں کے تراجم کے سلسلے میں پیش کیا جا رہا ہے جس کا آخری چھوٹی سورتوں سے آغاز کیا گیا ہے۔

سورۃ التین: ۹۵

وَالَّتَيْنِ وَالزَّيْتُونَ (۱) وَطُورِ سِينِينَ (۲) وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ (۳) لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (۴) ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ (۵) إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ (۶) فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالذِّكْرِ (۷) أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمَ الْحَاكِمِينَ (۸)

روایتی ترجمہ

"قسم ہے انجیر اور زیتون کی اور طور سینا کی اور اس پر امن شہر (مکہ) کی۔ ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا پھر اسے الٹا پھیر کر ہم نے سب نیچوں سے پتھ کر دیا۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ ان کے لیے کبھی ختم نہ ہونے والا اجر ہے۔ پس (اے نبی!) اس کے بعد کون جزا و سزا کے معاملہ میں تم کو جھٹلا سکتا ہے؟ پس (اے نبی!) اس کے بعد کون جزا و سزا کے معاملہ میں تم کو جھٹلا سکتا ہے؟ کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے؟" [مودودی]

جدید ترین علمی و شعوری ترجمہ

"قسم ہے انجیر اور زیتون جیسی خاص نعمتوں کی، اور شان و شوکت، نام و نمود والے اس مرحلے کی [و طور سینین] جہاں تم پہنچ چکے ہو، اور قسم ہے اس مامون و محفوظ کیے گئے خطہ زمین کی [البلد الامین] جو اب تمہیں حاصل ہو چکا ہے، کہ ہم نے تو انسان کی تخلیق بہترین ترتیب و توازن کے ساتھ انجام

دی تھی۔ لیکن تمہیں اس مرحلے تک پہنچنے کے لیے جن مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑا وہ صرف اس سبب سے تھا کہ ہمارے قوانین کی خلاف ورزی نے انہیں پست ترین درجے [اَسْفَلَ سَافِلِین] میں پہنچا دیا تھا [رَدُّ نَافِہ]۔ سوائے تمہاری اس جماعت کے جس نے یقین و ایمان کی دولت پالی اور معاشرے کی اصلاح کے لیے صلاحیت افروز اور تعمیری کام کیے۔ پس ان سب کے لیے ایسا انعام مقرر کیا گیا ہے جو انہیں بغیر احسان مند ہوئے خود کار انداز میں مل جائے گا [غَیْرِ مُمْتُونِ]۔ اب اس کامیابی کے مرحلے کے حصول کے بعد ہمارے تجویز کردہ نظام زندگی [الدِّینِ] کے بارے میں تمہیں کیسے جھٹلایا جاسکے گا؟ تو کیا اب یہ ثابت نہیں ہو گیا کہ اللہ ہی تمام حاکموں سے بڑا حاکم ہے؟

بریکٹوں میں دیے گئے مشکل الفاظ کا مستند ترجمہ:

[وَطُورِ سِینِین]: طور: گرد گھومنا، قریب جانا، وقت یا ایک خاص وقت؛ متعدد مرتبہ؛ تعداد؛ پیمانہ؛ حد؛ پہلو؛ شکل و صورت؛ حلیہ؛ طور طریقہ / تہذیب و آداب / قسم / طبقہ / مرحلہ / درجہ؛ سینا پہاڑ،

زیتون کا پہاڑ؛ بہت سے دوسرے پہاڑ، وہ پہاڑ جہاں درخت پیدا ہوتے ہوں؛ خود کو انسانوں سے علیحدہ کر لینا، اجنبی، آخری حد، دو انتہاؤں کا سامنا۔ سِینِین: سن و سنا؛ شان و شوکت، رحمتیں اور انعامات، ناموری۔ بعض اسے سیناء سے ملاتے ہیں جو صحرائے سینائی میں ایک پہاڑ ہے۔ مگر جس کی کوئی ٹھوس لسانی بنیاد نہیں ہے۔

[الْبَلَدِ الْأَمِینِ]: البلد: زمین کا ایک خطہ، حدود مقرر کردہ قطعہ اراضی، آبادی کا علاقہ۔ البلد الامین = وہ خطہ زمین جسے مامون و محفوظ کر لیا گیا ہو۔

سورۃ العلق [96]

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (۱) خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (۲) اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ (۳) الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (۴) عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (۵) كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنَّاظٍ (۶) أَنْ رَأَاهُ اسْتَعْجَلْ (۷) إِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الرُّجْعَىٰ (۸) أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ (۹) عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰ (۱۰) أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَى الْهُدَىٰ (۱۱) أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَىٰ (۱۲) أَرَأَيْتَ إِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ (۱۳) أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ (۱۴) كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ (۱۵) نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ (۱۶) فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ (۱۷) سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ (۱۸) كَلَّا لَا تَطِعُهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿۱۹﴾

روایتی ترجمہ:

"پڑھو (اے نبی) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔ جسے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھو، اور تمہارا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا۔ انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا۔ ہر گز نہیں، انسان سرکشی کرتا ہے۔ اس بنا پر کہ وہ اپنے آپ کو بے نیاز دیکھتا ہے۔ پلٹنا یقیناً تیرے رب ہی کی طرف ہے۔ تم نے دیکھا اس شخص کو جو ایک بندے کو منع کرتا ہے جبکہ وہ نماز پڑھتا ہو؟ تمہارا کیا خیال ہے اگر (وہ بندہ) راہ راست پر ہو یا پرہیزگاری کی تلقین کرتا ہو؟ تمہارا کیا خیال ہے اگر (یہ منع کرنے والا شخص حق کو) جھٹلاتا اور منہ موڑتا ہو؟ کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے؟ ہر گز نہیں، اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر اسے کھینچیں گے اُس پیشانی کو جو جھوٹی اور سخت خطا کا رہے۔ وہ بلا لے اپنے حامیوں کی ٹولی کو۔ ہم بھی عذاب کے فرشتوں کو بلا لیں گے۔ ہر گز نہیں، اُس کی بات نہ مانو اور سجدہ کرو اور (اپنے رب کا) قرب حاصل کرو۔"

جدید ترین علمی اور شعوری ترجمہ:

"مطالعہ کرو اور آگہی حاصل کرو [اقراء] اپنے رب کی امتیازی صفت کی [باسم ربک] کہ جس نے تخلیق کا عظیم کارِ نمایاں سرانجام دیا؛ جس نے انسان کو

محبت اور وابستگی کے [من علق] ساتھ تخلیق کیا۔ مطالعہ کرو اور آگاہی حاصل کرو اس حقیقت کی کہ تمہارا رب کس قدر زیادہ عنایات کرنے والا اور عظیم ہے، کیونکہ وہی ہے جس نے علم و آگاہی تحریر کے ذریعے عطا کی، اور اس طرح انسان کو وہ کچھ سیکھنے کے قابل بنایا جو وہ بصورت دیگر نہیں جان سکتا تھا۔ ایسا ہرگز نہیں ہے [کَلَّا] کہ انسان لازمی طور پر سرکشی پر اتر آئے [لیطی] جب وہ یہ دیکھے کہ وہ تو خود کفیل و خود مختار ہے [أَنْ زَاہُ اسْتَعْنٰی]۔ وہ یہ حقیقت خوب جانتا ہے کہ سب کو بالآخر تمہارے رب ہی کی طرف لوٹنا ہے۔ لیکن کیا تم نے ایسے انسان نہیں دیکھے جو ان لوگوں کا راستہ روکتے ہیں جو ضابطہ الہی کی پیروی کر رہے ہوں [عبدالذاصلی]؟ ایسے لوگوں سے پوچھو کہ کیا تم نے تصدیق کر لی ہے [ارایت] کہ آیا وہ حق پر تھے اور تقویٰ کے راستے کی تلقین کرتے تھے، اور کیا انہوں نے یہ بھی چیک کر لیا تھا کہ آیا وہ جھوٹ کا پرچار کرتے تھے اور سچائی سے رُخ موڑ لیتے تھے؟ کیا انہیں احساس ہے کہ اللہ تعالیٰ تو خود سب کچھ دیکھ رہا ہے؟ اس قسم کی روش کی اجازت نہیں دی جاسکتی [کَلَّا]۔ اس لیے اگر وہ باز نہ آئے تو ہم خود ان کی بالادستی کے خلاف پیش قدمی کریں گے [لنسفعا]، اُس بالادستی / حاکمیت [ناصیۃ] کے خلاف جو جھوٹ اور خطا کاری پر مبنی ہے [کاذبۃ خاطیۃ]۔ پھر وہ بلا لیں اپنی جمعیت کو بھی [نادیہ]؛ ہم بھی خاص قسم کے جلا دوں [الزبانۃ] کو بلا لیں گے۔ ایسی حرکات کی ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی [کَلَّا]۔ تم اس قماش کے لوگوں کی کوئی بات من مانو [لا تطع] بلکہ اپنے رب کی مکمل فرمانبرداری اختیار کرتے ہوئے اُس کی قربت کا سامان کرو۔"

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 57

سورۃ الضحیٰ [93] اور سورۃ الشرح [94]

جدید ترین علمی و عقلی تراجم

قرآن حکیم کے من گھڑت موروثی تراجم کو ملاوٹ سے پاک شفافیت کا حامل بنانے کی کوششوں کے ضمن میں ذیل میں دو مزید سورتیں اپنے تازہ ترین، انتہائی علمی اور شعوری تراجم کے ساتھ پیش کی جا رہی ہیں۔ یہ تازہ تراجم قرآن کے کلاسیکل درجے کے ادبی نثری اسلوب کا پورا لحاظ رکھتے ہوئے کوشش کرتے ہیں کہ اُسی کے متماثل اسلوب میں، بزبانِ اردو، ایک انتہائی قانونی، لفظ بہ لفظ تحویل پیش کی جائے جو ایک ناقابلِ رشک ماضی سے وراثت میں ملے ہوئے اُن غیر معیاری اور عامیانہ تراجم کے بالکل برعکس ہو جو ہمارے چاروں طرف بالعموم دستیاب ہیں۔

سورۃ الضحیٰ [93]

وَالضُّحَىٰ (۱) وَاللَّيْلُ إِذَا سَجَىٰ (۲) مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ (۳) وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ (۴) وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (۵) أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ (۶) وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ (۷) وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ (۸) فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ (۹) وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ (۱۰) وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (۱۱)

مروجہ روایتی ترجمہ:

"قسم ہے روز روشن کی اور رات کی جبکہ وہ سکون کے ساتھ طاری ہو جائے [اے نبی] تمہارے رب نے تم کو ہر گز نہیں چھوڑا اور نہ وہ ناراض ہوا اور یقیناً تمہارے لیے بعد کا دور پہلے دور سے بہتر ہے اور عنقریب تمہارا رب تم کو اتنا دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے کیا اس نے تم کو یتیم نہیں پایا اور پھر ٹھکانا فراہم کیا؟ اور تمہیں ناواقف راہ پایا اور پھر ہدایت بخشی اور تمہیں نادار پایا اور پھر مالدار کر دیا لہذا یتیم پر سختی نہ کرو اور سائل کو نہ جھڑکو اور اپنے رب کی نعمت کا اظہار کرو" [مودودی]۔

جدید ترین علمی و شعوری ترجمہ:

"وحی الہی کی روشنی [والضحیٰ] اور وہ تاریکیاں [واللیل] جب انہوں اس روشنی کو ڈھانک دیا تھا، اس حقیقت پر شاہد ہیں کہ آپ کے پروردگار نے نہ ہی آپ کو تنہا چھوڑا ہے [ماودعک] اور نہ ہی فراموش کر دیا ہے۔ اور یقیناً آپ کی زندگی کا اگلا دور [للآخرۃ] اس پہلے دور سے بدرجہا بہتر ہو گا، کیونکہ آپ کا پروردگار آپ کو وہ کچھ عطا کر دے گا کہ آپ خوشیوں اور سکون و اطمینان سے بہرہ ور ہو جائیں گے۔ یاد کریں کہ اُس نے آپ کو ایک یتیم کی حیثیت میں دیکھا تو کیا اپنی سرپرستی سے سرفراز نہ فرمایا؟ پھر آپ کو گم گشتہ راہ پایا تو کیا راہنمائی عطا نہ کی؟ پھر آپ کو احتیاج میں دیکھا تو کیا آپ کو صاحب حیثیت اور خود کفیل نہ کر دیا؟ فلہذا، کسی یتیم کے ساتھ کبھی درشتی سے پیش نہ آنا؛ اور جب کسی سوالی کو دیکھو تو کبھی دھتکار نہ دینا؛ اور تم پر تمہارے پروردگار نے جو نعمتیں نازل کی ہیں ان کا اپنی گفتگو میں ہمیشہ ذکر کرتے رہنا۔"

مشکل الفاظ

Dad-Ha-Ya: ضحیٰ = to be smitten by sunbeams, suffer from the heat of the sun, become uncovered, be revealed, appear conspicuously.

Can also means those hours of the morning which follow shortly after sunrise, full brightness of the sun, sunshine, part of the forenoon when the sun is already high, bright part of the day when the sun shines fully, early afternoon, high noon, daytime/ daylight.

Siin-Jiim-Ya: سجی = to be calm/ quiet/ still, be covered or spread out with darkness.

Waw-Dal-Ayn: ودع = to leave/ depart/ forsake/ overlook/ disregard, place/ deposit.

Qaf-Lam-Ya: قلع = to hate, detest, abhor, dislike, forsake.

سورة الشرح [94]

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (۱) وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ (۲) الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ (۳) وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (۴) فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا (۵) إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا (۶) فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ (۷) وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ (۸)

مروجہ روایتی ترجمہ:

"اے نبی! کیا ہم نے تمہارا سینہ تمہارے لیے کھول نہیں دیا؟ اور تم پر سے وہ بھاری بوجھ اتار دیا جو تمہاری کمر توڑے ڈال رہا تھا اور تمہاری خاطر تمہارے ذکر کا آواز بلند کر دیا پس حقیقت یہ ہے کہ تنگی کے ساتھ فراخی بھی ہے بے شک تنگی کے ساتھ فراخی بھی ہے۔۔۔ لہذا جب تم فارغ ہو تو عبادت کی مشقت میں لگ جاؤ۔ اور اپنے رب ہی کی طرف راغب ہو۔" [مودودی]

جدید ترین علمی و شعوری ترجمہ:

"کیا یہ حقیقت نہیں کہ ہم نے تمہاری جدوجہد میں مدد کے لیے [لک] تمہاری ذہنی صلاحیتوں [صدرک] کو وسیع کر دیا [شرح]: اور اس طرح تمہیں ذمہ داریوں کے اُس بوجھ [وزرک] سے آزاد کر دیا [وضعنا] جس نے تمہاری پیٹھ کو جھکا رکھا تھا؟ اور پھر ہم نے تمہیں عزت و ناموری [ذکرک] میں بلند کر دیا [رفعنا]۔ پس یہ سمجھ لو کہ مصائب کے ساتھ ساتھ ہی آسانی اور افراط [یسر] بھی آتی ہیں۔ بیشک ہمیشہ مشکلات کے ساتھ ساتھ آسانی اور افراط بھی آتی ہیں۔ تو اب جب بھی تم دیگر ذمہ داریوں سے آزاد ہو جاؤ [اذا فرغت] تو اپنا نظم نافذ اور قائم کرنے کے لیے ڈٹ جاؤ [فانصب]؛ اور اپنے پروردگار کے مقاصد کی تکمیل کی جانب [الی ربک] توجہ سے راغب ہو جاؤ۔"

مشکل الفاظ

Shiin-Ra-Ha: شرح = to open/ enlarge/ expand/ spread, uncover/ disclose/ explain.

Sad-Dal-Ra: در = To return from, come back, proceed, issue or emanate from, go forward, advance or promote, come to pass, happen, emanate from, strike on the chest/ breast, commence. Anything that fronts, or faces one; hence breast, chest or bosom [often meaning his mind]. The fore part of anything.

Going, or turning back and away.

sadr - heart/ breast/ chest, mind, prominent place.

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 58

سورۃ الشمس [91] اور سورۃ اللیل [92]

جدید ترین علمی و عقلی تراجم

سورۃ الشمس [91]

ذیل میں دیے گئے روایاتی ترجمے میں قسمیں اٹھانے کی تکرار، "اللہ کی اونٹنی" [ناقۃ اللہ] اور "اُس کا پانی پینا" [وسقیہا]، نیز اہل شمود کے ہاتھوں "اس کا قتل" [فَعَقَرُوهَا] وغیرہ کی غیر عقلی منطق پر غور فرمائیں۔ یہ وہ دیومالائی طرز کی خرافات ہیں جو پرانے وقتوں سے ہمیں قرآن کی روایتی تفاسیر سے ورثے میں ملی ہیں؛ پھر سورت کے آخر میں اہل شمود کا تباہ ہو کر مٹی میں مل جانے پر بھی غور فرمائیں، اور پھر دیکھیں کہ ان سازشی ملاوٹوں کو ایک جدید عقلی اور سخت قانونی ترجمے کے ذریعے قرآن کو اُس کی اپنی سچی روشنی میں شفاف کرنے کی کوششوں کے اس سلسلے میں کیسی خوبصورتی کے ساتھ باطل کر دیا گیا ہے۔

وَالشَّمْسُ وَضُحَاهَا (۱) وَالْقَمَرُ إِذَا تَلَّاهَا (۲) وَالنَّهَارُ إِذَا جَلَّاهَا (۳) وَاللَّيْلُ إِذَا بَغَشَّاهَا (۴) وَالسَّمَاءُ وَمَا بَنَاهَا (۵) وَالْأَرْضُ وَمَا طَحَاهَا (۶) وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا (۷) فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا (۸) قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا (۹) وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا (۱۰) كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا (۱۱) إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا (۱۲) فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا (۱۳) فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوَّاهَا (۱۴) وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا (۱۵)

عمومی روایتی ترجمہ

"سورج کی اور اس کی دھوپ کی قسم ہے۔ اور چاند کی جب وہ اس کے پیچھے آئے۔ اور دن کی جب وہ اس کو روشن کر دے۔ اور رات کی جب وہ اس کو ڈھانپ لے۔ اور آسمان کی اور اس کی جس نے اس کو بنایا۔ اور زمین اور اس کی جس نے اس کو بچھایا۔ اور جان کی اور اس کی جس نے اس کو درست کیا۔ پھر اس کو اس کی بدی اور نیکی سمجھائی۔ بے شک وہ کامیاب ہوا جس نے اپنی روح کو پاک کر لیا۔ اور بے شک وہ غارت ہوا جس نے اس کو آلودہ کر لیا۔ شمود نے اپنی سرکشی سے (صالح کو) جھٹلایا تھا۔ جب کہ ان کا بڑا بد بخت اٹھا۔ پس ان سے اللہ کے رسول نے کہا کہ اللہ کی اونٹنی اور اس کے پانی پینے کی باری سے بچو۔ پس انہوں نے اس کو جھٹلایا اور اونٹنی کی کوئی نہیں کاٹ ڈالیں۔ پھر ان پر ان کے رب نے ان کے گناہوں کے بدلے ہلاکت نازل کی۔ پھر ان کو برابر کر دیا۔ اور اسے (اپنے اس فعل کے) کسی برے نتیجے کا کوئی خوف نہیں ہے۔"

جدید ترین علمی و شعوری ترجمہ

"سورج اور اس کی روشنی کا مشاہدہ اور اس پر غور کیا کرو، اور چاند پر بھی جب وہ اس کے پیچھے پیچھے آتا ہے؛ اور دن پر غور کرو جب وہ اپنی روشنی پھیلا دیتا ہے، اور اس رات کی آمد پر بھی غور کرو جب وہ اس روشنی کو ڈھانک لیتی ہے؛ نیز اس پوری کائنات پر غور کیا کرو اور اُس حکمت و مقصد پر جس نے اسے تخلیق کیا ہے؛ اور غور کرو اس زمین پر اور اس طبعی طریق کار پر جس نے اسے پھیلا یا اور وسیع کیا ہے؛ اور انسانی ذات پر بھی غور کیا کرو اور دیکھو کہ اسے کیسے قابلِ تعریف انداز میں تشکیل دیا گیا ہے، کہ اس میں اس کی شکستگی و بربادی اور اس کی مضبوطی و ارتقاء دونوں صلاحیتیں ودیعت کر دی گئی ہیں۔ پس وہ جنہوں نے اسکی پرورش و افزائش کا سامان کر لیا، وہ پختگی اور خوشحالی حاصل کر گئے؛ ورنہ جو اس کے امکانات کو ضائع کر گئے، زوال کا شکار ہو گئے۔ اہل شمود نے بھی اپنی سرکشی کے باعث جھوٹ کی راہ اپنائی تھی۔ جب ان کے بدترین لوگ [اشقہا] مخالفت میں کھڑے کر دیے گئے [انبعث] تو اللہ کے پیغمبر نے انہیں بتایا کہ اللہ کا عطا کردہ بہترین اور قابلِ تعریف ضابطہ کیا ہے [ناقۃ اللہ] اور وہ کس طرح علم اور فیوض و برکات سے سیراب کر دیتا ہے

or succeeds another thing without interruption. It is a double plural feminine of mu'aqqib. The plural feminine form indicates the frequency of the deeds, since in Arabic the feminine form is sometimes employed to impart emphasis and frequency.

سورۃ اللیل [۹۲]

براہ کرم جدید عقلی ترجمے کی ذیل میں کی گئی کاوش میں معانی کی گہرائی اور قرآن کے بلند و بالا اہداف کی مطابقت پر غور فرمائیں، اور اس کا موازنہ کریں پرانے عمومی موروثی ترجمے کے ساتھ جو کہ سازشی تفاسیر کے اثرات کے تحت کیا گیا ہے۔

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى (۱) وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى (۲) وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَى (۳) إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّى (۴) فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَانْتَصَى (۵) وَاصْدَقْ بِالْحَسَنَى (۶) فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى (۷) وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى (۸) وَكَذَّبَ بِالْحَسَنَى (۹) فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى (۱۰) وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّى (۱۱) إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَى (۱۲) وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَى (۱۳) فَأَنْذَرْنَكُمْ نَارًا تَلْقَى (۱۴) لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى (۱۵) الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّى (۱۶) وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى (۱۷) الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى (۱۸) وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى (۱۹) إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى (۲۰) وَلَسَوْفَ يَرْضَى (۲۱)

قدیمی روایتی ترجمہ

"قسم ہے رات کی جبکہ وہ چھا جائے۔ اور دن کی جبکہ وہ روشن ہو۔ اور اُس ذات کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا۔ درحقیقت تم لوگوں کی کوششیں مختلف قسم کی ہیں۔ تو جس نے (راہ خدا میں) مال دیا اور (خدا کی نافرمانی سے) پرہیز کیا۔ اور بھلائی کو سچ مانا۔ اس کو ہم آسان راستے کے لیے سہولت دیں گے۔ اور جس نے بخل کیا اور (اپنے خدا سے) بے نیازی برتی۔ اور بھلائی کو جھٹلایا۔ اس کو ہم سخت راستے کے لیے سہولت دیں گے۔ اور اُس کا مال آخر اُس کے کس کام آئے گا جبکہ وہ ہلاک ہو جائے؟ بے شک راستہ بتانا ہمارے ذمہ ہے۔ اور درحقیقت آخرت اور دنیا، دونوں کے ہم ہی مالک ہیں۔ پس میں نے تم کو خبردار کر دیا ہے بھڑکتی ہوئی آگ سے۔ اُس میں نہیں جھلے گا مگر وہ انتہائی بد بخت۔ جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا۔ اور اُس سے دور رکھا جائیگا وہ نہایت پرہیزگار۔ جو پاکیزہ ہونے کی خاطر اپنا مال دیتا ہے۔ اُس پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہے جس کا بدلہ اُسے دینا ہو۔ وہ تو صرف اپنے رب برتر کی رضا جوئی کے لیے یہ کام کرتا ہے۔ اور ضرور وہ (اُس سے) خوش ہو گا۔"

جدید ترین علمی و شعوری ترجمہ

"غور کرو رات کے اندھیرے پر جب وہ چھا جاتا ہے اور تمہارے اعمال کو پوشیدہ کر لیتا ہے [یعنی]: اور دن پر غور کرو جب وہ تمام پردے اٹھا دیتا ہے؛ اور اُس حکمت پر غور کرو جس کے ساتھ نر اور مادہ کی اکائیوں میں تمہاری تقسیم کی گئی ہے۔ بے شک تمہاری اس زندگی میں تمہاری کاوشیں [سعیکم] مختلف النوع [لشئی] ہو ا کرتی ہیں۔ لہذا تم میں سے وہ جنہوں نے سخاوت اور پرہیزگاری سے کام لیا اور معاشرے کے حسن و توازن کے لیے عملی کام کیا [صدق بالحسنی]، ہم ان کے لیے فراوانی اور بہتات [للیسرئ] کے راستے آسان کر دیں گے [سینرہ]۔ اور ان کے لیے جنہوں نے بخل اور خود غرضی سے کام لیا، اور معاشرے کے حسن و توازن کے خلاف چلتے رہے [کذب بالحسنی]، ہم ان کے لیے مشکلات اور تنگی کے راستے کھول دیں گے۔ پس ان کی تمام دولت جب ختم ہو جائیگی [اذتردئ] تو ان کے کسی کام نہ آسکے گی [مایغنی]۔ درحقیقت، صحیح راہنمائی دینا ہمارا ہی فرض ہے۔ اور یہ بھی ہمارا ہی حق ہے کہ آخرت اور اس زندگی میں تمہارا فیصلہ کریں۔ فلہذا، ہم نے تمہیں بھڑکتی آگ والے انجام سے آگاہ کر دیا ہے۔ اُس کا شکار صرف وہی ہوں گے [یصلھا] جو نہایت بد بخت ہوں گے، جنہوں نے جھوٹ پر انحصار کیا ہو گا اور سچ سے منہ موڑا ہو گا۔ اور پرہیزگاروں کو اُس سے بچا لیا جائے گا [سینجہا]؛ یہ وہ ہوں گے جنہوں نے اپنی دولت میں سے خرچ کیا ہو گا اور اپنی ذات کا ارتقاء حاصل کر لیا ہو گا۔ ان میں سے کوئی ایک بھی کسی معاوضے کی توقع نہ رکھتا ہو گا، سوائے اللہ کی توجہ اور خوشنودی کی خواہش کے۔ ایسے لوگ یقیناً ایک پر لطف اور مطمئن زندگی گزاریں گے۔"

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 59

سورة البلد [90]

جدید ترین علمی و عقلی تراجم

سورة البلد [90]

ازراہ کرم ذیل میں دیے گئے مبہم اور عدم تسلسل کا شکار روایتی تراجم کے نمونے پر ایک نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ یہ کیسے بے حس انداز میں قرآنی الفاظ کے غیر نمائندہ معانی کو استعمال میں لارہے ہیں۔ دیکھیے کہ ان کی یہ خواہش پرستانہ حکمت عملی کیسے قرآن کے آفاقی اور ابدی اہداف و مقاصد کو بڑے پیمانے پر ناقابل فہم بنا دیتی ہے۔ ہماری بد نصیبی ہے کہ ہمارے چاروں اطراف میں اسی نوعیت کا مواد دستیاب ہے اور پوری مسلم کمیونٹی کو ایک نہایت زنج کر دینے والی صورت حال میں مبتلا کر رہا ہے۔ براہ مہربانی اس کے بعد میں آنے والی اس کوشش کا بھی مطالعہ کریں جو قرآن میں داخل کردہ ملاوٹوں کو پاک کرنے کے ضمن میں کی جا رہی ہے اور دیکھیں کہ ایک علمی اور شعوری ترجمے کے ذریعے قرآن کی سچی روشنی کیسے انسانیت کو فیضیاب کر دیتی ہے۔

لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ (۱) وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ (۲) وَالْوَالِدِ وَمَا وَلَدَ (۳) لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ (۴) أَيْحَسِبُ أَنْ لَنْ يَفْعَرَّ عَلَيْهِ أَحَدٌ (۵) يَقُولُ أَهْلَكْتُ مَالًا لُبَدًا (۶) أَيْحَسِبُ أَنْ لَمْ يَرَهُ أَحَدٌ (۷) أَلَمْ نَجْعَلْ لَهُ عَيْنَيْنِ (۸) وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ (۹) وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ (۱۰) فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ (۱۱) وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ (۱۲) فَكُ رَقَبَةً (۱۳) أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ (۱۴) يَتَّبِعُنَا ذَا مَقَرَبَةٍ (۱۵) أَوْ مَسْكِينًا ذَا مَتَرَبَةٍ (۱۶) ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ (۱۷) أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ (۱۸) وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ (۱۹) عَلَيْهِمْ نَارٌ مُؤَصَّدَةٌ (۲۰)

قدیمی روایتی تراجم کا ایک نمونہ

"میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی۔ اور حال یہ ہے کہ (اے نبی) اس شہر میں تم کو حلال کر لیا گیا ہے۔ اور قسم کھاتا ہوں باپ کی اور اس اولاد کی جو اس سے پیدا ہوئی۔ درحقیقت ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے۔ کیا اُس نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اُس پر کوئی قابو نہ پاسکے گا؟ کہتا ہے کہ میں نے ڈھیروں مال اڑا دیا۔ کیا وہ سمجھتا ہے کہ کسی نے اُس کو نہیں دیکھا؟ کیا ہم نے اُسے دو آنکھیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیے؟ اور دونوں نمایاں راستے اُسے (نہیں) دکھا دیے؟ مگر اس نے دشوار گزار گھاٹی سے گزرنے کی ہمت نہ کی۔ اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ دشوار گزار گھاٹی؟ کسی گردن کو غلامی سے چھڑانا۔ یا فاقے کے دن کسی قریبی یتیم یا خاک نشین مسکین کو کھانا کھلانا (اس کے ساتھ یہ کہ) آدمی اُن لوگوں میں شامل ہو جو ایمان لائے اور جنہوں نے ایک دوسرے کو صبر اور (خلق خدا پر) رحم کی تلقین کی۔ لوگ ہیں دائیں بازو والے۔ اور جنہوں نے ہماری آیات کو ماننے سے انکار کیا وہ بائیں بازو والے ہیں۔ ان پر آگ چھائی ہوئی ہوگی۔"

جدید ترین علمی و شعوری ترجمہ

"میں اس شہر کی قسم نہیں کھاتا [لا اقسام] اگرچہ کہ تم اسی شہر کے باسی ہو۔ لیکن میں قسم کھاتا ہوں اُس محبت کی جو ایک باپ اور اُس کی اولاد کے درمیان

موجود ہوتی ہے کہ ہم نے انسان کو دو متبادل اختیاری راہوں کے درمیان پیدا کیا ہے [فی کبد]۔ کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ کوئی اس کے حقیقی کردار کی تفتیش و تعیین نہیں کر سکتا [یقدر علیہ]؟ وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ تو اپنے مال میں سے بے تحاشا خرچ کرتا رہا ہے؟ کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اُس کی سچائی پر کھنے کے لیے کوئی اس کی نگرانی نہیں کر رہا؟ کیا ہم نے ہی اسے دو آنکھیں، ایک زبان اور دو ہونٹ مہیا نہیں کیے ہیں؟ اور پھر اس کی راہنمائی اُن دو شاہراہوں کی جانب نہیں کر دی؟ لیکن اس نے ان میں سے مشکل چڑھائی والا راستہ چڑھنے کی کوشش [فَلَا اقْتَحَمَ] ہی نہیں کی۔ اور تمہیں کون یہ شعور دے گا کہ یہ مشکل چڑھائی والا راستہ دراصل کیا ہے [مَا الْعَبْدَةُ]۔ یہ راستہ ہے کسی قیدی کو یا کسی قسم کی پابندی میں جکڑے ہوئے انسان کو آزادی میسر کرنا؛ یا بھوک اور قحط کے دور میں اپنے قریبی یتیم کو یا فلاکت زدہ مسکین کو سامانِ زیست عطا کرنا۔ اس کے بعد ہی وہ اُن میں شمار کیا جائے گا جنہوں نے امن و ایمان کی دولت حاصل کر لی اور استقامت و رحمت کے راستے کی تلقین کرتے رہے۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو یمن و سعادت والے ہیں [اصحاب المیمۃ]۔ اس کی بہ نسبت وہ جنہوں نے اللہ کے پیغام کو جھٹلایا، وہ بدی اور پھٹکار کے حامل ہیں [اصحاب المشامۃ]۔ ان کا انجام ایک ایسی آگ ہے جو مستقل بھڑکنے والی [موصدۃ] ہے۔"

مشکل الفاظ کے مستند معانی:

Kabad – کب د: In the middle of two options or extremities.

Qaf-Dal-Ra: ق در = to measure/decree/determine/stint/straiten, to have power, to be able, a measure, means, ability, a term/decree, doom, destiny, measured, decreed.

qudrun – knowledge, law, value, power, measure, majesty, ability, glory, honour, standard, limit, destiny. taqdir – knowledge, law, measuring decree, judgement, ordering. maqduran – made absolute, executed. miqdar – due measurement, definite quantity. qidr (pl. qudurun) – cooking pot. qaddara – to make possible, prepare, devise, lay plan, facilitate. muqtadir – powerful, able to prevail.

= Lam-Ba-Dal: لبد = stuck/clave/adhered (to the ground/thing), remain fixed/steady and looked or considered, remain/continue/dwelt/stay in a place, become intermingled/compacted/coherent, make together, become felted, aquat, swarm, stifling crowd, that which is packed densely, abundant/much.

Qaf-Ha-Miim: ا ق تھم: ق ح م = to rush, enter, undertake, attempt (the uphill path), make haste, try, plunge, invade, jump, impel, embark boldly.

Mayimanati – میمنۃ: Ya-Miim-Nun = right side, right, right hand, oath, bless, lead to the right, be a cause of blessing, prosperous/fortunate/lucky.

Mush'amati – مشامة: Shiin-Alif-Miim = to draw ill or misfortune upon oneself, cause dismay or ill luck, to be unlucky, be struck with wretchedness and contempt, regarding as an evil omen, unprosperous, left of something (in space/direction), desiring the left, journey to Syria, occupants of low ignoble place, a mole. shu'mun – wretchedness, contempt, calamity, unrighteousness. ashab al mash'amah – the wretched ones, those who have lost themselves in evil and are prone to unrighteousness. Those who shall have their records given to them in their left hand.

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 60

سورۃ النجر [89]

جدید ترین علمی و عقلی تراجم

پیش لفظ

قرآن کی یہ سورت اپنی ابتدا میں ایک خاصی علامتی اور استعاراتی نثر کے اسلوب میں پیش کی گئی ہے۔ یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ اس میں شامل بعض اکیلے الفاظ، یادو الفاظ کی جوڑی اور بعض دیگر نہایت مختصر جملوں سے یہ اخذ کرنا بہت مشکل ہے کہ یہاں سے اللہ تعالیٰ کیا مراد لے رہے ہیں۔ اسی لے یہ عمومی طور پر نوٹ کیا گیا ہے کہ ابھی تک کسی بھی فاضل مترجم نے اس کا ایک ایسا ترجمہ پیش نہیں کیا ہے جس کے اندر اپنے ذاتی تصورات سے الفاظ کا اضافہ نہ کیا گیا ہو، یا وضاحتی تبصرہ نہ پیش کیا گیا ہو، یا کچھ پس منظر کی معلومات درج نہ کی ہوں، یا کسی اور قسم کا امکانی یا فرضی تناظر پیش کرنے کی کوشش نہ کی ہو۔ تاہم، یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ کسی بھی دیگر زبان میں منتقلی کے عمل میں باری تعالیٰ کے الفاظ میں کسی قسم کے انسانی اضافے کا داخل کیا جانا جائز نہیں ہے خواہ اس کے لیے کسی تشریح کی دلیل سامنے لائی جائے، خواہ کسی قسم کی وضاحت کا بہانہ تلاش کیا جائے۔ ایسی کوئی بھی حرکت یقینی طور پر اس کلام کی شفافیت اور اصلیت کو برباد کر دینے کے مترادف ہے۔ قرآن کی عبارت میں انسانی مداخلت اس کے تقدس کی پامالی اور ایک جرم ہے کیونکہ یہ اس کی شکل و صورت اور اس کی روح میں بگاڑ پیدا کر سکتی ہے جب کہ وہ خود یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ مکمل طور پر خود تشریحی اور مفصل شکل میں نازل کیا گیا ہے۔ لیکن، اس کے ساتھ ساتھ، روایاتی مترجموں کا ایک اور بڑا گروہ ایسا بھی ہے جس نے اپنی جانب سے اضافوں کا طریقہ اختیار نہیں کیا، لیکن وہ بھی اُس الہامی پیغام کا سر اور پیر واضح کرنے میں بُری طرح ناکام رہے ہیں جو ان آیات کے ذریعہ انسانوں تک پہنچایا جا رہا ہے۔ یہ سب کے سب اپنے کام میں بالعموم عبارت کے تسلسل اور باہمی ربط کو ملحوظ رکھنے میں کامیاب نہیں رہے۔ اس طرح انسان فوری طور پر یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ان لوگوں نے جان بوجھ کر قرآن کے ذخیرہ الفاظ کا نہایت عامیانہ انداز کا ترجمہ کرنے کا وطیرہ اختیار کیے رکھا اور اس طرح اپنے پیچھے ایک واضح طور پر مبہم، عجیب و غریب اور سمجھ میں نہ آنے والا کام چھوڑ گئے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ انہیں یہ ہدایات دی گئی تھیں کہ قرآن کے اصل نچوڑ کو ایک ایسے بے کار، غیر معیاری اور منفی تصورات کی شکل میں چھوڑا جائے کہ عوام کی نظر سے اس کی سچی روشنی اوجھل رہے۔ جہاں تک متاخرین اور ہم عصروں کا تعلق ہے، ان کے لیے یہ مسئلہ ان کے مقدس بزرگوں کے کام سے مطابقت برقرار رکھنے سے تعلق رکھتا تھا، جس سے انحراف ان کے لیے گویا بزرگوں کے تقدس کی پامالی تھا۔

اس عمومی روش کے مطابق جب ہم اللہ کو ایسی عمومی، روزمرہ کی روٹین سے تعلق رکھنے والی چیزوں کی قسمیں کھاتے ہوئے دیکھتے ہیں جیسے "صبح"، یا "دن کا پھوٹنا"، یا کوئی نامعلوم "دس راتیں"، اور پھر "طاق اور جفت" اعداد، اور پھر "رات جب وہ پھیل جائے"، وغیرہ وغیرہ، تو ہمارا سامنا چند لا ینخل معموں سے پڑ جاتا ہے۔ ہمارے ہی وقتوں کے ایک آزمودہ کار اور فاضل مفسر نے جو فلوریڈا، امریکہ سے تعلق رکھتے ہیں، سخت کوشش کی کہ ان الفاظ کو اسلام سے ماقبل کے زمانے کے کچھ بت پرست عربوں کی رسومات سے جوڑ دیا جائے تاکہ ان سے کوئی بامعنی پیغام حاصل کیا جاسکے۔ لیکن قرآن کی عبارت میں کسی قسم کی بھی ذاتی تصوراتی ملاوٹ کی یا جوڑ توڑ کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ یہ ایک غیر مبدل قانون ہے کہ قرآن سختی کے ساتھ قرآن کے ہی اپنے الفاظ سے سمجھا جانا چاہیے اگر واقعی ہم چاہتے ہوں کہ اس کی سچی روشنی کو دریافت کر لیا جائے۔

تو اب ایک نہایت پر مشقت کوشش کی گئی ہے کہ قرآن کی اس سورت کے ترجمے میں دلیل اور عقلیت کے عناصر دیکھے جاسکیں اور اس کے ساتھ ہی متن میں تسلسل اور ربط و ضبط بھی۔ یہ کوشش اس ادارے کی لازمی روٹین کے مطابق کی گئی ہے جس کی رُو سے ایک ایسا کڑا اور قانونی ترجمہ سامنے لایا جاتا ہے جو قرآن کی شفافیت اور اس کی اصل روح ذرہ برابر بھی بگڑنے نہیں دیتا۔ تو آئیے دیکھتے ہیں آیا کہ اب یہ اُس آدرش یا آئیڈیل کی ایک صاف ستھری تصویر پیش کرتا ہے جس کی قرآن تعلیم دینا چاہتا ہے یا نہیں۔ براہ مہربانی اس کا مطالعہ اُس روایتی ترجمے کے موازنے کے ساتھ کریں جس کی نقل یہاں نیچے چسپاں کر دی گئی ہے۔

سورۃ الفجر [89]

وَالْفَجْرِ (۱) وَلَيَالٍ عَشْرٍ (۲) وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ (۳) وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ (۴) هَلْ فِي ذَلِكَ قَسَمٌ لِذِي حِجْرِ (۵) أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ (۶) إِرْمَ ذَاتِ الْعِمَادِ (۷) الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ (۸) وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ (۹) وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ (۱۰) الَّذِينَ طَعَوْا فِي الْبِلَادِ (۱۱) فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ (۱۲) فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ (۱۳) إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ (۱۴) فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ (۱۵) وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ (۱۶) كَلَّا ۚ بَلْ لَا تَكْرُمُونَ الْيَتِيمَ (۱۷) وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَى طَعَامِ الْمَسْكِينِ (۱۸) وَتَأْكُلُونَ النَّزَاثَ أَكْلًا لَمًّا (۱۹) وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا (۲۰) كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا (۲۱) وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا (۲۲) وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ ۚ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَأَنَّى لَهُ الذِّكْرَى (۲۳) يَقُولُ يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي (۲۴) فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ عَذَابُهُ أَحَدًا (۲۵) وَلَا يُوثِقُ وَثَاقُهُ أَحَدًا (۲۶) يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (۲۷) ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً (۲۸) فَادْخُلِي فِي عِبَادِي (۲۹) وَادْخُلِي جَنَّتِي (۳۰)

قدیمی بے ربط اور لامعنی روایتی تراجم کا ایک نمونہ

"فجر کی قسم اور دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی اور رات کی جب جانے لگے، اور بے شک یہ چیزیں عقلمندوں کے نزدیک قسم کھانے کے لائق ہیں کہ [کافروں کو ضرور عذاب ہو گا]۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے عاد کے ساتھ کیا کیا [جو] ارم [کہلاتے تھے اتنے] دراز قد کہ تمام ملک میں ایسے پیدا نہیں ہوئے تھے۔ اور ثمود کے ساتھ [کیا کیا] جو وادی (قری) میں پتھر تراشتے تھے (اور گھر بناتے) تھے۔ اور فرعون کے ساتھ (کیا کیا) جو خیمے اور میخیں رکھتا تھا۔ یہ لوگ ملکوں میں سرکش ہو رہے تھے۔ اور ان میں بہت سی خرابیاں کرتے تھے۔ تو تمہارے پروردگار نے ان پر عذاب کا کوڑا نازل کیا۔ بے شک تمہارا پروردگار تاک میں ہے۔ مگر انسان (عجیب مخلوق ہے کہ) جب اس کا پروردگار اس کو آزماتا ہے تو اسے عزت دیتا اور نعمت بخشتا ہے۔ تو کہتا ہے کہ (آہا) میرے پروردگار نے مجھے عزت بخشی۔ اور جب (دوسری طرح) آزماتا ہے کہ اس پر روزی تنگ کر دیتا ہے تو کہتا ہے کہ (ہائے) میرے پروردگار نے مجھے ذلیل کیا۔ نہیں بلکہ تم لوگ یتیم کی خاطر نہیں کرتے۔ اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہو۔ اور میراث کے مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو۔ اور مال کو بہت ہی عزیز رکھتے ہو۔ تو جب زمین کی بلندی کوٹ کوٹ کوپست کر دی جائے گی۔ اور تمہارا پروردگار (جلوہ فرما ہو گا) اور فرشتے قطار باندھ باندھ کر آمو جوہوں گے۔ اور دوزخ اس دن حاضر کی جائے گی تو انسان اس دن متنبہ ہو گا مگر تنبیہ (سے) اسے (فائدہ) کہاں [مل سکے گا] کہے گا کاش میں نے اپنی زندگی (جاودانی کے لیے) کچھ آگے بھیجا ہوتا۔ تو اس دن نہ کوئی خدا کے عذاب کی طرح کا (کسی کو) عذاب دے گا۔ اور نہ کوئی ویسا جکڑنا جکڑے گا۔ اے اطمینان پانے والی روح! اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل۔ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ تو میرے (ممتاز) بندوں میں شامل ہو جا۔ اور میری بہشت میں داخل ہو جا۔" [جالد ہری]

جدید ترین علمی و عقلی ترجمہ

[اصولی وضاحت: کیونکہ اصولی طور پر قرآنی ترجمے کے متون میں ایک لفظ کی بھی تبدیلی، توضیح یا تشریح، یا اضافے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، اس لیے ترجمے سے قبل ہی دو عدد نکات کے ذریعے متن میں آنے والے دو اہم الفاظ کا پس منظر کلیہ کر دیا جاتا ہے تاکہ ترجمے کو آسانی، ہضم کر لینے کی راہ ہموار ہو جائے اور ذہن میں سوالات پیدا نہ ہونے دیے جائیں۔ نکتہ نمبر ۱] لفظ "لیل" سے متعلق ہے۔ یہ لفظ قرآن میں بہت سے مقامات پر تاریکی یا تاریک دور کے استعارے کے طور پر استعمال ہوا ہے جو کہ عرب کے قبل از اسلام کے دور کی علامتی نمائندگی کرتا ہے۔ اور۔۔۔۔۔ نمبر ۲] پر لفظ "عشر" ہے جسے نام نہاد "دس" کے عدد کے طور پر لیا گیا ہے حالانکہ نبی پاک کے دور میں اعداد کے لیے متعین الفاظ کا استعمال ابھی داخل زبان نہیں ہوا تھا۔ اُس وقت تک اعداد صحرائے عرب میں متعارف نہیں ہوئے تھے۔ ایسا صرف نویں صدی عیسوی میں ہوا کہ ایک عرب عراقی حساب دان الکندی نے ایرانی حساب دان الخوازمی کے ساتھ مل کر عربی زبان میں اعداد روشناس کروائے۔ پس یہاں "عشر" کو دس کے معنی میں لینا بالکل بھی قابل قبول نہیں ہے کیونکہ نبی پاک کے دور میں اعداد کا اظہار عربی حروف تہجی کے ذریعے کیا جاتا تھا، عربی الفاظ سے نہیں۔ تو ابجد کے نظام میں، عربی حروف تہجی کا پہلا حرف "الف" ایک کے عدد کی ترجمانی کرتا تھا؛ دوسرا حرف "ب" دو کے عدد کی، وغیرہ۔ انفرادی حروف ہی دس اور سو کی نمائندگی کرتے تھے: "ی" دس [10] کے لیے استعمال ہوتا تھا، "ک" بیس [20] کے لیے، "ق" سو [100] کے لیے، وغیرہ، وغیرہ۔]

اب ترجمہ پڑھیں:

"غور کرو سچائی سے مجرمانہ انحراف پر [والفجر: فاجر، فجور]، اور تاریکی کے ان ادوار پر جہاں قریبی معاشرتی میل جول کا فقدان تھا [لیال عشر]، اور صلح صفائی اور شفاعت کی کوششوں پر [والشفع]، اور نفرت اور خوف و ہراس کی صورت حال پر [والوتر]۔ اور جب یہ تاریکی پھیل کر سب پر محیط ہو جائے تو پھر ایسی صورت حال کے بارے میں ارباب عقل و دانش کے لیے [لذی حجر] اپنی رائے فیصلوں میں تقسیم ہو جانے [قسم] کا کوئی جواز ہے؟ کیا آپ نے غور نہیں کیا کہ ایسی ہی صورت حال میں آپ کے پروردگار نے قوم عاد کے ساتھ کیسا معاملہ کیا تھا، وہ جو اہل ارم کھلاتے تھے اور بلند و بالا عمارتیں بناتے تھے جس کی مثال دیگر شہروں میں موجود نہیں تھی۔ اور اہل ثمود کو یاد کرو جو وادی میں بہت اونچی چٹانیں چھیل کر مسکن بنا لیتے تھے؛ اور وہ فرعون جو بڑے لشکروں کا مالک تھا [ذی الاوتاد] جو انسانی بستیوں میں سرکشی اور ظلم کیا کرتے تھے [طغوانی البلاد] اور وہاں فتنہ و فساد کو بڑھا دیتے تھے [فاکثروا فیہا الفساد]۔ آخر کار تمہارے پروردگار نے ان سب پر عذاب کے کوڑے برسا دیے۔ بے شک، تمہارا پروردگار نگرانی پر مستعد [بالمزصد] رہتا ہے۔ جہاں تک انسان کا تعلق ہے، جب اس کی آزمائش کے لیے اسے عزت و دولت دے دی جائے، تو وہ اقرار کرتا ہے کہ اس کے پروردگار نے اس پر عنایات کیں؛ لیکن جب اس کی آزمائش اس کا رزق محدود کر کے کی جائے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ اس کے پروردگار نے اسے ذلیل و خوار کر دیا۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ ایسا تو تمہارے ساتھ اس لیے کیا جاتا ہے کہ تم یتیمی کے ساتھ فراخ دلی کا سلوک نہیں کرتے اور بے کس غرباء کے رزق کا انتظام نہیں کرتے؛ اور تم ماضی کی تمام ترمیرات خود ہی کھا جانا چاہتے ہو کیونکہ تم دولت کے لیے ایک لا محدود حرص رکھتے ہو۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے [کلا]، کیونکہ جب تمام ناہمواریاں دور کر دی جائیں گی اور عوام الناس ایک برابر کے درجے کو پہنچا دیے جائیں گے [اذا دکت الارض دکا]، اور جب تمہارے پروردگار کی صفات مشہود ہو جائیں گی [جاء] اور اس کی قوتیں اور اختیار [الملک] بالترتیب سامنے آجائیں گے، اور جس وقت جہنم کی حقیقی صورت سامنے لے آئی جائیگی، تب اُس مرحلے پر انسان کو اپنے تمام سابقہ اعمال یاد آجائیں گے، اور یہ وہ وقت ہو گا کہ یہ یادداشت اُس کے کسی کام نہ آ سکے گی۔ وہ صرف پچھتاوے کے ساتھ یہی کہ سکے گا کہ کاش میں نے اپنی اس زندگی کی زاد راہ کے لیے [لحیاتی] بھی کچھ پیش رفت [قدمت] کر لی ہوتی۔ بہر حال، اُس مرحلے پر اس قماش کے انسانوں پر وارد ہونے والا عذاب کسی دوسرے پر اثر انداز نہیں ہو گا اور نہ ہی ایسوں پر عائد کی گئی گرفت کسی بھی اور کو اپنی پکڑ میں لے گی۔ پس تم میں سے وہ انسان جن کا نفس / اندرونی ذات ارتقاء پر اکراطمینان و قناعت حاصل کر چکا ہے [یا لبہتا النفس المطمئنة]، تم سب اپنے

پروردگار کے قرب میں لوٹ آوگے اس حالت میں کہ تم اس کی رضامندی میں سرشار ہو اور وہ تمہاری رضائیں؛ اور میرے صالح بندوں کی جمعیت میں شامل ہو جاوگے اور اس طرح میری جنت میں داخل ہو جاوگے۔
مشکل الفاظ کے مستند معانی:

Fa-Jiim-Ra ف ج ر = cut/ divide lengthwise, break open, vent, incline/ decline/ deviate, dawn/ sunrise/ daybreak, source, abundantly and suddenly, ample bounty/ generosity, a place from which water flows. Fujoor: Immorality, iniquity, depravation, debauchery, dissolution.

Ayn-Shiin-Ra ع ش ر = to take away a tenth part, make ten by adding one to nine, be the tenth. ashrun/ asharun (f.), asharatun/ ashratun (m.): ten, decade, period from three to ten. After twenty there is no difference between feminine and masculine. ashara - to consort, live with, cultivate one's society, become familiar. ashirun - companion, ashiratun - kindred, ma'sharun - company, race, multitude, who live in close communion with (pl. ashair). 'ashrin: social and familiar intercourse, intimacy, conversing together, become intimate with one another.

عشر = is accusative masculine noun - Ma'ashra is one of the derivative of it. Companion, intimate, social, surround, community, background, atmosphere, culture

Shiin-Fa-Ayn: ش ف ع = to make even that which was odd, make double, pair, make a thing to be one of the pair, adjoin a thing to its like, provide a thing which was alone with another, protect, mediate, intercede, be an intercessor. shaf'un - pair, double. shafa'at - likeness/ similarity, intercede or pray for a person.

Waw-Ta-Ra: و ت ر = to suffer loss, defraud, hate, render odd, harass, do mischief, render any one solitary, be single.

Ya-Siin-Ra: ی س ر = become gentle/ tractable/ manageable/ easy/ submissive/ liberal, become little in quantity/ paltry / no weight or worth, come from left, divide into parts/ portions, make easy/ smooth, adapt/ accommodate, play with gaming arrows (*al maysiri*), a game for stakes/ wagers involving risk.

Qaf-Siin-Miim: ق س م = to divide, dispose, separate, apportion, distribute. qasamun - oath. qismatun - partition, division, dividing, apportionment. maqsumun - divided/ distinct. muqassimun (vb. 2) - one who takes oath, who apportions. qasama (vb. 3) - to swear. aqsama (vb. 4) - to swear. taqasama

(vb. 6) – to swear one to another. muqtasimun (vb. 8) – who divides. istaqsama (vb. 10) – to draw lots. tastaqsimu – you seek division.

Ha-Jiim-Ra: ح ج ر = To deprive from, harden, hide, resist, forbid, prevent, hinder, prohibit access (to a place). To prevent/hinder/debar/withhold/restrain from a person or thing, prohibit/forbid/inhibit/interdict, to make boundary or enclose a thing, burn a mark around the eye of a camel or beast, to surround, make a thing unlawful or unallowable to a person, to be emboldened or encouraged, to slaughter by cutting the throat. hajar – a rock/stone or mass of rock.

Alif-Ra-Miim: ا ر م = to bite, eat all (the food), destroy the crops, reduce to misery and wretchedness. iram – stone set up in the desert, name of the city of the tribe or 'Aad, name of the great father of 'Aad from whom the tribe took its name, a mark made of stones.

Ayn-Miim-Dal: ع م د = to intend, support, place columns or pillars, place lofty structure, prop up, resolve, aim, direct, propose, commit (a sin intentionally), lofty structure, tent, pole, base, chief.

Waw-Ta-Dal: و ت د = to drive in a stake, fix a stake into the ground, fix a thing firmly. autaad – stakes, hosts, chiefs, armies, poles of tents.

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 61

سورة الغاشية [88]

جدید ترین علمی و عقلی تراجم

قرآن حکیم کی یہ سورت بھی ایک بلند و بالا ادبی اور استعاراتی اسلوب میں بیان کی گئی ہے۔ تاہم سازشیوں کے لیے اس خاص قسم کی نثر کو بگاڑ کر ایک اور ہی شکل دے دینا بہت ہی سہل تھا۔ جو کچھ انہیں اپنے مذموم مقاصد کو پورا کرنے کے لیے کرنا پڑا وہ صرف یہ تھا کہ اس کی تفسیر کرتے ہوئے اس کے اصل متن میں استعمال شدہ استعاراتی ذخیرہ الفاظ کو نہایت سادہ اور عامیانہ لفظی معانی سے تبدیل کر دیا جائے۔

اس مہم کو کامیابی سے انجام تک پہنچا دیا گیا، اور دنیا کی دوسری بڑی دینی اُمت چودہ سو سال تک رضامندی کے ساتھ اسی طبعی زندگی کے ایک اور آنے والے دور کے جسمانی لذائذ کے خواب دیکھنے میں مست کر دی گئی، جن میں حوروں کی غیر متعین کثرت تعداد، پُر تعیش محلات، شاہی مساند پر نشست، نوش جان کرنے کے انتظار میں شراب طہور کے لبریز پیالے، پاک و شفاف پانی اور دودھ کے بہتے ہوئے چشمے، استراحت کے لیے آرام دہ کُشن اور صوفے اور چلنے کے لیے قیمتی قالین وغیرہ شامل تھے! اس کے ساتھ ہی جانوروں کی ہیئت ترکیبی پر غور کرنے کے لیے اونٹ جیسے جانور پر تحقیق کرنے کی تجویز بھی دے دی گئی جیسا کہ آپ تمام روایتی تراجم کے پلندوں میں مشاہدہ کر لیں گے!

یہاں اس یاد دہانی کی تو شاید ہمیں ضرورت نہیں کہ قرآن کی اس سورت کا بیان آخرت کی آنے والی بلند تر درجے کی روحانی یا خالص شعوری زندگی سے متعلق ہے جہاں طبعی جسم کا از سر نو وجود میں آجانا دور دراز کے ممکنات میں سے بھی نہیں ہے۔ قوانین فطرت کی عملی کارروائی میں کوئی ریورس گیر نہیں لگتا اور گذرا وقت کبھی واپس نہیں آیا کرتا۔ زندگی کا سفر آگے ہی آگے کی جانب ایک ہی سمت میں رواں دواں ہے۔ فلہذا ایک طبعی جسم جو مردہ ہو کر ہزاروں برس قبل مٹی میں مل چکا ہو، اچانک کہیں سے دوبارہ نمودار نہیں ہو سکتا۔ تاہم اس قرآنی متن کے تمام موجود روایتی تراجم آخرت میں بھی انسانی زندگی کے شکست و ریخت کا شکار ہو جانے والے اُسی حیوانی وجود کے طبعی اور مادی تناظر سے ہی بھرے پڑے ہیں۔

ذیل میں ایک ایسے ترجمے کی کوشش کی گئی ہے جو مکمل طور پر علمی ہو، لغات اور گرامر کی رُو سے وثاقت کا حامل ہو، قرآنی متن ہی کے مطابق ادبی استعاراتی اسلوب رکھتا ہو اور آخرت کے قرآنی تصورات کے عین مطابق ہو۔ تو آئیے دیکھتے ہیں کہ آیا یہ کوشش اُس مقصود کی درست ترجمانی کرنے میں کامیاب رہی ہے جو قرآن نے انسان کی زندگی کی ایک بلند تر سطح کے لیے متعین کیا ہے جو اُسے ایک وعید کردہ دور آخرت میں عطا کی جائیگی۔

سورة الغاشية [88]

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْعَاشِيَةِ (۱) وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ (۲) عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ (۳) تَصَلَّى نَارًا حَامِيَةً (۴) تُسْفَى مِنْ عَيْنٍ
أَنِيةٍ (۵) لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ (۶) لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ (۷) وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ (۸) لِّسَعْيِهَا
رَاضِيَةٌ (۹) فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ (۱۰) لَا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً (۱۱) فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ (۱۲) فِيهَا سُرُرٌ
مَّرْفُوعَةٌ (۱۳) وَأَكْوَابٌ مَوْضُوعَةٌ (۱۴) وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ (۱۵) وَزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ (۱۶) أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ

كَيْفَ خُلِقَتْ (۱۷) وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ (۱۸) وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ (۱۹) وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ (۲۰) فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ (۲۱) لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيِّرٍ (۲۲) إِلَّا مَنْ تَوَلَّى وَكَفَرَ (۲۳) فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ (۲۴) إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ (۲۵) ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ (۲۶)

مروجہ ناقابل فہم روایتی ترجمہ

کیا تمہیں اُس چھا جانے والی آفت کی خبر پہنچی ہے؟ کچھ چہرے اُس روز خوف زدہ ہونگے۔ سخت مشقت کر رہے ہونگے۔ تھکے جاتے ہونگے۔ شدید آگ میں جھلس رہے ہونگے۔ کھولتے ہوئے چشمے کا پانی انہیں پینے کو دیا جائے گا۔ خاردار سوکھی گھاس کے سوا کوئی کھانا ان کے لیے نہ ہو گا جو نہ موٹا کرے نہ بھوک مٹائے۔ کچھ چہرے اُس روز بارونق ہوں گے۔ اپنی کارگزاری پر خوش ہونگے۔ عالی مقام جنت میں ہوں گے۔ کوئی بیہودہ بات وہاں نہ سنیں گے۔ اُس میں چشمے رواں ہونگے۔ اُس کے اندر اونچی مسندیں ہوں گی۔ ساغر رکھے ہوئے ہوں گے۔ گاؤ تکیوں کی قطاریں لگی ہوں گی اور نفیس فرش بچھے ہوئے ہوں گے۔ [یہ لوگ نہیں مانتے] تو کیا یہ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بنائے گئے؟ آسمان کو نہیں دیکھتے کہ کیسے اٹھایا گیا؟ پہاڑوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے جمائے گئے؟ اور زمین کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بچھائی گئی؟ اچھا تو (اے نبی) نصیحت کیے جاؤ۔ تم بس نصیحت ہی کرنے والے ہو کچھ ان پر جبر کرنے والے نہیں ہو۔ البتہ جو شخص منہ موڑے گا اور انکار کرے گا تو اللہ اس کو بھاری سزا دے گا۔ ان لوگوں کو پلٹنا ہماری طرف ہی ہے۔ پھر ان کا حساب لینا ہمارے ہی ذمہ ہے۔

جدید ترین خالص علمی، ادبی اور شعوری ترجمہ

"یقیناً اُس آنے والے بڑے وقوع کی خبر تم تک پہنچ چکی ہے جو ایک دن محیط ہو کر ہر طرف چھا جائے گا [الغاشیہ]۔ جب وہ مرحلہ آ پہنچے گا [یومئذ] تو کچھ چہروں / نفوس پر خوف طاری ہو گا؛ تکالیف و مصائب میں گرفتار ہوں گے؛ جو پچھتاووں کی بھر پوری آگ میں ڈال دیے جائیں گے؛ وہاں ان کی پیاس بجھانے کے لیے ایسے چشمے ہوں گے [عین] جن کا پانی روک دیا گیا ہو گا [آنیہ]؛ انہیں سوائے پستیوں اور ذلتوں کی تلخیوں [ضریع] کے کچھ حاصل وصول نہ ہو گا [لیس لہم طعام] اور ان کے لیے نہ نشوونما ہو گی [لایسمن] اور نہ کسی خواہش و طلب کی تکمیل [لایغنی]۔ کچھ دوسرے چہرے / نفوس اُس مرحلے میں ایسے ہوں گے جن سے آسائش و خوشحالی ٹپکتی ہو گی [ناعمیہ]؛ گویا اپنی زندگی بھر کی کاوشوں سے خوش اور مطمئن ہیں [لسعیہاراضیہ]؛ باغوں کی مانند شان و شوکت میں رہتے ہوئے [جنۃ لاغیہ] وہ کوئی لغو بے کار [لاغیہ] بات نہیں سنیں گے؛ وہاں ان کے لیے نئے انکشافات کے ایسے بہتے ہوئے چشمے ہوں گے [عین جاریہ] جن کے ذریعے اُن پر بلند ترین اسرار کھول دیے جائیں گے [عمر مرفوعہ]؛ جہاں وہ سابقہ مرحلہ زندگی کے گذر جانے پر اطمینان کی سانسیں بھریں گے [اکواب موضوعہ]؛ اور جہاں تحصیل علوم کے ذریعے مرحلہ در مرحلہ شعوری ارتقاء پائیں گے [نمارق مصفوفہ]؛ اور علوم کے ان گنت ایوان جستجو کرنے اور دریافت کرے کے لیے کھلے پڑے ہوں گے [زرا بی مبثوئہ]۔ یہ سب کچھ ذہن میں رکھتے ہوئے انہیں چاہیئے کہ وہ بارش بھرے بادلوں پر [إِلَى الْأَيْل] نگاہ بصیرت سے غور کریں [ینظرون] کہ ان کی تشکیل کس حکمت سے کی گئی ہے، اور اس کائنات کی طرف نظر ڈالیں [الی السماء] کہ اسے کیسے قائم کیا گیا ہے، اور پہاڑوں کی طرف دیکھیں کہ انہیں کیسے نصب کیا گیا ہے [نُصبت]؛ اور زمین کی طرف بھی دیکھیں کہ اسے کیسے مسطح کیا گیا ہے۔ پس تم لوگوں کی ان حقائق کی یاد دہانی کراتے رہو کیونکہ تمہارا فریضہ ہی نصیحت و یاد دہانی ہے، تم ان پر حاکم نہیں ہو۔ پس وہ جو اپنی پیٹھ موڑ لیتے ہیں اور حق کا انکار کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر ایک سخت عذاب نازل کرنے والے ہیں۔ بے شک انہیں ہماری جانب ہی لوٹنا ہے اور اس کے بعد ہم پر ہی ان کا احتساب کرنا بھی فرض ہے۔"

اہم الفاظ کے مستند تراجم:

Gh-Shiin-Ya: غشی = cover, conceal, covering event, overwhelm, cover or occupy oneself; whiteness of the head or face, a horse whose whole head is white distinct from its body; the resurrection; calamity, misfortune; a certain disease that attacks the belly or chest; petitioners, visitors, seekers of favors; swoon, senseless

Nun-Saad-Ba: ن ص ب = to fix, raise/setup/establish, act with hostility/emnity, he put down a thing, fatigued/tired, suffer difficulty/distress/affliction, nasiba – to use diligence, toil/labour, be instant.

Dad-Ra-Ayn = ضرع = to humiliate, abase, object, humble, lower one's self, humility/submissiveness. Dry, bitter, thorny herbage.

Ibl, ibil, ابل; roving camels; ibl awabil: numerous camels; a large fructifying cloud.

Siin-Ra-Ra: سرر = glad/delight/happiness/joy/rejoice. sarra – to speak secretly, divulge a secret, manifest a secret. secret, heart, conscience, marriage, origin, choice part, mystery, in private, to conceal/reveal/manifest. sarir – couch/throne.

= Ra-Fa-Ayn: رفعة = to raise/uplift/elevate, to take up, to lift/hoist, extol, opposite of Kha-Fa-Daad [56:3], uprear it, rear it, make it high/lofty, take it and carry it, raise into view, to exalt, to advance, bring a thing near presenting or offering, to bring forward, to take away, disappear, trace back, honour, show regard to, to introduce, refine, to make known, go upwards, high rank/condition/state. Anything raised: mountain, throne etc.

Kaf-Waw-Ba (Kaf-Alif-Ba): کوب:کواب = To drink out of a goblet. A mug or drinking cup without a handle, slenderness of neck with bigness of head, a sighing or grief or regret for something that has past or escaped one. A small drum slender in the middle or small stone such as fills the hand.

Waw-Dad-Ayn: وضع: موضوع = he put it or laid it in/on a place, put it or threw it down from his hand, opposite of Ra-Fa-Ayn, put down a thing, brought forth, to appoint, to impose/remit, give over, relinquish, lowered his grade/rank/condition, suffer loss, did not gain in it, lowered/humbled, depository, the proper place of a thing.

NMRQ-Namaraq: نمرق:نمارق: a cloud broken at places; absorption of knowledge and evolution by acquisition and achievements stored in one's bosom. Cushion, pad, pillow, panel, saddle.

Zay-Ra-Ba: زرب:زرای: = small pillows, carpets, anything that is spread on which one can lean or recline. A place of entgrance; The lurking place of a hunter, or sportsman or of an archer or a shooter.

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 62

سورۃ الاعلیٰ [87]

جدید ترین علمی و عقلی تراجم

اس سورت کے روایتی ترجمے کا غیر عقلی عدم تسلسل بآسانی نوٹ کیا جاسکتا ہے جہاں یہ اچانک ایک بے معنی سمت میں مڑ کر "کسی چارے اور اُس کے خشک اور سیاہ ہو جانے" کی مضحکہ خیز بات شروع کر دیتا ہے، جب کہ بات قاعدے، قانون اور اقدار کے متعلق کی جارہی ہے، اور انسان کو الہامی ہدایت عطا کرنے کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ اس سورت کا پہلا لفظ "سبح" ہی تعریف و توصیف اور پرستش کے معنوں میں لیا جا رہا ہے جب کہ اس کے مادے کے معنی پر اساس رکھنے والا علمی و ادبی معنی "تمام میسر و مسائل کے ساتھ جدوجہد کرنا" باور کیا جاتا ہے۔ کچھ اور بھی تحریف، سقم اور غیر ہموار عبارت، بے ربط جملوں کے ساتھ یہاں موجود ہے، جسے بالآخر قرآن کی سچی روشنی میں ایک تسلسل کے ساتھ جاری اطمینان بخش بیانیے میں تبدیل کرتے ہوئے "جدید ترین علمی و شعوری ترجمہ" کے نام سے ذیل میں پیش کر دیا گیا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ قارئین اسے ایک الہامی رابطے کی عبارت کے شایان شان پائیں گے۔

سورۃ الاعلیٰ [87]

سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى (۱) الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى (۲) وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَى (۳) وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَى (۴) فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَى (۵) سَنُفَرِّقُكَ فَلَا تَنْسَى (۶) إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَى (۷) وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرَى (۸) فَذَكِّرْ ۚ إِنَّ نَفْعَ الذِّكْرِى (۹) سَيَذَكِّرُ مَنْ يَحْسَى (۱۰) وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى (۱۱) الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَى (۱۲) ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى (۱۳) قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى (۱۴) وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى (۱۵) بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا (۱۶) وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى (۱۷) إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَى (۱۸) صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى (۱۹)

روایتی تراجم کا ایک نمونہ

"[اے پیغمبر] اپنے پروردگار جلیل الشان کے نام کی تسبیح کرو۔ جس نے (انسان کو) بنایا پھر (اس کے اعضاء کو) درست کیا۔ اور جس نے (اس کا) اندازہ ٹھہرایا (پھر اس کو) رستہ بتایا۔ اور جس نے چارہ اگایا۔ پھر اس کو سیاہ رنگ کا کوڑا کر دیا۔ ہم تمہیں پڑھا دیں گے کہ تم فراموش نہ کرو گے۔ مگر جو خدا چاہے۔ وہ کھلی بات کو بھی جانتا ہے اور چھپی کو بھی۔ ہم تم کو آسان طریقے کی توفیق دیں گے۔ سو جہاں تک نصیحت (کے) نافع (ہونے کی امید) ہو نصیحت کرتے رہو۔ جو خوف رکھتا ہے وہ تو نصیحت پکڑے گا۔ اور (بے خوف) بد بخت پہلو تہی کرے گا۔ جو (قیامت کو) بڑی (تیز) آگ میں داخل ہو گا۔ پھر وہاں نہ مرے گا اور نہ جئے گا۔ بے شک وہ مراد کو پہنچ گیا جو پاک ہوا۔ اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔ مگر تم لوگ تو دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو۔ حالانکہ آخرت بہت بہتر اور پائندہ تر ہے۔ یہ بات پہلے صحیفوں میں (مرقوم) ہے۔ (یعنی) ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔" [جالد ہری]

جدید ترین علمی و شعوری ترجمہ

"اپنے عظیم پروردگار کی اُس امتیازی صفت [اسم] کو مشہود کرنے کے لیے سخت جدوجہد کرو جس کے تحت اس نے تخلیق کا عظیم کارنامہ انجام دیا، پھر اُس کاروائی کو مختلف مراحل میں تقسیم کرتے ہوئے مکمل صورت عطا کی [فسوئی]؛ اور جس نے قوانین اور اقدار کا تعین کیا اور اس سب کے بعد انسان کو ہدایت عطا کی؛ اور جس نے تعمیل و نگرانی کا نظام متعارف کروایا [اخراج المرعی] اور پھر اُسے ہر عمل کی ذرہ برابر جزئیات بھی [غناء] اکٹھا کر کے ریکارڈ

کرنے [احوی] پر لگا دیا۔ ہم یہ سب تمہیں اچھی طرح پڑھا دیں گے تاکہ تم یہ بھول نہ سکو، سوائے اس کے کہ جو اللہ تعالیٰ کی مشیت ہو، کیونکہ درحقیقت وہی ہے جو تمام ظاہر و باطن کا علم رکھنے والا ہے۔ اب ہم تمہارے لیے آسانی اور افراط کی راہیں میسر کر رہے ہیں۔ فہمذاتاً تاکید اور یاد دہانی کا عمل جاری رکھو اگر تم دیکھو کہ یہ منفعت بخش ثابت ہو رہا ہے۔ لوگوں میں سے جو بھی احترام کے ساتھ خدا کا خوف رکھتا ہے، وہ یقیناً نصیحت حاصل کر لے گا، جب کہ وہ جو سرکش ہوں گے اس سے پہلو تہی کر جائیں گے۔ یہی ہیں جنہیں پچھتاؤں کی ایک بڑی آگ کے سپرد کر دیا جائے گا۔ اور وہاں وہ زندگی اور موت کے درمیان لٹکتے رہیں گے۔ البتہ وہ جو اپنی ذاتوں کو ارتقاء دے لیں گے، وہ فلاح / کامیابی حاصل کر لیں گے، اور یہ وہ ہوں گے جنہوں نے اپنے پروردگار کی صفات کی جانب توجہ کی ہوگی اور اس کے احکامات کی پیروی کو فرض سمجھا ہوگا۔ تاہم تم میں سے بہت سے اسی زندگی سے متاثر اور اسے ہی ترجیح دیتے ہیں، جب کہ آخرت کی زندگی اس سے بہت بلند اور بہت طویل عرصے تک قائم و دائم رہنے والی ہے۔ بے شک یہ حقیقت اس سے ما قبل کے صحیفوں میں بھی آشکار کر دی گئی ہے، بشمول صحفِ ابراہیم اور موسیٰ میں۔"

Ra-Ayn-Ya = مرعی؛ رعای = to pasture / feed / graze, observe aright, keep (an order), rule, have regard to, tend, mindful, watch, pay attention. One who feeds flocks, shepherd. ri'ayatun - right observance. mar'an - pasture. ra'a (vb. 3) - to observe / respect, look at, listen, give ear, hearken. ra'ina - listen to us (a phrase used also for showing disrespect for the person addressed). Take into consideration, supervise, control, keep an eye, maintain, preserve, observe, bear in mind,,etc.

Gh-Thal-Waw: غثاء = to become unpleasing, put in trouble, be covered with foam, became abundant; rubbish or particles of things, scum; broken pieces of herbage that are seen upon a torrent; the low or vile of mankind; the lion; ghutha n.m. 23:41, 87:5

Ha-Waw-Ya (Ha-Alif-Ya): احوی = To be or become dark green or dark red or brown or black and dried up by reason of oldness. To collect / bring / draw / gather a thing together, grasp a thing, get or gain possession of a thing, take possession of a thing, hold a thing within ones grasp or possession, possess a thing, comprise or comprehend or contain something, to turn a thing around, to wind a thing, assume a round or circular form, to coil, to make a small watering trough or tank for ones camels, to have or assume a roundness or circularity [or the state of being coiled]. ahwa n.m. comp. 87:5.

Alif-Tha-Ra: اثر؛ ثورن = to relate, narrate, recite, choose, propose, transmit, raise, prefer, effect, excite.

To stir up, to trump up.

Determined / resolved / decided upon a thing.

Origin, time / period of life.

Dearth, scarcity, drought or sterility.

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 63

بنی اسرائیل کا گائے ذبح کرنے کا واقعہ

البقرة: 67-79

جدید ترین علمی و عقلی تراجم

پیش لفظ

قرآنی متن میں دیے گئے ذیل کے وقوع کا تمام تر مقصد بنی اسرائیل کا وہ مکارانہ اور ناقابلِ اعتبار کردار واضح کرنا ہے جو انہوں نے نہ صرف حضرت موسیٰ کی زندگی کے دور میں بار بار ظاہر کیا بلکہ جو ان کی سینکڑوں برسوں بعد آنے والی اُن نسلوں نے بھی پیش کرنے میں کوئی کسر اٹھانے رکھی جو آنحضرت محمد رسول اللہ کے دورِ نبوت میں تمام جزیرہ نمائے عرب میں پھیلے ہوئے تھے۔ ان کے اسی کردار کی تصویر کشی سورۃ البقرة کی درج ذیل آیات کا اساسی موضوع ہے۔

تاہم ہمارے روایتی تراجم نے ان گھمبیر اخلاقی و نظریاتی امور پر احمقانہ بے نیازی اور کھلے ابہام کا پردہ ڈالتے ہوئے انہیں حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیلیوں کے درمیان ایک مضحکہ خیز سوال و جواب کے ایسے مکالمے میں تبدیل کر دیا جس کا ایک الہامی صحیفے میں پایا جانا ممکنات میں سے تھا۔ ایک قوم کے اخلاقی کردار کے معاملے کو جانتے بوجھتے ہوئے کسی نامعلوم گائے کو ذبح کرنے کے افسانے میں تبدیل کر دیا گیا۔ اور پھر اس گائے کی احمقانہ جزئیات پر مبنی بے مغز سوالات کی تکرار بھی گھڑی گئی جیسے کہ یہ کس عمر کی ہونی چاہیے، اس کی کھال کارنگ کیا ہو، اس کا حلیہ مشتبہ نہ ہو، یہ دیکھنے میں خوبصورت لگے، نہ ہل چلانے اور نہ فصل کو پانی دینے کی اہل ہو، وغیرہ۔ داستان تراشی کا سب سے زیادہ قابلِ رحم حصہ، جیسا کہ ذیل میں آپ کے سامنے آہی جائے گا، وہ ہے جہاں ایک قتل کیے گئے انسان کو دوبارہ زندگی بخش دینے کے لیے ذبح کی گئی گائے کے جسم کا کوئی حصہ اس کی لاش کے ساتھ مس کر دینے یا اس حصے سے لاش پر ضرب لگانے کا حکم دیا گیا ہے! اس تمام روند کو بلا شک و شبہ ایک لغو قسم کی دیومالائی کہانی تو قرار دیا جاسکتا ہے، ایک الہامی حکمت کا نادر و نایاب نمونہ قرآن نہیں۔

نہایت دیانتداری سے تجزیہ کیا جائے تو قرآنی متن کا یہ عقل کو آندھا کر دینے والا ترجمہ دراصل اولین قرآنی تفاسیر کی تیاری میں بنو امیہ کے شاہی خاندان کے قریبی یہودی معاونین کا ایک بڑا ہاتھ ثابت کر دیتا ہے۔ یہ اولین تفاسیر خاص مذموم مقاصد کے تحت شاہی سرپرستی اور نگہبانی میں تیار کروائی گئی تھیں۔ جہاں جہاں بھی ممکن تھا، اس منصوبے پر کام کرنے والے یہودی علما نے پوری کوشش کی کہ اپنے بزرگوں کے اس مکارانہ کردار کی سنگینی کو کم کر دیا جائے جسے قرآن نے کافی تفصیلات کے ساتھ واضح کیا ہے۔

طویل روداد کو مختصر کرتے ہوئے، ذیل میں آپ کے مطالعے کے لیے سورۃ البقرة کے ایک حصے کا ایک خالص علمی اور نہایت شعوری تازہ ترین ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ جزوی ترجمہ بنی اسرائیل کے، کافی رد و قدح اور بہانے بازیوں کے بعد، گائے کو ذبح کر دینے کے آج تک متنازعہ چلے آ رہے واقعے کی اصل حقیقت کو مکمل طور روشنی میں لے آتا ہے۔ کامن سینس کے مطابق قرآن کی کلاسیکل ادبی نثر پر غور کرنے کے بعد حقیقی منظر نامے میں

نہ کسی گائے کا ذکر ہے نہ ہی اس کے ذبیحہ کا! نہ ہی کسی قتل اور نہ ہی مردے کو زندہ کر دینے کا!

یہاں اس نکتے کی جانب توجہ مبذول کر دینا شاید ضروری ہو کہ ہم عصر مترجمین میں سے ایک فاضل مترجم نے اس موضوع پر ایک ترقی پسند نگاہ ضرور ڈالی اور بطور ایک متبادل سوچ، گائے کے تصور کو "مقدس گائے" کے محاورے کے طور پر لیتے ہوئے اسے بنی اسرائیل کا کوئی ایسا اثاثہ یا نظریہ قرار دینے کی کوشش کی جو ان کے لیے بہت بلند اور عزیز تھا۔ گھسے پٹے غیر عقلی اعتقادات کے مقابلے میں ان کی یہ بہتر سوچ قابل تعریف تو ضرور تھی، لیکن اس موضوع پر کسی ربط و ضبط کے ساتھ قرآن کی سچی روشنی نہ ڈال سکی۔ دیگر فاضل حضرات تو گائے کو اس خاص پتھرے [عجل-heifer] کے معنی میں لینے پر بند رہے جس کی بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کی عارضی غیر حاضری میں سامری کے بہکائے میں آکر پوجا شروع کر دی تھی۔ وعلیٰ هذا القیاس۔

بنی اسرائیل کا گائے کا ذبح کرنا، دھوکے بازی اور وحی الہی میں تحریف کا ارتکاب۔ آیات 2/67-76

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً ۚ قَالُوا أَنْتَخَذْنَا هُزُؤًا ۖ قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ (٦٧) قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ ۖ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَلِكَ ۖ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ (٦٨) قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لَوْثُهَا ۖ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءٌ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّظَائِرَ (٦٩) قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ ۖ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ (٧٠) قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسْلَمَةً لَا سِيَةَ فِيهَا ۖ قَالُوا الْآنَ جِئْنَا بِالْحَقِّ ۖ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ (٧١) وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا ۖ وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ (٧٢) فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا ۖ كَذَلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (٧٣) ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ۖ وَإِن مِّن الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ ۖ وَإِن مِّنْهَا لَمَاءٌ يَنْسَقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ۖ وَإِن مِّنْهَا لَمَاءٌ يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۖ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (٧٤) أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (٧٥) وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَا بِبَعْضِهِمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا أَنْتَدَّبُونَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُمْ بِهِ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (٧٦)

مروجہ روایتی دیومالائی ترجمہ

"اور وہ واقعہ یاد کرو، جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ، اللہ تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ کہنے لگے کیا تم ہم سے مذاق کرتے ہو؟ موسیٰ نے کہا، میں اس سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ جاہلوں کی سی باتیں کروں۔ بولے اچھا، اپنے رب سے درخواست کرو کہ وہ ہمیں گائے کی کچھ تفصیل بتائے۔ موسیٰ نے کہا، اللہ کا ارشاد ہے کہ وہ ایسی گائے ہونی چاہیے جو نہ بوڑھی ہو نہ بچھیا، بلکہ اوسط عمر کی ہو لہذا جو حکم دیا جاتا ہے اس کی تعمیل کرو۔ پھر کہنے لگے اپنے رب سے یہ اور پوچھ دو کہ اُس کا رنگ کیسا ہو۔ موسیٰ نے کہا وہ فرماتا ہے زرد رنگ کی گائے ہونی چاہیے، جس کا رنگ ایسا شوخ ہو کہ دیکھنے والوں کا جی خوش ہو جائے۔ پھر بولے اپنے رب سے صاف صاف پوچھ کر بتاؤ کیسی گائے مطلوب ہے، ہمیں اس کی تعین میں اشتباہ ہو گیا ہے۔ اللہ نے چاہا، تو ہم اس کا پتہ پالیں گے۔ موسیٰ نے جواب دیا: اللہ کہتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہے جس سے خدمت نہیں لی جاتی، نہ زمین جوتی ہے نہ پانی کھینچتی ہے، صحیح سالم اور بے داغ ہے، اس پر وہ پکار اٹھے کہ ہاں، اب تم نے ٹھیک پتہ بتایا ہے۔ پھر انہوں نے اسے ذبح کیا، ورنہ وہ ایسا کرتے معلوم نہ ہوتے تھے۔

اور تمہیں یاد ہے وہ واقعہ جب تم نے ایک شخص کی جان لی تھی، پھر اس کے بارے میں جھگڑنے اور ایک دوسرے پر قتل کا الزام تھوپنے لگے تھے۔ اور اللہ نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جو کچھ تم چھپاتے ہو، اسے کھول کر رکھ دے گا۔ اُس وقت ہم نے حکم دیا کہ مقتول کی لاش کو اس کے ایک حصے سے ضرب لگاؤ دیکھو اس طرح اللہ مردوں کو زندگی بخشا ہے اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ مگر ایسی نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی آخر کار تمہارے دل

سخت ہو گئے، پتھروں کی طرف سخت، بلکہ سختی میں کچھ ان سے بھی بڑھے ہوئے، کیونکہ پتھروں میں سے تو کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جس میں سے چشمے پھوٹ بہتے ہیں، کوئی پھٹتا ہے اور اس میں سے پانی نکل آتا ہے اور کوئی خدا کے خوف سے لرز کر گر بھی پڑتا ہے۔ اللہ تمہارے کرتوتوں سے بے خبر نہیں ہے۔

اے مسلمانو! اب کیا ان لوگوں سے تم یہ توقع رکھتے ہو کہ تمہاری دعوت پر ایمان لے آئیں گے؟ حالانکہ ان میں سے ایک گروہ کا شیوہ یہ رہا ہے کہ اللہ کا کلام سنا اور پھر خوب سمجھ بوجھ کر دانستہ اس میں تحریف کی۔ [محمد رسول اللہ ﷺ پر] ایمان لانے والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی انہیں مانتے ہیں، اور جب آپس میں ایک دوسرے سے تحلیہ کی بات چیت ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ بے وقوف ہو گئے ہو؟ ان لوگوں کو وہ باتیں بتاتے ہو جو اللہ نے تم پر کھولی ہیں تاکہ تمہارے رب کے پاس تمہارے مقابلے میں انہیں حُجَّت؟ میں پیش کریں۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟

جدید ترین علمی و شعوری ترجمہ

"اور یاد کرو وہ وقت جب موسیٰ نے اپنی قوم کو یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ انہیں حکم دیتا ہے کہ وہ اس تفریق، تقسیم، نا اتفاقی کو جو قوموں کو تقسیم اور بدکردار کر دیتی ہے [بقرة] ہمیشہ کے لیے ترک کر کے خیر باد کہ دیں [ان تذبحوا]۔ انہوں نے جوابا کہا کہ کیا تم ہم پر تنقید کر کے ہمیں ذلت اور تمسخر کا نشانہ بنانا چاہتے ہو [ھزوا]؟ موسیٰ نے جواب دیا کہ ایسا کرنا تو جہلا کا کام ہے اس لیے میں جہلاء میں شامل ہونے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

انہوں نے کہا کہ اپنے رب سے کہو وہ ہمیں یہ تو بتائے کہ یہ آخر کس قسم کی برائی ہے؟ حضرت موسیٰ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ اس قسم کی تفریق ہے جو نہ ہی کسی پر فرض کے طور پر عائد کی گئی ہے [لا فارض] اور نہ ہی یہ کوئی نئی اور انوکھی چیز ہے [لا بکر] جسے قوم کے درمیان پھیلانے میں مدد کی جائے [عوان]۔ پس تم سب وہ کر گزرو جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ انہوں نے پھر کہا کہ اپنے پروردگار سے کہو وہ ہمارے لیے وضاحت کرے کہ یہ اپنی کیفیت اور کردار [لونہا] کس شکل میں ظاہر کرتی ہے۔ حضرت موسیٰ نے جواب دیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ایک ایسا تفرقہ ہے جو اپنی اصل میں تو کھوکھلا اور بے سود [صفراء] ہے مگر اس کی ظاہری شکل [لونہا] دیکھنے والے کو روشن اور چمکدار [فاقع] نظر آکر خوش کن معلوم ہوتی ہے۔ انہوں نے پھر کہا کہ قوم میں یہ اختلاف کیسے ہمارے درمیان شکوک و شبہات کا باعث بنتا ہے، ہمیں یہ بتا دیا جائے تو پھر ہم اللہ کی مشیت سے ہدایت یافتہ ہو جائیں گے۔ حضرت موسیٰ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قوم میں یہ افتراق رحم، رعایت، شرافت اور عاجزی و انکساری کو ختم کر دیتا ہے [لا ذلول] اور زمین پر بد امنی اور ہنگامے پیدا کرنے کا باعث بن جاتا ہے [نخیر الارض] اور یہ قومی ترقی و خوشحالی [الحرث] کو پروان چڑھانے کی راہ ہموار نہیں کرتا [لا تسقي] اور نہ ہی مکمل اور بے خطا [لا شية] تحفظ اور سلامتی [مسلمة] مہیا کرتا ہے۔ اس پر انہوں نے اقرار کیا کہ اب تم مکمل سچائی تک پہنچ گئے ہو۔ اس کے بعد انہوں نے اُس روش کو ترک کر دیا، تاہم وہ اس راستے کی پیروی کرنے پر آمادہ نظر نہیں آتے تھے۔

اور یاد کرو وہ وقت بھی جب تم کسی شخص کو لوٹ کر ذلیل و خوار کر دیا کرتے تھے [وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا]، اور پھر اس کی ذمہ داری ایک دوسرے پر ڈالنے کے لیے آپس میں جھگڑا شروع کر دیا کرتے تھے [فَإِذَا رُفُتْ فِيهَا]۔ تاہم اللہ تعالیٰ اُس حقیقت کو سامنے لے آتے تھے جسے تم چھپایا کرتے تھے۔ پس ہم حکم دیا کرتے تھے کہ تم اجتماعی طور مل کر نقصان کا ایک حصہ [بعضہا] اُس شخص کو ادا کرو [اضرہ]۔ اس طریقے سے اللہ تعالیٰ اخلاقی طور پر مردہ ہو گئے معاشروں [الْمَوْتَى] کو بحالی عطا کیا کرتے [يُحْيِي] ہیں اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتے ہیں تاکہ تم عقل و شعور حاصل کرو [تَعْقِلُونَ]۔ پھر بعد ازاں تم اتنے شقی القلب ہو گئے جیسے کہ پتھر، بلکہ تم سختی میں پتھروں سے بھی آگے بڑھ گئے کیونکہ پتھروں میں ایسے بھی ہوتے ہیں جن سے ہر گز ندیاں نہیں پھوٹتیں۔ اور بے شک ایسے بھی کہ جب انہیں توڑا جائے تو ان میں سے پانی نکلنے لگتا ہے۔ اور ایسے بھی جو اللہ کے خوف سے بھی اپنی حالت میں تبدیلی [ھبط] نہیں لاتے۔ لیکن یہ مت سوچنا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ان سخت رویوں سے باخبر نہیں ہے۔ اور اے پیغمبر، کیا تم خواہش کرتے ہو کہ اس قسم کے لوگ تمہاری خاطر ایمان والے بن جائیں، جبکہ ان میں سے ایک گروہ تو اللہ کا کلام سننا رہتا ہے لیکن پھر جانتے بوجھتے، اس کی حقانیت کو سمجھ جانے کے

بعد بھی، اسے مسخ کرنے میں مصروف ہو جاتا ہے؟ اور جب یہ لوگ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو یقین دہانی کراتے ہیں کہ یہ صاحب ایمان ہو چکے ہیں، لیکن جیسے ہی یہ ایک دوسرے کے ساتھ تجلیے میں جاتے ہیں، کہنے لگتے ہیں کہ تم لوگ کیوں ان کے ساتھ ان چیزوں پر باتیں کرتے ہو جو تمہارے رب نے تم پر واضح کر دی ہیں، کیونکہ اس طرح تم انہیں یہ موقع دیتے ہو کہ وہ اللہ کے ہاں تمہارے خلاف دلائل دے سکیں۔ تم عقل سے کام کیوں نہیں لیتے؟"

اہم الفاظ کے مستند معانی

ب ق Ba-Qaf-Ra = Slit, ripped, split cut or divided lengthwise;

Opening, laying open, widening, Revealing (e.g. story, or an animal's insides)

A sedition, discord or dissention that severs society, corrupts religion and separates men, or

something wide spreading/ reaching and great; Inquiring to the utmost after sciences or

knowledge;

Being astonished, amazed, stupefied at seeing something or confounded, confused, perplexed, tired or fatigued, weary or jaded.

هـ = ha-Zay-Alif = to bring down disgrace upon, send down contempt. To mock/ ridicule/ deride/ laugh. (e.g. *huzuwan*, 2:67) .

Fa-Ra-Dad: فرض؛ فارض = to impose law, prescribe, ordain, enact, settle, fix, ratify, appoint, command an observation or obedience to, sanction, assign, be aged. faridzun - old cow. faridzaton - ordinance, settlement, settled portion, jointure stipulation. mafrudz - appointed, determinate, settled one, allotted.

ب ک Ba-Kaf-Ra = Beginning of the day, first part of the day, early morning, between daybreak and sunrise; Possessing the quality of applying oneself early, or in hastening

Performing something at the commencement of it, or doing something early.

Before it's time, preceding or took precedence.

Youthful male camel, young one of a camel

A virgin male or female, or anything untouched, new, fresh

Virginity or maidenhead; A woman or female animal having delivered only once.

First flush of anything (plant, tree, fruit, honey, rain, flowers)

First born or young children; First of anything, unique action.

Ayn-Waw-Nun; عاون = to be of middle age. yu'inu (vb. 4) – to aid/assist/help. ta'awana (vb. 4) – to help one another. ista'ana (vb. 10) – to implore for help, seek aid, turn and call for assistance. musta'an – one whose help is to be implored.

= Lam-Waw-Nun: لون؛ لونها = Colour; external form; species; hue; appearance; kind; sort; state. variegated or diversified in colour, variable, mood/disposition/character.

Sad-Fa-Ra = Empty thing, void, devoid of, free from; nothing, zero; to dye or paint yellow. safraa'un (f. of asfaru, pl. sufrun) – yellow, tawny. musfarun (vb. 9) – that which is or becomes yellow and pale.

Thal-Lam-Lam : ذلول = to be low, hang low, low/lowest part of something, subdued, gentle, abase, easy, submissive, meek, subject, humble, humility, paltry, wings of submissiveness out of tenderness, treating with compassion.

Vileness, ignominy, weakness, despicable, meakness, abjectness, abasement.

Well-trained, tractable, manageable, commodious, broken.

Tha-Waw-Ra : شور؛ تنثر = to rise and spread in the air (dust), be stirred (quarrel), be kindled (war), rush on, assault anyone, till (the ground). athaara – to plough, break up (the earth). atharana – raising up (clouds of dust).

Waw-Shiin-Ya : وشى؛ شية = to paint (cloth), be with an admixture of colours.

Ha-Ra-Thaa : حرث؛ الحرث = To till and sow, cultivate, cut a thing, acquire (goods), to collect wealth, seek sustenance, work or labour, plough, study a thing thoroughly, to examine/look into/scrutinize/investigate, call a thing to mind.

Harth has the meanings; Gain, acquisition, reward (gain), recompense (gain), seed-produce, what is grown/raised by means of seed/date-stones/planting. A wife or road that is much trodden.

Dal-Ra-Alif (Dal-Ra-Hamza) : درء؛ داراء تم = To repel, revert, drive off; put off, avert, overcome, combat, quarrel, urge, rush suddenly, repel in a quarrel, disagree.

Qaf-Ta-Lam: قتل = to kill, put to death, be accused, slay/murder/kill/slaughter, attempt to kill, render person like to one killed, to wage war/combat/battle, to master, contend/fight, deadly, knew a thing thoroughly/well, become acquainted with it. ضرب = Daad-Ra-Ba = to heal, strike, propound as an example, put forth a parable, go, make a journey, travel, mix, avoid, take away, put a cover, shut, mention/declare/state, propound, set forth, compare, liken, seek a way, march on, set, impose, prevent, fight, traffic with anyone's property for a share in the profit, he made or caused to be or constituted, leave/forsake, take away thing (with 'an).

Kind manner, lean, thin, similar, alike, the act of striking, a blow, going from place to place, vicissitude of life, affliction especially that which relates to one's person, as disease, death, degradation is common and general suffering.

beat, struck, smote, hit, the making a thing fall upon another thing, discipline/train, to cast forth, threw or flung it, seal/stamp, veil/curtain/cover/barrier, to point or make a sign, prohibit/hinder/prevent/withheld/restrain, collision, corrupted/disordered/disturbance/unsettled/confused, turn away, avoid, shun, fashion/mould/adapt, mention or set forth (e.g. a parable/example), explain, make a way, multiplying, go/travel, went away, it was or became long, excite/incite/urge/instigate, contend, dispose/accommodate, retract/digression/transition, to silence, tremble/shiver, share/portion.

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 64
پیدائش آدم کی اصل کہانی۔ قرآن کی سچی روشنی میں
جدید ترین علمی و عقلی تراجم

پیش لفظ

اس عاجز کے اُس خاص جاری تحقیقی کام کے سیاق و سباق میں، جس کا نصب العین اللہ تعالیٰ کے ان فرمودات کی روح اور نچوڑ کو شفاف بنا کر پیش کرنا ہے جنہیں ابتدائی دور میں ہی مذموم مقاصد کے تحت بیرونی دست برد کا نشانہ بنا دیا گیا تھا، یہ فرمائش کی گئی ہے کہ قرآن میں بیان کیے گئے تخلیق آدم کے اہم موضوع کو ہاتھ میں لیا جائے اور اس کے انتہائی شفاف اور منضبط حیثیت کے حامل ایک مکمل نئے ترجمے کو دریافت کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔

اس ضمن میں مجھ سے یہ خواہش کی گئی ہے کہ اُس مضحکہ خیز دیومالائی کہانی کا بطلان کرنے کی جانب مکمل ارتکاز کیا جائے جو کہ امت مسلمہ کو اپنے "مقدس بزرگوں" سے وراثت میں ملے ہوئے اُس تحریری مواد میں پائی جاتی ہے جو دنیا بھر میں باسانی دستیاب ہے۔ اس عاجز کے مخصوص دو ٹوک اور قابل قبول انداز میں ایک نہایت شعوری، علمی اور مفصل، تازہ ترجمے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ تاکید کی گئی ہے کہ اس ترجمے کے ضمن میں تمام متعلقہ قرآنی آیات کا احاطہ کیا جائے، تاکہ مکمل شرح صدر ہو کر ان تمام سوالات کے جوابات حاصل ہو سکیں جو مروجہ عمومی انداز میں کیے گئے روایتی تفاسیر سے اذہان میں اس قرآنی موضوع کے بارے میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

اپنی اصل میں آدم کی تخلیق کا بیانیہ انسانی زندگی اور شخصیت پر وسیع جہتیں رکھنے والے جہلتی دباو پر روشنی ڈالتا ہے۔ اور اس طرح یہ ہمیں قرآنی فکر و مطالعے کی ایک نئی سمت سے روشناس کرتا ہے۔ یہ ہم پر واضح کر دیتا ہے کہ فطرت انسانی کی گہرائیوں کا مطالعہ کیے بغیر انسانی رویوں کے بارے میں کوئی معقول، مدلل اور منظم علمی نظریہ مرتب نہیں کیا جاسکتا۔ یہاں "شیطان" اور "ابلیس" کے دو کردار بلا استثناء انسان کے حیوانی یا طبیعی وجود کی دو موروثی جبلتوں کی نمائندگی کر رہے ہیں جو کہ فطرت انسانی کے دو لازمی اجزاء کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اس مقام پر یہ امر ملحوظ رہے کہ ڈارون {Charles Darwin} کے جدید ارتقائی نظریے کے برعکس جو کئی اسقام {missing links} رکھنے کے باعث ایک ادھوری حیثیت کا حامل ہے، تخلیق آدم یا نسل انسانی کو قرآن میں زور دے کر، اور نہایت واضح الفاظ میں، ایک قطعی علیحدہ، نیا اور انفرادی تخلیقی مرحلہ قرار دیا گیا ہے، جو اُن تمام دیگر موجود اشکال زندگی سے ممتاز اور برتر حیثیت کا مالک ہے جو اس کی ابتدا یا قیام کے وقت اپنا وجود رکھتی تھیں۔ یہ بھی ایک طے شدہ امر ہے کہ تمام دیومالائی حکایتوں کے برعکس جو اس موضوع پر تمام صحائف کی روایتی تفاسیر کے ذریعے ہمارے سامنے آتی ہیں، ہمارے درمیان موجود ترقی یافتہ اذہان اس بات پر یقین اور اس کا اقرار کرنے کی ابتدا کر چکے ہیں کہ آدم کسی فرد کا نام نہیں تھا جو مبینہ طور پر گیلی مٹی یا گارے سے انسان کی موجودہ شکل میں گھڑایا تشکیل دیا گیا تھا، اور پھر اس میں عمل نفع کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی روح پھونک کر زندہ کر دیا گیا تھا۔ ما سوا کچھ زہنی معذروں یا اندھے مقلدین کی استثناء کے جن بے چاروں کے ذہن میں یہ بٹھا دیا گیا ہے کہ مذہب کی دنیا میں دیومالائی عنصر کا موجود ہونا ضروری ہے، دور جدید کا باشعور انسان اب یقینی طور پر جان گیا ہے کہ آدم کا نام سیدھا سیدھا پوری نسل انسانی کی نمائندگی کرتا ہے۔

اس مکمل طور پر نئی نوع زندگی کو تخلیقی کارروائی کے پانچوں مرحلے کے طور پر زمین پر پیدا کیا گیا ہے۔ اسے "پانچویں" مرحلے کا نام اس لیے دیا جاسکتا ہے کہ ہم نہایت واضح طور پر چار بڑے تخلیقی مراحل یا اشکال زندگی کو اپنے سامنے اپنے خود کار نظاموں کے اندر اپنے وظائف بلا کسی خرابی یا رکاوٹ ادا کرتے عین یقین سے دیکھ رہے ہیں۔ ان مراحل کے نام یہ ہیں: کائناتی مرحلہ {Cosmic Stage}؛ سیارہ زمین اور اس پر طبعی قوانین کی تشکیل کا مرحلہ {Planet Earth and its formation of physical laws}؛ نباتاتی مرحلہ {Vegetative Stage}؛ اور حیوانی مرحلہ {Animal Stage}۔ یہ امر اب کافی وسیع پیمانے پر جان لیا گیا ہے، اور قرآن سمیت ماقبل کے تمام الہامی صحائف بھی اس حقیقت کا اثبات کرتے ہیں، کہ تخلیق کی کارروائی چھ بتدریج مراحل {ستہ ایام} میں ڈیزائن کی گئی ہے۔ پانچ مراحل اب تک کیے بعد دیگرے قائم کیے جاتے ہیں اور بلا شک و شبہ اپنی مقررہ کردہ حدود میں اپنے وظائف ادا کرتے دیکھے جاسکتے ہیں۔ جب کہ چھٹے اور آخری مرحلے کے وقوع پذیر ہونے کے لیے کھلی تنبیہ اور یہ وعید تکرار کے ساتھ کر دی گئی ہے کہ وہ اپنے عظیم قیام {القیامہ۔ قیام / قائم} کے لیے کسی دور دراز مستقبل کی کسی خاص "ساعت" کا انتظار کر رہا ہے۔ اور جسے قرآن اور ماقبل کے صحائف میں "آخرت" کا نام دیا گیا ہے۔ "ستہ ایام" کی قرآنی اصطلاح کو فقط چھ عدد زمینی دن سمجھنے اور ماننے والے حضرات سے ہم معذرت خواہ ہیں کہ کائناتی دانش پر مبنی یہ تحقیقی مقالہ ان کے لیے نہیں لکھا گیا۔

تخلیق آدم کے موضوع پر قرآنی بیانات کے مختلف حصے قرآن کی کئی سورتوں میں پھیلے ہوئے یا بالکل تکرار پائے جاتے ہیں جو کہ اکثر "زبانی مکالمے" کی صورت میں دیے گئے ہیں جو خالق اور ان "توانائی کی حامل اکائیوں" {ملائکتہ} کے درمیان وقوع پذیر ہوئے ہیں جو اس نئی نوع کے قیام کے وقت کائنات میں ماقبل سے حیات کی مختلف اشکال میں موجود تھیں۔ اس انداز کی تحریر میں چھ حقیقی پیغام کو سمجھنے کے لیے ہمیں سب سے قبل تو اپنے اذہان میں یہ بات صاف کر لینا چاہیے کہ خالق کی ذاتِ عالی، جو "شعورِ مطلق" یا "انتہائے شعور" کی حامل ہے، نہ تو ہماری مانند کوئی طبعی وجود رکھتی ہے جس کا کوئی جسم ہو اور بولنے کے لیے زبان، اور نہ ہی اسے اپنا تخلیقی پلان سمجھانے کے لیے کسی مخلوق کے ساتھ کوئی مکالمہ بولنے {قل، قلنا، قال} کی حاجت ہے۔ فلہذا، فرشتوں، آدم یا شیطان و ابلیس وغیرہ جیسے علامتی عناصر کے ساتھ جملوں کا یہ تمثیلی تبادلہ صرف یہ مقصد رکھتا ہے کہ خالق کا اصل پلان اور تخلیقی کارروائی کے پیچھے اس کا حقیقی فلسفہ، نیز انسان کے طبعی وجود کی ہیئت، اور اس کی موروثی دانش بمقابلہ اس کی حیوانی جبلت، اس میدان میں گہری بصیرت رکھنے والے قارئین کو بآسانی سمجھ میں آجائے۔

لہذا، یہ نکتہ اہمیت کا حامل ہے کہ وہ جملے جو بظاہر اللہ تعالیٰ کی جانب سے "بولے" گئے ہیں، یا جن الفاظ کا تبادلہ فرشتوں، آدم، شیطان اور ابلیس جیسے علامتی کرداروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے، انہیں صرف انسان کی تخلیق کے پس پشت خالق کے ارادے، ذہنی خاکے، تصور اور نظریے کے علامتی اظہار کے طور پر لیا جائے۔ اسی لیے ہم تمام متعلقہ متون کا ترجمہ بھی اسی خاص طرزِ اظہار کو سامنے رکھتے ہوئے ہی کریں گے جو ہمارے مالک و آقا نے خود ہی بات پر زور دینے کے لیے اختیار کیا ہے۔ ان متون کی خالص علامتی اور استعاراتی اصطلاحات کا ترجمہ اس نکتے پر توجہ مرکوز رکھتے ہوئے ہی کیا جائے گا کہ یہ اپنی اصل میں اور اپنی نثر کے ادبی اسلوب میں کس چیز کی نمائندگی کر رہی ہیں۔ تاہم مادوں {Roots} کے معانی کے ساتھ گہری وابستگی مستقل طور پر ہر حال میں قائم رکھی جائیگی۔ پوری کوشش کی جائیگی کہ کرپٹ روایتی تفاسیر کے اثرات مکمل طور پر ختم کر دیے جائیں جنکی وجہ سے قرآن کے بلند ترین آئیڈیلز کو برباد کر دیا گیا اور اس وثیقہِ عالیہ کے تراجم نہایت عامیانہ اور بازاری لفظی زبان اور معانی کے سپرد کر دیے گئے۔

آئیے دیکھتے ہیں کہ یہ کاوش قرآن کی سچی روشنی کو کیسے اُس کی تمام تر شان و شوکت کے ساتھ منکشف کر دیتی ہے۔

1 {سورة البقرة: 2/30 سے 39/2}

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۖ قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۚ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ (۳۰) وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (۳۱) قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ (۳۲) قَالَ يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ ۖ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ (۳۳) وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ (۳۴) وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ (۳۵) فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ۖ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُم لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ (۳۶) فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ (۳۷) قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا ۚ فَمَا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبَعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (۳۸) وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (۳۹)

روایتی تراجم کا ایک نمونہ:

اور (وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں (اپنا) نائب بنانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا۔ کیا تو اس میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت و خون کرتا پھرے اور ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں۔ (خدا نے) فرمایا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ اور اس نے آدم کو سب (چیزوں کے) نام سکھائے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے کیا اور فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ۔ انہوں نے کہا، تو پاک ہے۔ جتنا علم تو نے ہمیں بخشا ہے، اس کے سوا ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ بے شک تو دانا (اور) حکمت والا ہے۔) تب (خدا نے) آدم کو حکم دیا کہ آدم! تم ان کو ان (چیزوں) کے نام بتاؤ۔ جب انہوں نے ان کو ان کے نام بتائے تو (فرشتوں سے) فرمایا کیوں میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی (سب) پوشیدہ باتیں جانتا ہوں اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو پوشیدہ کرتے ہو (سب) مجھ کو معلوم ہے۔ اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو وہ سجدے میں گر پڑے مگر شیطان نے انکار کیا اور غرور میں آکر کافر بن گیا۔ اور ہم نے کہا کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو اور جہاں سے چاہو بے روک ٹوک کھاؤ (پہو) لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا نہیں تو ظالموں میں (داخل) ہو جاؤ گے۔ پھر شیطان نے دونوں کو وہاں سے پھسلا دیا اور جس (عیش و نشاط) میں تھے، اس سے ان کو نکلوا دیا۔ تب ہم نے حکم دیا کہ (بہشت بریں سے) چلے جاؤ۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو، اور تمہارے لیے زمین میں ایک وقت تک ٹھکانا اور معاش (مقرر کر دیا گیا) ہے۔ پھر آدم نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمات سیکھے (اور معافی مانگی) تو اس نے ان کا قصور معاف کر دیا بے شک وہ معاف کرنے والا (اور) صاحب رحم ہے۔ ہم نے فرمایا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے تو (اس کی پیروی کرنا کہ) جنہوں نے میری ہدایت کی پیروی کی ان کو نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔ اور جنہوں نے (اس کو) قبول نہ کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا، وہ دوزخ میں جانے والے ہیں (اور) وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

جدید اور شفاف ترین علمی و عقلی ترجمہ:

"اور اُس وقت کا تصور کرو جب تمہارے پروردگار نے کائنات میں موجود قوتوں / عناصر [الملائکۃ] کو یہ خبر دی کہ وہ زمین پر ایک نائب یا جانشین {خلیفہ} مقرر کرنے والا ہے۔ جواب میں ان طاقتوں نے استعجاب کا اظہار کیا کہ: "کیا آپ وہاں پر ایک ایسی نسل کو تعینات کریں گے جو امن کو برباد کرے گی اور ڈھیروں خون بہائے گی؟ جب کہ ہم اس کام کے لیے موجود ہیں کہ آپ کی تکریم و توصیف قائم کرنے والے کام کریں {نسیح بحمد} اور آپ کے تخلیقی پلان کی تکمیل و تقدیس کے لیے دور تک جائیں {نقدس لک}۔" پروردگار نے جواب میں کہا کہ "درحقیقت تم میرے تخلیقی پلان کے

بارے میں وہ نہیں جان سکتے جو صرف میرے علم میں ہے۔" پھر پروردگار نے نسل انسانی کو اشیاء و عناصر کے امتیازی صفات {الاسماء} جاننے کی استعداد عطا کر دی، جس کے بعد ان اشیاء و عناصر کو فطرت کی قوتوں {الملائکۃ} کے سامنے پیش کر دیا اور ان سے کہا: "اگر تم نسل انسانی کے بارے میں اپنی رائے میں سچے ہو تو مجھے ان اشیاء و عناصر کی امتیازی صفات بتاؤ۔" ان کا جواب وہی تھا کہ: "آپ ہی اس کائنات کے بلند ترین کار فرما ہیں {سجناک}۔ ہمارا علم تو وہاں تک ہی محدود ہے جہاں تک آپ نے ہمیں جاننے کے لیے پروگرام کیا ہے؛ اور بے شک آپ ہی سب کچھ جاننے والے اور حکمت کے مالک ہیں۔" اس پر پروردگار نے کہا: "اے انسان، ان پر اشیاء کے خواص کے بارے میں اپنا علم ظاہر کر دے۔" جب اس نے ایسا کر دیا تو پروردگار نے کہا: "کیا میں نے تمہیں نہیں بتا دیا تھا کہ میں ہی ان تمام کائناتی اجسام اور زمین کا مستقبل {غیب السماوات والارض} جانتا ہوں؛ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم میں سے ہر ایک کی صفت اور طاقت ظاہر کرتا ہے اور تمہارے وجود کے اندر کیا امکانات پوشیدہ ہیں۔"

اور پھر یوں ہوا کہ ہم نے تمام موجود قوتوں / عناصر {الملائکۃ} کو حکم دیا کہ وہ سب انسان کی دسترس میں آجائیں {السجد ولآدم}؛ پس سب نے ایسا ہی کیا سوائے خوف اور مایوسی کے جذبے {البلیس} کے۔ اس جذبے نے نافرمانی اور تکبر اختیار کیا کیونکہ یہ منفی عناصر {کافرین} کی ذیل میں آتا تھا۔ پھر ہم نے انسان سے کہا: "اے انسان تم اور تمہاری ساتھی جماعت {زواج} دونوں ایک تحفظ اور عافیت کی زندگی {الجنة} گزارو اور جو کچھ بھی یہاں سے حاصل کرنا چاہو اپنی خواہش کے مطابق حاصل کرو، مگر اس "خاص تفریق" {هذه الشجرة} کے قریب بھی نہ جانا کیونکہ اس طرح تم اپنے ساتھ زیادتی کا ارتکاب کرو گے۔ لیکن ان کے سرکشی کے جذبات {الشيطان} نے انہیں اس پابندی کے خلاف ورغلا دیا اور انہیں خوشی اور عافیت کی حالت سے باہر نکال دیا۔ تب ہم نے ان سے کہا: "اب تم ایک کمتر درجے کی زندگی گزارو گے کیونکہ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے ہو؛ اس زمین پر تمہارے لیے ایک عارضی قیام {مستقر} اور سامان زیست {متاع} ایک مقررہ مدت تک کے لیے مقرر کر دیا گیا ہے۔"

پھر انسان نے اپنے پروردگار کی جانب سے فرمودات وصول کیے جو ان کی جانب مہربانی کے ساتھ متوجہ ہوا۔ بیشک وہ مہربانی کے ساتھ رجوع کرتا ہے اور رحم دل ہے۔ ہم نے کہا: تم سب مجموعی طور پر ایک پست حالت زندگی اختیار کرو گے {اهبطوا منها} لیکن تمہارے پاس ہماری ہدایات آتی رہیں گی؛ تم میں سے جو بھی ان ہدایات پر کاربند رہیگا اس کے لیے نہ کوئی خوف رہیگا اور نہ غم؛ اور وہ جو ان ہدایات کا انکار کریں گے اور ان کی تکذیب کریں گے، ان کی منزل پچھتاؤں کی آگ ہوگی جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔"

Authentic meanings of important words:

Qaf-Waw-Lam = to say/speak, to call, to be named, word/speech, utterance, a thing said, greeting, discourse, one who says/speaks. To inspire/transmit/relate/answer/think/profess, emit an opinion on, indicate a state or condition or circumstance. qa'ilun – speaker, indicator.

Miim-Lam-Kaf = to rule/command/reign, be capable, to control, power/authority, king, kingdom.

Siin-Miim-Waw = to be high/lofty, raised, name, attribute. samawat – heights/heavens/rain, raining clouds. ismun – mark of identification by which one is recognised. It is a derivation of wsm (pl. asma). ism – stands for a distinguishing mark of a thing, sometimes said to signify its reality.

Qaf-Dal-Siin = to be pure, holy, spotless. qudusun - purity, sanctity, holiness. al quddus - the holy one, one above and opposite to all evil, replete with positive good. muqaddas - sacred. An earthen or wooden pot.

= Shiin-Tay-Nun (root of *shaytan*) = become distant / far / remote, enter firmly / become firmly fixed therein / penetrate and be concealed, turn away in opposition (from direction / aim), devil, one excessively proud / corrupt, unbelieving / rebellious / insolent / audacious / obstinate / perverse, rope, deep curved well, it burned, became burnt, serpent, any blameable faculty or power of a man.

2 {سورة الاعراف: آیات 7/11 سے 30/7}

وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ لَمْ يَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ (۱۱) قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ ۚ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ (۱۲) قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ (۱۳) قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ (۱۴) قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ (۱۵) قَالَ فِيمَا أُغْوِيَنِّي لِأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ (۱۶) ثُمَّ لَا تَبْقَىٰ لَهُمْ بَنِينَ أَيْدِيهِمْ وَمِمَّنْ خَلْفَهُمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ ۚ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ (۱۷) قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْهُومًا مَّدْحُورًا ۚ لَمَنِ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْمَعِينَ (۱۸) وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ (۱۹) فَوسَّوسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوَاتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَتَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ (۲۰) وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمَن النَّاصِحِينَ (۲۱) فَذَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوَاتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ ۚ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكَ الشَّجَرَةِ وَأَقُلْتُ لَكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِينٌ (۲۲) قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (۲۳) قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ (۲۴) قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ (۲۵) يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُورِي سَوَاتِكُمْ وَرِيشًا ۚ وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذْكُرُونَ (۲۶) يَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوَاتِهِمَا ۚ إِنَّهُ يَرََاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۚ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ (۲۷) وَإِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا ۚ قُلْ إِنْ لِلَّهِ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ ۚ اتَّقُوا اللَّهَ عَلَىٰ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (۲۸) قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ ۚ وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ (۲۹) فَرِيقًا هَدَىٰ وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ ۚ إِنَّهُمْ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُّهْتَدُونَ (۳۰)

روایتی تراجم کا ایک نمونہ:

اور ہم ہی نے تم کو (ابتداء میں مٹی سے) پیدا کیا پھر تمہاری صورت شکل بنائی پھر فرشتوں کو حکم دیا آدم کے آگے سجدہ کرو تو (سب نے) سجدہ کیا لیکن ابلیس کہ وہ سجدہ کرنے والوں میں (شامل نہ ہوا۔) خدا نے) فرمایا جب میں نے تجھ کو حکم دیا تو کس چیز نے تجھے سجدہ کرنے سے باز رکھا۔ اس نے کہا کہ میں اس سے افضل ہوں۔ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے بنایا ہے۔ فرمایا تو (بہشت سے) اتر جا تجھے شایاں نہیں کہ یہاں غرور کرے پس نکل جا۔ تو ذلیل ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے اس دن تک مہلت عطا فرما جس دن لوگ (قبروں سے) اٹھائے جائیں گے۔ فرمایا (اچھا) تجھ کو مہلت دی جاتی ہے۔ (پھر) شیطان نے کہا مجھے تو تُو نے ملعون کیا ہی ہے میں بھی تیرے سیدھے رستے پر ان (کو گمراہ کرنے) کے لیے بیٹھوں گا۔ پھر ان کے آگے سے اور پیچھے سے دائیں سے اور بائیں سے (غرض ہر طرف سے) آؤں گا (اور ان کی راہ ماروں گا) اور تو ان میں اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔ خدا نے) فرمایا، نکل جا۔ یہاں سے پاجی۔ مردود جو لوگ ان میں سے تیری پیروی کریں گے میں (ان کو اور تجھ کو جہنم میں ڈال کر) تم سب سے جہنم کو بھر

دوں گا۔ اور ہم نے آدم (سے کہا کہ) تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو سہو اور جہاں سے چاہو (اور جو چاہو) نوش جان کرو مگر اس درخت کے پاس نہ جاؤ ورنہ گنہگار ہو جاؤ گے۔ تو شیطان دونوں کو بہکانے لگا تا کہ ان کی ستر کی چیزیں جو ان سے پوشیدہ تھیں کھول دے اور کہنے لگا کہ تم کو تمہارے پروردگار نے اس درخت سے صرف اس لیے منع کیا ہے کہ تم فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ جیتے نہ رہو۔ اور ان سے قسم کھا کر کہا میں تو تمہارا خیر خواہ ہوں۔ غرض (مردود نے) دھوکہ دے کر ان کو (معصیت کی طرف) کھینچ ہی لیا جب انہوں نے اس درخت (کے پھل) کو کھالیا تو ان کی ستر کی چیزیں کھل گئیں اور وہ بہشت کے (درختوں کے) پتے توڑ توڑ کر اپنے اوپر چپکانے لگے اور (ستر چھپانے لگے) تب ان کے پروردگار نے ان کو پکارا کہ کیا میں نے تم کو اس درخت (کے پاس جانے) سے منع نہیں کیا تھا اور جتنا نہیں دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔ دونوں عرض کرنے لگے کہ پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔ (خدا نے) فرمایا (تم سب بہشت سے) اتر جاؤ (اب سے) تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لیے ایک وقت (خاص) تک زمین پر ٹھکانہ اور (زندگی کا) سامان (کر دیا گیا) ہے۔ (یعنی) فرمایا کہ اسی میں تمہارا بھینا ہو گا اور اسی میں مرنا اور اسی میں سے (قیامت کو زندہ کر کے) نکالے جاؤ گے۔ اے نبی آدم ہم نے تم پر پوشاک اتاری کہ تمہارا ستر ڈھانکے اور (تمہارے بدن کو) زینت (دے) اور (جو) پرہیزگاری کا لباس (ہے) وہ سب سے اچھا ہے۔ یہ خدا کی نشانیاں ہیں تاکہ لوگ نصیحت پکڑیں۔ اے نبی آدم (دیکھنا کہیں) شیطان تمہیں بہکانہ دے جس طرح تمہارے ماں باپ کو (بہکانے) بہشت سے نکلوا دیا اور ان سے ان کے کپڑے اتروا دیئے تاکہ ان کے ستر ان کو کھول کر دکھا دے۔ وہ اور اس کے بھائی تم کو ایسی جگہ سے دیکھتے رہے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھ سکتے ہم نے شیطانوں کو انہیں لوگوں کا رفیق کار بنایا ہے جو ایمان نہیں رکھتے۔ اور جب کوئی بے حیائی کا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے بزرگوں کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے اور خدا نے بھی ہم کو یہی حکم دیا ہے۔ کہہ دو خدا بے حیائی کے کام کرنے کا ہر گز حکم نہیں دیتا۔ بھلا تم خدا کی نسبت ایسی بات کیوں کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔ کہہ دو کہ میرے پروردگار نے تو انصاف کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور یہ کہ ہر نماز کے وقت سیدھا (قبلے کی طرف) رخ کیا کرو اور خاص اسی کی عبادت کرو اور اسی کو پکارو۔ اس نے جس طرح تم کو ابتداء میں پیدا کیا تھا اسی طرح تم پھر پیدا ہو گے۔ ایک فریق کو تو اس نے ہدایت دی اور ایک فریق پر گمراہی ثابت ہو چکی۔ ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر شیطانوں کو رفیق بنالیا اور سمجھتے (یہ) ہیں کہ ہدایت یاب ہیں۔

جدید اور شفاف ترین علمی و شعوری ترجمہ

اور تمہیں ہم نے تخلیق کیا، پھر تمہیں ایک مناسب شکل و صورت میں ڈھالا {صَوَّرْنَاكُمْ} پھر تمام موجود قوتوں / عناصر {الملائکۃ} کو حکم دیا کہ وہ انسان کی دسترس میں آجائیں۔ پس سب نے انسان کی محکومی اختیار کر لی سوائے خوف اور مایوسی کے جذبے [الیس] کے جس نے تنخیر ہونے سے انکار کر دیا۔ پروردگار نے اس سے کہا: "جب میں نے تمہیں ایسا کرنے کا حکم دیا تھا تو پھر تمہیں محکوم ہونے سے کس چیز نے روکا؟" اُس نے جواب دیا: "میں اس سے برتر ہوں کیونکہ تُو نے مجھے مایوسی اور نفرت کی آگ سے [من نار] پیدا کیا ہے، جب کہ اُسے ایک لچکدار فطرت کے ساتھ [من طین] پیدا کیا ہے۔" پروردگار نے کہا "تُو ایک کمتر درجے میں حقیر ہو جا کیونکہ تیرے لیے جائز نہیں تھا کہ تُو اس معاملے میں تکبر اختیار کرتا۔ پس دور ہو جا کیونکہ تو اب ایک حقیر جذبہ ہے۔" اُس نے کہا "مجھے اُس دور تک کے لیے مہلت دے جب انسانوں کو دوبارہ اُٹھایا جائے گا۔" پروردگار نے کہا: جا تجھے مہلت دے دی گئی۔" اُس نے پھر کہا "اس وجہ سے کہ تُو نے مجھے دھوکا دیا، میں انسانوں کو تیرے سیدھے راستے سے گمراہ کرتا رہوں گا۔ آج کے بعد سے میں ان کا سامنا ان کے آگے اور پیچھے سے کروں گا اور ان کی اچھائیوں اور ان کی برائیوں پر کروں گا اور اس طرح تُو ان کی اکثریت کو ان کو کوششوں کا پھل حاصل کرتے ہوئے نہ دیکھے گا۔" پروردگار نے کہا "یہاں سے مردود و ملعون ہو کر دور ہو جا۔ ان انسانوں میں سے جو بھی تیرا اتباع کریں گے میں ان سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔ اور اے انسان تُو اور تیری جمعیت [زوجک] سب خوشی و عافیت [الجنۃ] کی زندگی گزارو اور جو چاہو یہاں سے حاصل کرتے رہو، لیکن یاد رکھنا کہ اس تقسیم و تفریق [الشجرۃ] کے قریب نہ جانا ورنہ تم زیادتی کرنے والوں میں شامل ہو جاؤ گے۔" پس ایسا ہوا کہ جذبہ سرکشی

[الشیطان] نے انہیں وسوسے میں ڈال دیا [وسوس] کہ انہیں وہ عیوب و برائیاں بھی دکھا دے جو ان سے چھپادی گئی تھیں۔ اس جذبے نے انہیں بہکایا کہ تمہارے رب نے تمہیں اس تفریق و تقسیم سے اس لیے روکا تھا کہ اس پر چل کر تم قوتوں کے مالک [مکونالملکین] نہ بن جاؤ یا ہمیشگی کی زندگی حاصل نہ کر لو۔ اور اس جذبے نے انہیں قسم کھا کر یقین دلایا کہ میں تو تمہارا خیر خواہ ہوں۔ پس وہ دھوکے کے ذریعے ان کے زوال کا باعث بنا۔ اور جب انہوں نے تقسیم و تفریق کا ذائقہ چکھ لیا تو ان کے عیوب [سو آتہما] ان پر ظاہر ہو گئے، اور وہ سابقہ عافیت کی زندگی کی خوبصورت قدروں [ورق الجنة] کی مدد سے خود کو اکٹھا کرنے میں لگ پڑے [طفقاء یخضفان]۔ پھر ان کے پروردگار نے انہیں پکارا کہ "کیا میں نے تمہیں تفریق و انتشار سے منع نہیں کیا تھا اور تمہیں بتایا تھا کہ سرکشی کے جذبات [الشیطان] تمہارے کھلے دشمن ہیں۔" انہوں نے کہا "اے ہمارے پروردگار ہم نے خود پر زیادتی کی ہے اور اب اگر آپ نے ہمیں سامانِ حفاظت عطا نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم لازمی طور پر خسارے میں رہیں گے۔" پروردگار نے کہا "اب کمتر درجے کی زندگی گذارو کیونکہ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے ہو۔ لیکن زمین پر تمہارے لیے عارضی پناہ گاہ اور سامانِ زیست ایک مقررہ وقت تک کے لیے موجود ہے۔ یہیں تم جیو گے اور یہیں وفات پاؤ گے اور یہیں سے باہر نکالے جاؤ گے۔ اے نسلِ انسانی ہم نے تمہارے لیے نازل کر دیا ہے وہ ضابطہ جو تمہارے عیوب کو چھپالے گا اور تم میں سے اچھائیوں کو باہر لے آئیگا۔ یہ ضابطہ تقویٰ اختیار کرنے کی روش پر مبنی ہے جو تمہارے لیے بہتر ہے۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ تم ان سے نصیحت حاصل کرو۔"

اے نسلِ انسانی تمہارا سرکشی کا جذبہ [الشیطان] تمہیں آزمائش میں مبتلا نہ کر دے، جیسا کہ اسی نے تمہارے اجداد کو عافیت کی زندگی [الجنة] سے باہر نکال دیا تھا۔ اس نے انہیں ان کے افضل طرزِ زندگی سے محروم کر دیا تھا اور ان پر ان کے عیوب ظاہر کر دیے تھے۔ یہ جذبہ اور اس کے محرکات تمہاری اس طرح نگرانی کرتے ہیں کہ تم انہیں محسوس نہیں کر سکتے۔ درحقیقت ہم نے ان سرکش جذبات کو ان لوگوں پر طاری کر رکھا ہے جو امن و ایمان والے نہیں ہیں۔ اور جب وہ زیادتیاں کرتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے تو اپنے اجداد کو ایسا ہی کرتے پایا ہے اور اللہ نے ہمیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ انہیں کہ دو اللہ تعالیٰ ہر گز حدود و فراموشی اور زیادتیوں کا حکم نہیں دیتا۔ تم اللہ کے بارے میں ایسا کیسے کہہ سکتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔ انہیں کہ دو کہ میرے رب نے تو انصاف کا حکم دیا ہے، اس لیے اپنی تمام تر توجہات کو اسی کے احکامات کی طرف مرکوز رکھو اور اس کے دین کے ساتھ مخلص ہو کر اسی کی جانب دعوت دیتے رہو۔ جیسے اس نے تمہاری ابتدا کی تھی اسی طرح تم واپس بھی لوٹو گے۔ تم میں سے ایک گروہ تو ہدایت پر چلنے لگتا ہے لیکن ایک گروہ پر گمراہی سچ بن جاتی ہے۔ یہ وہ ہوتے ہیں جنہوں نے اللہ کی تابعداری کو چھوڑ کر سرکشی کو اپنا سنا تھا بنالیا ہوتا ہے اور اس خیال میں رہتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہو چکے ہیں۔"

Important words defined from authentic lexicons

Ba-Lam-Siin = despair, give up hope, become broken (in spirit), mournful, become silent/ confounded/perplexed unable to see right way or course, repent/grieve.

Shiin-Jiim-Ra = to avert, be a matter of controversy, dispute about, turn aside, thrust (with a spear), be disputed between. shajar alamru bainahun - the affair or case became complicated and confused so as to be a subject of disagreement and difference between them. shajaratun - tree, plant having a trunk or stem, stock or origin of a person.

Waw-Siin-Waw-Siin = to whisper evil, make evil suggestions, prompt false things.

طقق Tay-Fa-Qaf = begin/ start to do something, to take to doing something, to set about, commence/ initiate, continue uninterruptedly.

خفف؛ يخضفان Kh-Sad-Fa = Adjoin or put together, to men, make a thing double putting one piece upon another, cover with a thing, have two colors, to lie (as though to sew one saying upon another, and thus, embellish it).

ورق Waw-Ra-Qaf = to put forth leaves. waraqa is both sing. and pl. and is substantive noun from the verb waraqa. auraaq al-rajulu – the man became rich. warqun – leaves, foliage, sheet of paper, prime and freshness of a thing, young lads of a community, beauty of a thing.

لبس = Lam-Ba-Siin = To wear/ cover, put on a garment, be clothed in, envelop, conceal, conformed, cloak/ disguise, that which is worn.

Obscure/ confuse/ confound, mystify, render a thing obscure and confused to another.

Employed/ busied/ occupied himself with/ within a thing, become involved/ entangled/ complicated, to mix/ mingle/ accompany a thing.

ريشا Ra-Ya-Shiin = to fit feathers (to an arrow), do or attain good, to rectify/ aid/ strengthen his condition. rishun – adornment, feather, fine clothing, source of elegance and protection, plumage, ornament, beauty.

يزع Nun-Zay-Ayn = to draw forth, take away, pluck out, bring out, snatch away, remove, strip off, tear off, extract, withdraw, draw out sharply, perform ones duty, yearn, depose high officials, resemble, draw with vigour, invite others to truth, rise, ascend, draw from the abode or bottom, carry off forcibly, deprive.

فتن Fa-Ta-Nun = to try or prove, persecute, burn, assay, put into affliction, distress and hardship, slaughter, cause to err, seduce from faith by any means, mislead, sow dissension or difference of opinion, mischief, put in confusion, punish, give reply or excuse, tempt, lead to temptation, make an attempt upon, seduce. fitnatun – persecution, trial, probation, burning, assaying, reply, excuse, war, means whereby the condition of a person is evinced in respect of good or evil, hardship, punishment, answer, temptation, burning with fire.

3 {سورة الاسراء: 17/61 سے 17/66}

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ قَالَ أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا ﴿٦١﴾ قَالَ أَرَأَيْتَ لَكَ هَذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَنْ أَرِيتَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لِأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٦٢﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاءُ مَوْفُورًا ﴿٦٣﴾ وَاسْتَغْفِرْ مَنْ اسْتَفْزَزَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخِيلِكَ وَرَجُلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعَدْتُمْ ۚ وَمَا يَعْزُدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ﴿٦٤﴾ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ۚ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا ﴿٦٥﴾

روایتی تراجم کا ایک نمونہ

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا۔ بولا کہ بھلا میں ایسے شخص کو سجدہ کرو جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ (اور ازراہ طنز) کہنے لگا کہ دیکھ تو یہی وہ ہے جسے تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے۔ اگر تو مجھ کو قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں تھوڑے سے شخصوں کے سوا اس کی (تمام) اولاد کی جڑ کاٹتا ہوں گا۔ خدا نے فرمایا (یہاں سے) چلا جا۔ جو شخص ان میں سے تیری پیروی کرے گا تو تم سب کی جزا جہنم ہے (اور وہ) پوری سزا (ہے)۔ اور ان میں سے جس کو بہکا سکے اپنی آواز سے بہکا تارہ۔ اور ان پر اپنے سواروں اور پیاروں کو چڑھا کر لاتارہ اور ان کے مال اور اولاد میں شریک ہو تارہ اور ان سے وعدے کرتارہ۔ اور شیطان جو وعدے ان سے کرتا ہے سب دھوکا ہے۔ جو میرے (مخلص) بندے ہیں ان پر تیرا کچھ زور نہیں۔ اور (اے پیغمبر) تمہارا پروردگار کار ساز کافی ہے۔

جدید اور شفاف ترین علمی و شعوری ترجمہ

اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے فطرت کی قوتوں / عناصر [الملائکۃ] کو کہا کہ وہ سب انسان کی دسترس میں آجائیں۔ سو وہ سب اس کے آگے جھک گئے سوائے خوف اور مایوسی کے جذبے کے [ابلیس]۔ اُس جذبے نے اپنی کیفیت کا اس طرح اظہار کیا کہ "کیا میں اُس کا محکوم ہو جاؤں جسے تُو نے ایک لچکدار فطرت [طینا] پر پیدا کیا ہے"۔ اُس نے مزید کہا "ذرا دیکھو اس مخلوق کی جانب جسے تُو نے مجھ پر فوقیت دی ہے؛ اگر تو مجھے آنے والے بڑے مرحلہ زندگی کے قیام [یوم القیامۃ] تک مہلت عطا کرے تو میں اس کی تمام آنے والی نسلوں کی جڑیں کاٹتا ہوں گا، ماسوا معدودے چند کے"۔ اس پر پروردگار نے اپنا فیصلہ دیا کہ "جا، تُو دُور ہو جا؛ ان میں سے جو کوئی بھی تیری پیروی کرے گا اس کی جزا جہنم ہو گی، جس کا وہ حقیقی مستحق ہو گا۔ اور تُو ضرور تباہی کی جانب ان کی رہنمائی کر [استغفرز] جتنی کہ تُو کر سکتا ہے، اپنی آواز بلند کرتے ہوئے، ان پر اپنے مختلف خیالی تصورات کے ساتھ اور اپنے دیگر ہتھکنڈے استعمال کرتے ہوئے حملے کر، انہیں مال و اولاد کی لالچ اور بڑے وعدوں کے ساتھ ورغلا، لیکن اس قسم کا سرکشوں کا رویہ انہیں کیا وعدے دے سکے گا سوائے دھوکا دینے کے؟۔ درحقیقت، میرے سچے بندوں پر تیرا کچھ اختیار نہ چل سکے گا کیونکہ تیرا پروردگار ان کے لیے کار ساز کی حیثیت میں کافی ہے"۔

Fa-Zay-Zay = to remove, provoke, expel, unsettle, be scared away from, turn away, startle.
istafazza (vb. 10) – to excite, make active, deceive, unsettle, remove, expel, lead to destruction, make weak by humiliating, entail loss of right of citizenship.

4 {سورة الکہف: 18/50}

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ ۖ أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۚ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا (٥٠)

روایتی تراجم کا ایک نمونہ

اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس (نے نہ کیا) وہ جنات میں سے تھا تو اپنے پروردگار کے حکم سے باہر ہو گیا۔ کیا تم اس کو اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو۔ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں (اور شیطان کی دوستی) ظالموں کے لئے (خدا کی دوستی کا) برابر ہے۔ [مودودی]

جدید اور شفاف ترین علمی و شعوری ترجمہ

"اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے فطرت کی قوتوں / عناصر کو حکم دیا کہ وہ انسان کی دسترس میں آجائیں؛ صوان سب نے تعمیل کی سوائے انسان کے خوف اور مایوسی کی طبعی جبلت کے۔ یہ ایک غیر مرئی وجود رکھتی تھی؛ پس اس نے اپنے پروردگار کے حکم کی نافرمانی کی۔ کیا اب بھی تم میری بجائے اس جبلت کو اور اس کی چھوٹی سے چھوٹی کیفیتوں کو اپنا دوست سمجھو گے، جب کہ یہ تمہارے اصل دشمن ہیں؟ یہ دوستی نافرمانوں کے لیے ایک بہت بُرا متبادل ہوگی۔"

5 {سورة طہ: 20/116 سے 20/127}

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَى (١١٦) ۖ قُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ هَذَا عَدُوٌّ لَكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجُكَمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَى (١١٧) ۚ إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَى (١١٨) ۚ وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحَى (١١٩) ۚ فَوَسَّوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَى (١٢٠) ۚ فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَنَوَاهُمَا ۖ وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ ۖ وَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى (١٢١) ۚ ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَى (١٢٢) ۚ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا ۖ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَى (١٢٣) ۚ وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا ۖ وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى (١٢٤) ۚ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا (١٢٥) ۚ قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَى (١٢٦) ۚ وَكَذَلِكَ نُجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِآيَاتِ رَبِّهِ ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشدُّ وَأَبْقَى (١٢٧)

روایتی تراجم کا ایک نمونہ

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو سب سجدے میں گر پڑے مگر ابلیس نے انکار کیا۔ ہم نے فرمایا کہ آدم یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے تو یہ کہیں تم دونوں کو بہشت سے نکلوانے دے۔ پھر تم تکلیف میں پڑ جاؤ۔ یہاں تم کو یہ (آسائش) ہوگی کہ نہ بھوکے رہو نہ ننگے۔ اور یہ کہ نہ پیاسے رہو اور نہ دھوپ کھاؤ۔ تو شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا۔ (اور) کہا کہ آدم بھلا میں تم کو (ایسا) درخت بتاؤں (جو) ہمیشہ کی زندگی کا (ثمرہ دے) اور (ایسی) بادشاہت کہ کبھی زائل نہ ہو۔ تو دونوں نے اس درخت کا پھل کھا لیا تو ان پر ان کی شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں اور وہ اپنے (بدنوں) پر بہشت کے پتے چپکانے لگے۔ اور آدم نے اپنے پروردگار کے حکم خلاف کیا تو (وہ اپنے مطلوب سے) بے راہ ہو گئے۔ پھر ان کے پروردگار نے ان کو نوازا تو ان پر مہربانی سے توجہ فرمائی اور سیدھی راہ بتائی۔ فرمایا کہ تم دونوں یہاں سے نیچے اتر جاؤ۔ تم میں بعض بعض کے دشمن (ہوں گے) پھر اگر میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئے تو جو شخص میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہو گا اور نہ تکلیف میں پڑے گا۔ اور جو میری نصیحت سے منہ

بھیرے گا اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور قیامت کو ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا میرے پروردگار تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا میں تو دیکھتا بھالتا تھا۔ خدا فرمائے گا کہ ایسا ہی (چاہیے تھا) تیرے پاس میری آیتیں آئیں تو تو نے ان کو بھلا دیا۔ اسی طرح آج ہم تجھ کو بھلا دیں گے۔ اور جو شخص حد سے نکل جائے اور اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان نہ لائے ہم اس کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ اور آخرت کا عذاب بہت سخت اور بہت دیر رہنے والا ہے۔

جدید اور شفاف ترین علمی و شعوری ترجمہ

"اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے یہ طے کیا کہ فطرت کی قوتیں / عناصر [الملائکۃ] انسان [آدم] کی دسترس میں آجائیں [اسجدوا]؛ پس اُن سب نے اس فیصلے پر سر جھکا دیا سوائے انسان کی خوف اور مایوسی کی طبعی جبلت کے [ابلیس]۔ اس جبلت نے انسان کے قابو میں آنے سے انکار کر دیا۔ تب ہم نے انسان سے کہا: "اے انسان، بے شک یہ تیرا اور تیری ساتھی جماعت [زوجک] کا ایک ایسا دشمن ہے کہ اگر تم اس سے ہوشیار نہ رہے تو یہ تم دونوں کو تمہاری اس خوشی اور عافیت کی زندگی [الجنة] سے دُور کر دے گا [یجز جہنما]، اور پھر تم مصائب جھیلے رہو گے؛ تمہیں یہ احساس ہونا چاہیے کہ تمہاری موجودہ زندگی میں تمہیں نہ بھوک کا سامنا ہے نہ محرومی کا؛ اور بے شک تم یہاں نہ پیاس سے تنگ آتے ہو نہ سورج کی روشنی تمہیں جھلساتی ہے۔" لیکن پھر بھی اس کے سرکشی کے جذبات [الشيطان] نے اسے ورغلا یا اور کہا: "اے آدم، آؤ میں تمہیں بھیجی کے درخت کی طرف رہنمائی کروں اور ایک ایسی مملکت کی خبر دوں جسے کبھی زوال نہ آئے۔" پس وہ اس کی ترغیب میں آگئے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے اندر کی برائیاں ان کے سامنے آگئیں اور وہ اُن بچے کچے خوبصورت اصولوں کی مدد کے ساتھ جو ان کی عافیت کی زندگی [ورق الجنة] کی میراث تھے اپنے آپ کو سنبھالنے [بخصفان] کی کارروائیوں میں لگ پڑے [طفقا]۔ سو اس طرح نسل انسانی نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی اور خطا کار ہوئے۔ اس کے بعد ان کے پروردگار نے ان کی جانب مہربانی کے ساتھ رجوع کیا اور اپنی راہنمائی عطا کی۔ اُس نے نسل انسانی کو یہ کہ کر ہدایت دی کہ: "تم سب اب ایک کمتر درجے کی زندگی کے ساتھ گزارا کرو کیونکہ تم نے ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی پال لی ہے؛ اور جب بھی تمہیں میری جانب سے رہنمائی بھیجی جائے، تو جو بھی میری رہنمائی کا اتباع کرے گا اس کے لیے کوئی خوف اور غم نہیں رہے گا۔ لیکن جو بھی میری تاکید سے منہ موڑ لے گا، وہ ایک مشکلات سے پُر زندگی بسر کرے گا اور جب زندگی کے آخری مرحلے کا قیام [یوم القیامۃ] ہو گا تو ہم وہاں اسے اندھا اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا اے پروردگار تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا ہے جب کہ ماضی میں تو میں صاحب بصیرت تھا۔ تو پروردگار جواب دے گا کہ یہ اسی طرح ہونا تھا۔ ہماری نشانیاں تمہارے پاس آئیں اور تم ان کے بارے میں سب کچھ بھول گئے۔ اب اسی کی مانند اس دور میں تمہیں بھلا دیا گیا ہے۔ ہم اس طرح ان کا مکافاتِ عمل سامنے لاتے ہیں جو زیادتیوں کا ارتکاب کرتے رہے ہیں اور اپنے پروردگار کی نشانوں پر یقین نہیں رکھتے۔ اور مرحلہ آخرت کی سزائیں تو یقیناً اس سے کہیں زیادہ خوفناک اور ہمیشہ رہنے والی ہیں۔"

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 65

سورة البروج [85]

جدید ترین علمی و عقلی ترجمہ

پیش لفظ

وہی قدیمی سازشی کہانی یہاں بھی دہرائی گئی ہے۔ ٹوٹے پھوٹے، بے ربط اور مبہم جملے اس سورت کے روایتی ترجموں میں، جو ہمیں ورثے میں ملے ہیں، ہر جگہ دیکھے جاسکتے ہیں۔ یہاں بھی قرآنی بیانیے کے شاہکار ادبی اسلوب کی جانب کوئی توجہ نہیں دی گئی اور تمام مواقع پر عربی الفاظ کے عمومی اور گھٹیا اور غیر عقلی معانی کا استعمال کیا گیا ہے تاکہ ایک بلند وبالا اور معنی خیز الہامی پیغام کی روح اور نچوڑ کو بنیادوں سے ہی تبدیلی اور بگاڑ کا نشانہ بنا دیا جائے۔ مثلاً "آسمان اور اُس آسمان میں مضبوط قلعے"، اور "گڑھے والے"، "گڑھے کے کنارے بیٹھنا"، "مومنین اور مومنات" کو مرد اور عورتوں کی شکل میں علیحدہ علیحدہ قیاس کرنا، جب کہ مجموعی طرزِ خطاب میں لفظ مومنین ہی دونوں اصناف کا احاطہ کر لیتا ہے، اور اس کے علاوہ بھی بہت سی کمزوریاں باسانی گرفت میں لی جاسکتی ہیں۔ اس تمام سیناریو کو گرفت میں لینے کے لیے، براہ مہربانی تازہ تحقیقی کام کا مطالعہ قدیمی روایتی کام کے ساتھ لفظ بہ لفظ موازنہ کرتے ہوئے کیا جائے۔

سورة البروج [85]

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ (۱) وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ (۲) وَشَاهِدٍ وَمَنْشُودٍ (۳) قُلْ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ (۴) النَّارِ ذَاتِ الْوُفُودِ (۵) إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ (۶) وَهُمْ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ (۷) وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ (۸) الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (۹) إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ لَمْ يَنْتُهِبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ (۱۰) إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ (۱۱) إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ (۱۲) إِنَّهُ هُوَ يُبْدِي وَيُعِيدُ (۱۳) وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ (۱۴) ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ (۱۵) فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ (۱۶) هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ (۱۷) فِرْعَوْنُ وَنَمُودَ (۱۸) بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ (۱۹) وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ مُحِيطٌ (۲۰) بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ (۲۱) فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ (۲۲)

مروجہ قدیمی روایتی ترجمہ

"قسم ہے مضبوط قلعوں والے آسمان کی اور اُس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور دیکھنے والے کی اور دیکھی جانے والی چیز کی کہ مارے گئے گڑھے والے (اُس گڑھے والے) جس میں خوب بھڑکتے ہوئے ایندھن کی آگ تھی۔ جبکہ وہ اُس گڑھے کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے۔ اور جو کچھ وہ ایمان لانے والوں کے ساتھ کر رہے تھے اُسے دیکھ رہے تھے۔ اور اُن اہل ایمان سے اُن کی دشمنی اس کے سوا کسی وجہ سے نہ تھی کہ وہ اُس خدا پر ایمان لے آئے تھے جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔ جو آسمانوں اور زمین کی سلطنت کا مالک ہے، اور وہ خدا سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ جن لوگوں نے مومن مردوں اور عورتوں پر ظلم و ستم توڑا اور پھر اس سے تائب نہ ہوئے، یقیناً اُن کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے جلائے جانے کی سزا ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے، یقیناً اُن کے لیے جنت کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، یہ ہے بڑی کامیابی۔ درحقیقت تمہارے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔ اور وہ بخشنے والا ہے، محبت کرنے والا ہے۔ عرش کا مالک ہے،

بزرگ و برتر ہے۔ اور جو کچھ چاہے کر ڈالنے والا ہے۔ کیا تمہیں لشکروں کی خبر پہنچی ہے؟ فرعون اور ثمود (کے لشکروں) کی؟ مگر جنہوں نے کفر کیا ہے وہ جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں۔ حالانکہ اللہ نے ان کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔) اُن کے جھٹلانے سے اس قرآن کا کچھ نہیں بگڑتا (بلکہ یہ قرآن بلند پایہ ہے۔ اُس لوح میں (نقش ہے) جو محفوظ ہے۔"

جدید ترقی یافتہ علمی اور شعوری ترجمہ

"غور کرو ستاروں کے جھرمٹ رکھنے والی [ذات البروج] کائنات [السماء] پر، اور سوچو اُس خاص دور / مرحلے [الیوم] کے بارے میں جس کے آنے کا وعدہ کیا گیا ہے، اور اسے دیکھنے والوں کے بارے میں اور اُس کے بارے میں جو کچھ کہ اُس وقت مشہود ہو کر سامنے آئے گا۔ یہ حقیقت ہے کہ انسانوں میں تفریق ڈالنے اور محاذ آرائیاں کرنے والے [اصحاب الاخدود] برباد کر دیے گئے، اُسی دشمنی کی سلگنے والی آگ کے ہاتھوں جس پر کہ وہ انحصار کیے گھات لگائے بیٹھے تھے [علیہا قعود]۔"

اور جو کچھ وہ اہل امن و ایمان کے ساتھ کرتے رہے ہیں، وہ اب خود اس پر گواہی دینے پر مجبور ہوں گے۔ اور انہوں نے اہل ایمان کو آخر کس بات کی سزا دی تھی سوائے اس کے کہ وہ کیوں اُس اللہ کی ہدایت پر یقین کرتے ہیں جو بڑے غلبے والا اور ستائش کے لائق ہے، جو تمام کائناتی کڑوں اور اس زمین کا حکمران ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تو تمام امور پر خود تسلل کے ساتھ نگرانی رکھتا ہے۔ درحقیقت وہ لوگ جنہوں نے امن قائم کرنے والے افراد [المومنین] اور مومن جماعتوں [المومنات] کے لیے فتنے کھڑے کیے اور بعد ازاں اپنے رویوں سے تائب بھی نہیں ہوتے، ان کے لیے بہر حال جہنم کی سزا ہے، جو کہ دراصل پچھتاؤں اور محرومیوں کی آگ میں جلتے رہنے کی سزا ہے [عذاب الحریق]۔ جب کہ وہ جو صاحب ایمان ہوئے اور اصلاحی و تعمیری کام کرتے رہے، ان کے لیے ایسی عافیت اور خوشیوں بھری زندگی ہے [جَنَات] جس میں فراوانیوں کی نہریں بہتی ہوں گی۔ یہ ایک عظیم کامیابی کا درجہ ہو گا۔ بیشک تیرے پروردگار کا مواخذہ بڑا شدید ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ وہ ہستی ہے جو زندگی کی نہ صرف ابتدا کرتا ہے [یبدی] بلکہ اُسے پھر ایک بار لوٹاتا ہے [یعید]۔ وہ سامان حفاظت عطا کرنے والا بھی ہے [الغفور] اور محبت کرنے والا بھی [الودود]۔ وہی بڑی شان والے اقتدار کا مالک بھی ہے، پس اپنی صوابدید کے مطابق مصروف کار رہتا ہے۔ کیا فرعون اور ثمود کے لشکروں کے ساتھ جو کچھ گزری تم تک اس کا بیان نہیں پہنچا؟ لیکن حقیقت کا انکار کرنے والے اسے بھی جھٹلاتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے عقب کی جانب سے گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔ بلکہ جس بیان / خبر کو [ھو] یہ جھٹلاتے ہیں وہ تو نہایت شرف رکھنے والی مطالعے کی کتاب یعنی قرآن ہے جو ایسی روشنی میں جگمگاتا ہے [فی لوح] جس کی حفاظت [محفوظ] کی جاتی ہے۔"

اہم الفاظ کے مستند معانی

ب ر ج = Ba-Ra-Jiim = Anything being, becoming apparent, manifest, conspicuous and/ or high or elevated.. Star, Constellation; A structure, tower, fortress or walls of a city, a structure or construction that has the characteristics of conspicuousness, height and strength

د د د = Kh-Dal-Dal = To furrow/ trench/ clave, to mark or impress, to contract/ shrink/ wrinkle, to oppose, divide into distinct parties, to rank or class.

قعود؛ ق د Qaf-Ayn-Dal = to sit down, remain behind, to hold back, to tarry, lie in wait, sit still, remain unmoved, desist, abstain, refrain, lurk in ambush, set snares, neglect, act of sitting, foundations/ bases, women who are past child bearing age, elderly spinsters past child bearing age, one who sits at home, one who sits still, seat or place of sitting, station, encampment.

ن ق م؛ نقموا Nun-Qaf-Miim = to punish, accuse, develop hate, revenge, persecute, find fault, disapprove, dislike with tongue or punishment.

ق ر ا = Qaf-Ra-Alif = قرآن to recite/ read, compilation, collection, reading, recitation, explanation, study, investigation.

ل و ح Lam-Waw-Ha = To change colour, become visible, gleam/ shine, light up, scorching one, broad table or plate, tablet.

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 66

سورة الانشقاق [84]

جدید ترین علمی و عقلی ترجمہ

پیش لفظ

سورة الانشقاق کے بیان، "إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ" کے حوالے سے سابقہ چودہ صدیوں کے دینی لٹریچر کی تاریخ اور تمام ہمعصر تراجم و تفاسیر کا مطالعہ اس بات پر شاہد ہے کہ آج تک "انشقاق" کی تعریف و تعبیر ہمیشہ "شق ہو جانے" یعنی پھٹ جانے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے پر ہی ختم کر دی جاتی رہی ہے۔ جب یہ عاجز اس قرآنی سورت کا علمی اور شعوری ترجمہ کرنے کے مرحلے پر پہنچا تو یہ تعریف بالکل ہی بعید از عقل باور ہوئی۔ تمام موجودہ تراجم کے مطالعے سے ذہن میں جو اولین سوالات پیدا ہوئے وہ یہ تھے، کہ بھلا آسمان کیسے پھٹ سکتا ہے؟؟؟ کیا یہ ایک ٹھوس چھت یا مادے {matter} کی حیثیت رکھتا ہے جو پھٹ کر ٹکڑوں میں بٹ سکتا ہے؟ یا پھر یہ غبار نما بخارات یا بادلوں سے تشکیل دیا گیا ہے جن کے پھٹنے اور پھر مل جانے سے کوئی ایسا بڑا حادثہ رونمائی نہیں ہو سکتا کہ جس کا ذکر کیا جائے؟ اور استقرائی انداز میں ایک قدم پیچھے جاتے ہوئے،،، یہ بڑا معروضی مدعا سامنے آیا کہ کیا واقعی "السماء" آسمان کو کہا جاتا ہے؟

پیارے دوستو، جدید سائنسی یا طبعی تحقیق کے مطابق ہمارا تصوراتی آسمان کوئی وجود نہیں رکھتا اور ہمارے چہار طرف خلا ہی خلا ہے جس میں نہایت جسیم کرے اپنے مداروں میں گردش کرتے ہوئے تیر رہے ہیں۔ تو پھر ایک اور سوال یہ سامنے آتا ہے کہ آخر آسمان کسے کہا گیا ہے؟ ظاہر ہے کہ ترجمہ غلط اور سازشی بنیادیں رکھتا ہے؛ اور لفظ "السماء" دراصل خارجی کائنات کے لیے استعمال کیا گیا ہے کیونکہ اس کے مقابل "الارض" کا لفظ متواتر ہمارے مسکن زمین کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ اس حتمی استنباط کے بعد یہاں پھر ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر "کائنات" کیسے پھٹ سکتی ہے؟ یہ تو ما قبل ہی میں اپنی ابتدا انشقاق ہی کے عمل سے حاصل کرتی ہوئی آج کھربوں نوری سالوں کے فاصلوں پر پھیل چکی ہے۔ تو پھر اب ایک ناقابل بیانش وسعتوں میں پھیلی ہوئی عظیم کہکشاؤں کی حامل یہ خلا کیسے مزید "شق" یعنی پھٹ سکتی ہے؟؟؟ لازم تھا کہ انشقاق کا کوئی دیگر متبادل، قرین عقل اور سورت کے سیاق و سباق کے اندر قابل اطلاق معنی موجود ہو۔

ہمارے قدیمی کرائے پر لیے گئے علمایہ کالرز تباہی کے پیغامبروں کا کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ اس لیے کہ انہیں شاہی درباروں سے قرآن کے الفاظ سے تعمیر و ارتقاء اخذ کرنے کی بجائے انسانوں کو خوفزدہ کرنے کے لیے صرف تباہیاں، بربادیاں استنباط کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ پس انہیں انشقاق، انفطار، قیامت، ساعت، آخرت، زلزال، قسم کے تمام الفاظ میں صرف تباہی ہی نظر آتی رہی۔ اس پس منظر میں انشقاق کے نکتے پر پہنچ کر تو اس عاجز کی عقل نے کام کرنے سے بالکل ہی انکار کر دیا۔ چار و ناچار تحقیق کے سمندر میں غواصی کا سہارا لیا۔ بارہ عدد مستند لغات میں "شق ق" کے مادے کے معانی کی پوری وسعت کا مطالعہ کیا تو اس معنی کا جواب بآسانی سامنے آگیا۔ اور حیرت ہوئی کہ یہ آسمان اور سیدھا بنیادی معنی کیسے مجرمانہ طور پر نظر انداز کیا گیا اور کیسے پوری امت کو صدیوں سے گمراہی میں مبتلا رکھا گیا۔ آئیے اسے اور اس کے ساتھ ہی روایتی تراجم میں موجود بہت سی دیگر غلطی کی درستگی کے لیے آپ سب دوستوں کے ساتھ جدید ترین علمی و عقلی ترجمے کا اکٹھا مطالعہ کرتے ہیں۔ مادے "شق ق" کا تحقیقی ترجمہ کس طرح ایک بڑی بنیادی غلطی پر مبنی ابہام کو دانش و عقلیت میں تبدیل کر دیتا ہے، اس کی مثال یہاں پیش کر دی جاتی ہے:-

شق: راستے پر گزرنے، عبور کرنا، راستہ، راہداری، روشندان یا ذریعہ / وسیلہ کھول دینا: کاٹنا / پھاڑنا / تقسیم کرنا / توڑ دینا / ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔

سورة الانشقاق {84}

إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ (۱) وَأَذْنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ (۲) وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ (۳) وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ (۴) وَأَذْنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ (۵) يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ (۶) فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ (۷) فَسَوْفَ يُحَاسَبُ جِسَابًا يَسِيرًا (۸) وَيَنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا (۹) وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ (۱۰) فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا (۱۱) وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا (۱۲) إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا (۱۳) إِنَّهُ ظَنَّ أَن لَّنْ يَحُورَ (۱۴) بَلَىٰ إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا (۱۵) فَلَا أَفْسِسُ بِالْشَّفَقِ (۱۶) وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ (۱۷) وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ (۱۸) لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ (۱۹) فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (۲۰) وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْمَعُونَ ﴿۲۱﴾ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ ﴿۲۲﴾ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُوعُونَ ﴿۲۳﴾ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۲۴﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿۲۵﴾

مروجہ روایتی ترجمہ

"جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے پروردگار کا فرمان بجالائے گا، اور اسے واجب بھی یہ ہی ہے، اور جب زمین ہموار کر دی جائے گی، جو کچھ اس میں ہے اسے نکال کر باہر ڈال دے گی اور (بالکل) خالی ہو جائے گی، اور اپنے پروردگار کے ارشاد کی تعمیل کرے گی، اور اس کو لازم بھی یہی ہے، (تو قیامت قائم ہو جائے گی۔) (اے انسان! تو اپنے پروردگار کی طرف (پہنچنے میں) خوب کوشش کرتا ہے۔ سو اس سے جا ملے گا۔ تو جس کا نامہ (اعمال) اس کے دامن ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے حساب آسان لیا جائے گا، اور وہ اپنے گھر والوں میں خوش خوش آئے گا۔ اور جس کا نامہ (اعمال) اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا، وہ موت کو پکارے گا، اور وہ دوزخ میں داخل ہو گا۔ یہ اپنے اہل (و عیال) میں مست رہتا تھا اور خیال کرتا تھا کہ (خدا کی طرف) پھر کر نہ جائے گا۔ ہاں ہاں۔ اس کا پروردگار اس کو دیکھ رہا تھا۔ ہمیں شام کی سرخی کی قسم، اور رات کی اور جن چیزوں کو وہ اکٹھا کر لیتی ہے ان کی، اور چاند کی جب کامل ہو جائے، کہ تم درجہ بدرجہ (رتبہ اعلیٰ پر) چڑھو گے۔ تو ان لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ ایمان نہیں لاتے۔ اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے، بلکہ کافر جھٹلاتے ہیں۔ اور خدا ان باتوں کو جو یہ اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں خوب جانتا ہے۔ تو ان کو دکھ دینے والے عذاب کی خبر سنا دو۔ ہاں جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے بے انتہا اجر ہے۔" [جالد ہری]

جدید ترین علمی و شعوری ترجمہ

جب کائنات {السماء} کی پنہائیوں میں راستے کھول دیے جائیں گے {انشقَّتْ}، یعنی یہ انسان کی رسائی میں آجائے گی، اور جب یہ اپنے رب کی مشیت کے مطابق عمل کرتے ہوئے {اذنَتْ لِرَبِّهَا} اس تبدیلی کو ایک حقیقت کا روپ دے دے گی {وَحُقَّتْ}؛ اور جب یہ زمین اپنے مقرر کردہ وقت کی انتہا پر پہنچ جائے گی {مُدَّتْ} اور وہ سب کچھ دیکھ / برداشت کر لے {القت} گی جو اس پر وقوع پذیر ہو تا رہا اور بوڑھی، تھکی ہوئی، خالی ہو جائے گی {تَخَلَّتْ}، اور اس طرح اپنے رب کی مشیت کو پورا کرتے ہوئے {اذنَتْ لِرَبِّهَا} اس تبدیلی کو حقیقت کا روپ دے دے گی {وَحُقَّتْ}، تو اے نسل انسانی، بیشک تم بھی اپنے رب کے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے سخت محنت کے ساتھ {کدحا} اپنی پوری کوششوں میں لگے ہوئے ہو گے {کادح}۔ پس اُس مرحلے میں تم اُس کے سامنے پیش کر دیے جاو گے۔ اور پھر جس کا اعمال نامہ یمن و سعادت کا حامل ہو گا {بیمینہ} وہ ایک آسان احتساب سے گزرے گا اور ایک خوشی کی کیفیت میں واپس اپنے مماثل ساتھیوں سے جا ملے گا۔ البتہ جن کا اعمال نامہ اس طرح دیا جائے گا کہ ان کی پشتوں کے پیچھے چھپایا ہوا ہو [وراء ظہرہ] وہ یقیناً مزید ارتقا سے روک دیے جائیں گے {ثُبُورًا} اور ان کا انجام پچھتاؤں اور محرومیوں کی آگ ہو گی۔ یہ وہ ہوں گے جو اپنی قسم کے لوگوں

میں خوش رہتے تھے اور فرض کرتے تھے کہ ان کی موجودہ حالت کو ایک دوسری حالت زندگی میں تبدیل نہیں کیا جائے گا {لن یحور}۔ لیکن نہیں۔ تمہارے پروردگار کی دانش نے اس معاملے میں اپنا فیصلہ پہلے ہی کر لیا تھا۔ اس لیے ایسا نہیں ہونا تھا {فلا}؛ میں قسم کھاتا ہوں غروب آفتاب کی پھیلتی ہوئی سُرخ کی، اور رات کی جب وہ مکمل ہو کر اپنی محفل سجاتی ہے، اور چاند کی جب وہ مکمل ہو کر اپنی بھرپور کیفیت کو پہنچتا ہے، تم سب بھی یقیناً مرحلہ در مرحلہ {طباقاً عن طبق} ارتقاء و تکمیل کے عمل سے گزر کر {لترکبن}۔ اس حقیقت کے باوجود ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ صاحب ایمان نہیں ہو جاتے اور جب قرآن انہیں پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو یہ اس کے احکامات کے آگے سرنگوں نہیں ہو جاتے {لا یسجدون}؟ بلکہ وہ جو حقیقت سے انکار کے عادی ہیں، اسے جھٹلاتے ہیں۔ تاہم اللہ تعالیٰ وہ سب جانتا ہے جو یہ اپنے سینوں کے اندر چھپائے ہوئے ہیں۔ اس لیے انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دو، سوائے ان کے جو ایمان و ایقان سے بہرہ ور ہوئے اور اصلاحی کام کرتے رہے۔ اُن کے لیے مسلسل انعامات کی جزا ہے۔"

اہم الفاظ کے مستند معانی:

= Shiin-Qaf-Qaf : ش ق ق = pass along the way, cross, open a way/passage/vent/channel, cut/split/divided/clave/ripped/tore.

Alif-Dhal-Nun اذن = he gave ear or listened to it, being pleased, grant leave, to allow, permit/ordered, be informed, advised, notification/announcement/proclamation, ear, appetite/longing/yearning.

Ha-Qaf-Qaf: ح ق ق = To be suitable to the requirements of justice or wisdom or truth or right or reality or fact, to be just/proper/right/correct/true/fitting, to be authentic/genuine/sound/valid/substantial/real, also established/confirmed/binding/unavoidable/incumbent, to be manifest, without doubt or uncertainty, established as a fact, to be obligatory or due, have right or title or claim to a thing, deserve or merit a thing, most worthy, ascertain, to be sure or certain, to be true or verifiable or veritable, to be serious or earnest, dispute or litigate or contend with another, speak the truth, reveal/manifest/show a truth or right, to be proven true, pierce or penetrate.

Miim-Dal-Dal : م د د = to reach the term, extreme, appointed time; to reach term of endurance or continuance; to draw a thing (namely a rope), pull a thing, stretch a thing, strain a thing, extend by drawing or pulling, stretch forth, to prolong, expand/elongate/lengthen a thing, spread or spread out, delay or defer a thing, continue a thing, to help or aid someone, to advance, to increase, to supply ink (put ink into a thing), apply ink to a thing, manure land (with dung).

Lam-Qaf-Ya = ل ق ی = To meet, meet with, encounter, find, find out a thing, see, come across, experience, suffer from, occur, undergo, endure, lean upon, recieve, come face to face, go in the

direction of or towards.

This root has occurred in al quran in 45 forms, and been used about 145 times.

Kh-Lam-Waw: خ ل و: تَحْتَ = To be empty/vacant/void/destitute/unoccupied, to be free from fault or a thing or affair, free of accusation or suspicion, to be alone or without any companion, meet with one in a vacant/unoccupied place, to pass away, to dismiss, let loose or let go a thing, permit or allow a thing, to forsake/relinquish/desert/abandon a thing, to be distant/remote/aloof/far from a thing, be at leisure, unoccupied (unemployed).

Kaf-Dal-ha: ك د ح: = To toil, exert, make every effort to carry out a thing, labour hard and actively, toil hard, labouring, laboriously, one who labours, to weary oneself in work, to seek to gain sustenance, to disfigure, render a thing ugly or unseemly.

Tha-Ba-Ra: ث ب ر: ثَبَرَ = to keep back, confine/limit/prevent/withhold/restrain/hinder, to deny/prohibit/refuse, render unsuccessful, to prevent one from doing or attaining something, go astray, lose, perish/destroy, disappoint, expel, curse. To work at something diligently/constantly.

Shiin-Fa-Qaf: ش ف ق: شَفَقَ = to pity, be anxious about, fear. shafaq – fear, pity, evening, twilight with its redness or whiteness, after sunset. ashfaqa – to be afraid. mushfiqun – one who is afraid or is in terror, compassionate, fearful one, tender.

Waw-Siin-Qaf: و س ق: وَسَقَ = to gather/collect what is scattered. Be complete, perfect, whole; loaded; veil in darkness, conceive, be in good order, driven together.

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 67

سورۃ المطففین [83]

جدید ترین علمی و عقلی ترجمہ

پیش لفظ

طفف کے معانی کو مستند لغات میں دو متبادل انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ اول: "اس نے اصل سے کم پیمانہ دیا"، اور دوم: "اس نے اپنے فرائض کی ادائیگی میں ڈنڈی ماری، نقص کیا، غلطی اور نااہلی کا ارتکاب کیا"۔

اب اگر ہم دوسرے متبادل کو اختیار کر لیتے ہیں، یعنی "فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی، نقص / غفلت"، تو یہ متبادل نہ صرف "کم پیمانے" والے پہلے متبادل کو بھی اپنے احاطے میں لے لیتا ہے، بلکہ اُس سے کہیں آگے بڑھ کر نااہلیوں / غفلتوں / نقائص کے ایک بڑے میدان کا احاطہ کر لیتا ہے جن کا ارتکاب کسی بھی حکومت کے ذمہ دار اہلکار نظم و نسق کے ضمن میں اکثر کیا کرتے ہیں، اور اس طرح زندگی کے تمام عملی میدانوں کے لیے ایک قابلِ اطلاق مستقل قدر اور اس کی عمومی خلاف ورزی ہمارے سامنے آ جاتی ہے۔

لیکن دوستو، ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ شاہی سطح کی سازشوں کے آلہ کار اس وسیع احاطہ رکھنے والے معنی کو قبول کر لیتے جو آج ہر مستند لغت میں موجود ہے؟ اس سے تو قرآن کا درجہ بلند ہو جاتا کیونکہ اُس کی سچی روشنی عوام الناس کے سامنے آ جاتی! ایسا تو ان حضرات کے لیے ہرگز قابلِ قبول نہ تھا۔ آپ نوٹ کریں گے کہ ہمارے تمام مروجہ روایتی تراجم میں ہمارے قدیمی سکالروں نے، اور اُن کی تائید میں معصروں نے، ہمیشہ ہی قرآنی الفاظ کے سادہ ترین، عمومی اور محدود ترین معانی کا ہی اطلاق کیا ہے، یعنی وہی جو یہاں صرف "ناپ تول میں کمی" کا ذکر کرتی ہے، اور ایک بڑے وسیع اطلاقی معنی پر پردہ ڈال دیتی ہے۔ یہاں ایک بار پھر قرآن کے ہمہ جہت اور بلند فلسفے کی حیثیت کو کمتر اور محدود کرنے کی سوچی سمجھی سازش کی جھلک آسانی کے ساتھ دیکھی جاسکتی ہے۔ جب کہ قرآن کی اقدار تو عالمی پیمانے پر زندگی کے تمام شعبوں پر اصولی سطح پر قابلِ اطلاق ہو ا کرتی ہیں۔

قدیمی فاضل مفسرین و مترجمین نے قرآن کی عالمگیریت کو گھٹانے کی ہر سبیل کرتے ہوئے اس الہامی و آفاقی ضابطے کو بھی صرف ایک ایسے دکاندار تک محدود کر دیا جو کم تول کر اپنا سامان بیچ رہا ہے۔ یہ چالاکی آپ اس سورت کے روایتی ترجمے میں آسانی دیکھ لیں گے جو ذیل میں کاپی / پیسٹ کر دیا گیا ہے۔ اور اس کے برعکس، ذیل ہی میں دیا گیا جدید ترین علمی و عقلی ترجمہ آپ کو اس الہی فرمان کی ایک ہمہ جہت تصویر فراہم کر دے گا۔ اس کے ساتھ ہی حیاتِ آخرت کی بلند تر غیر مادی و غیر مرئی، خالص شعوری زندگی کے بارے میں باری تعالیٰ کے معنی خیز استعاراتی اشارات کے حقیقی معانی بھی آپ کے سامنے پہلی بار منکشف کر دیے جائیں گے، جنہیں سازشی تراجم میں، اور اُن کی پیروی میں، آج تک جسمانی راحتوں اور مادی عیش و عشرت کی عامیانہ زبان میں تعبیر کیا جاتا رہا ہے۔ بھلا آخرت کی ارفع و اعلیٰ خالص شعوری زندگی میں جہاں قرب الہی منتخب انسانوں کے انتظار میں ہے، جسمانی یا طبعی نوع کی کمتر اور حدود میں محبوس زندگی اور اُس کے مقتضیات کا کیا کام ہے؟

سورة المطففين [83]

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ﴿١﴾ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ﴿٢﴾ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ﴿٣﴾ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ ﴿٤﴾ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٥﴾ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦﴾ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَارِ لَفِي سِجِّينٍ ﴿٧﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ ﴿٨﴾ كِتَابٌ مَّرْفُومٌ ﴿٩﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿١٠﴾ الَّذِينَ يَكْذِبُونَ بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْبَيِّنَاتِ وَأَمَّا كِتَابُ الْمُحْسِنِينَ ﴿١١﴾ فَإِنَّ كِتَابَ الْبَيِّنَاتِ لَفِي سِجِّينٍ ﴿١٢﴾ إِذَا تَنَزَّلَتْ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٣﴾ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾ كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَّحْجُوبُونَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُو الْجَحِيمِ ﴿١٦﴾ ثُمَّ يُقَالُ هَٰذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿١٧﴾ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَنْبَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ ﴿١٨﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ ﴿١٩﴾ كِتَابٌ مَّرْفُومٌ ﴿٢٠﴾ يُشْهَدُ الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢١﴾ إِنَّ الْأَنْبَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْفُونَ مِّن رَّحِيقٍ مَّخْنُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَامُهُ مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهُ مِزَاجُ تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَنِيَّا يُشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ أُجْرِمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُونَ ﴿٣٢﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ ﴿٣٣﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ﴿٣٤﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ ﴿٣٥﴾ هَلْ تَوْبَ الْكُفَّارِ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾

روایتی ترجمے کی ایک مثال

تباہی ہے ڈنڈی مارنے والوں کے لیے جن کا حال یہ ہے کہ جب لوگوں سے لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو انہیں گھٹا دیتے ہیں کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ ایک بڑے دن، یہ اٹھا کر لائے جانے والے ہیں؟ اُس دن جبکہ سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے ہر گز نہیں، یقیناً بدکاروں کا نامہ اعمال قید خانے کے دفتر میں ہے اور تمہیں کیا معلوم کہ وہ قید خانے کا دفتر کیا ہے؟ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی تباہی ہے اُس روز جھٹلانے والوں کے لیے جو روز جزا کو جھٹلاتے ہیں اور اُسے نہیں جھٹلاتا مگر ہر وہ شخص جو حد سے گزر جانے والا بد عمل ہے اُسے جب ہماری آیات سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے یہ تو اگلے وقتوں کی کہانیاں ہیں ہر گز نہیں، بلکہ دراصل ان لوگوں کے دل وہی چیز ہیں جنہم میں جا پڑیں گے ان کے برے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے ہر گز نہیں، بالیقین اُس روز یہ اپنے رب کی دید سے محروم رکھے جائیں گے پھر یہ جہنم میں جا پڑیں گے پھر ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی چیز ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے پھر ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی چیز ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے ہر گز نہیں، بے شک نیک آدمیوں کا نامہ اعمال بلند پایہ لوگوں کے دفتر میں ہے اور تمہیں کیا خبر کہ کیا ہے وہ بلند پایہ لوگوں کا دفتر؟ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے جس کی نگہداشت مقرب فرشتے کرتے ہیں بے شک نیک لوگ بڑے مزے میں ہوں گے اونچی مسندوں پر بیٹھے نظارے کر رہے ہوں گے ان کے چہروں پر تم خوشحالی کی رونق محسوس کرو گے ان کو نفیس ترین سر بند شراب پلائی جائے گی جس پر مشک کی مہر لگی ہوگی جو لوگ دوسروں پر بازی لے جانا چاہتے ہوں وہ اس چیز کو حاصل کرنے میں بازی لے جانے کی کوشش کریں اُس شراب میں تسنیم کی آمیزش ہوگی یہ ایک چشمہ ہے جس کے پانی کے ساتھ مقرب لوگ شراب پیئیں گے مجرم لوگ دنیا میں ایمان لانے والوں کا مذاق اڑاتے تھے جب ان کے پاس سے گزرتے تو آنکھیں مار مار کر ان کی طرف اشارے کرتے تھے اپنے گھروں کی طرف پلٹتے تو مزے لیتے ہوئے پلٹتے تھے اور جب انہیں دیکھتے تو کہتے تھے کہ یہ بے شکے ہوئے لوگ ہیں حالانکہ وہ ان پر نگراں بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے آج ایمان لانے والے کفار پر ہنس رہے ہیں مسندوں پر بیٹھے ہوئے ان کا حال دیکھ رہے ہیں مل گیا ناکافروں کو ان حرکتوں کا ثواب جو وہ کیا کرتے تھے۔

جدید ترین علمی و شعوری ترجمہ

"تباہی ہے ان کے لیے جو اپنے فرائض کی بجا آوری میں غفلت، نااہلی اور نقص کا ارتکاب کرتے ہیں [المطففين]۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو دوسرے لوگوں کی کارکردگی کی جانچ پڑتال کرتے ہوئے [اکتالو علی الناس] تو ان سے مکمل اور بھرپور ادائیگی [یستوفون] کا مطالبہ کرتے ہیں، لیکن جب ان کی ادائیگی کی تشخیص یا اُس کی درجہ بندی کرتے ہیں [کالوہم] تو اسے ناقص یا کمتر قرار دے دیتے ہیں [یخسرون]۔ کیا وہ اس حقیقت کا ادراک نہیں کرتے

کہ انہیں ایک بار پھر ایک عظیم حیثیت کے حامل دور میں زندہ کیا جانا ہے، وہ دور جہاں تمام نسل انسانی کو تمام جہانوں کے پروردگار کے سامنے احتساب کے لیے کھڑے ہونا ہے۔ نہیں۔ یہ نہیں جانتے۔ درحقیقت ایسے شریکوں کا نامہ اعمال ایک رجسٹر میں بند کر کے رکھا گیا ہے [لفی سبّین]۔ اور تمہیں کیسے یہ ادراک ہو گا کہ وہ رجسٹر کیا ہے؟ وہ ایک ایسا نامہ اعمال ہے جو تحریر شدہ ہے۔ تباہی ہے اُس خاص دور میں اُن انسانوں کے لیے جو اُس اُنے والے وقت کو جھٹلاتے تھے جب ضابطہ خداوندی [یوم الدین] کا مکمل نفاذ ہو جائے گا۔ اور یہ جھٹلانے والے کوئی اور نہیں بلکہ یہی حدود سے تجاوز کرنے والے گنہگار تھے۔ جب کبھی انہیں ہمارا پیغام سنایا جاتا تھا وہ اسے قدیمی داستانوں [اساطیر الاولین] پر مبنی کذب قرار دیتے تھے۔ حقیقت یہ نہیں تھی، بلکہ یہ تھی کہ اُن کی بدکرداری کے سبب اُن کے قلوب ہی زنگ خوردہ [ران] ہو گئے تھے۔ جو وہ سمجھتے ہیں، ایسا ہرگز نہیں ہوتا؛ اور اُس خاص مرحلہ زندگی میں ایسے لوگ یقیناً اپنے پروردگار کے سامنے سے دُور ہٹا دیے جائیں گے۔ انجام کار انہیں محرومیوں اور پچھتاوؤں کی ایک ایسی آگ میں ڈال دیا جائے گا جو انہیں دائمی طور پر جلاتی رہے گی۔ پھر انہیں یہ جتلیا جائے گا کہ یہ ہے وہ جس کے بارے میں تم جھوٹ بولا کرتے تھے۔ البتہ راست بازوں کا اعمال نامہ یقیناً بلندی اور احترام کا حامل ہو گا۔ اور تمہیں کیا چیز یہ ادراک دے گی کہ وہ احترام کی کیفیت [علیون] کیا ہے؟ وہ ایک ایسا تحریری ریکارڈ ہے جسے دیکھنے کا شرف وہی رکھیں گے جو درجات میں اپنے پروردگار سے قریب ہوں گے۔

راست باز انسان یقیناً نعمتوں سے سرفراز ہوں گے، اور اپنی مخصوص اور منفرد شناخت کو قائم رکھتے ہوئے [علی الاراک] سب کچھ دیکھ رہے ہوں گے [ینظرون]۔ تم ان کے انداز سے ان کی سرخوشی کی کیفیت کا انداز کر لو گے۔ اُن کی مزید ارتقا کی پیاس کو ایسی انتہائی درجے کی کامیابیوں [مختوم] سے بُجھایا جائے گا [یُسقون] جو نہایت خوش کن، مستقل اور حقیقی ہوں گی [رحیق]؛ یہ انتہائی درجہ [ختمہ] دانش و شعور کا اور بہترین فیصلے کرنے کی اہلیت کی انتہا کا درجہ ہو گا [مِسک]؛ اور ان بلند ارتقائی درجات کے حصول کے سلسلے میں مسابقت کرنے والے باہم مسابقت بھی کر رہے ہوں گے، کیوں کہ یہ سب کچھ انتہائی بلندی اور سرفرازی کے مراحل پر مشتمل ہو گا [مزاجہ من تسنیم]؛ اور ایک ایسے چشمے کی مانند ہو گا [عینا] جہاں سے خوشیوں کی معراج پھوٹی ہوگی اور جہاں سے صرف وہی فیضیاب ہو سکیں گے [یشرب ہوا] جو قریب ترین درجات کے حامل ہوں گے [المقربون]۔

بے شک وہ جو جرائم پر کمر بستہ ہیں وہ اہل امن و ایمان کا معصکہ اُڑانے کے مرتکب ہیں۔ جب یہ اُن کے قریب سے گذرتے ہیں تو ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارے کرتے ہیں [یتغامزون]؛ اور جب اپنے لوگوں میں واپس جاتے ہیں [انقلبوا لی اھلھم] تو وہاں اُن کا مذاق اُڑاتے ہیں [تکھین]۔ جب بھی یہ اُن کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہی تو گمراہ لوگ ہیں [اضالون]۔ درحقیقت یہ اُن پر نگرانی کے لیے مامور نہیں کیے گئے تھے۔ پس آج ہی اہل امن و ایمان اُن منکرین پر ہنس رہے ہیں۔ اپنے اپنے بلند درجات پر قائم رہتے ہوئے [علی الاراک]، وہ ان کی حالت زار کا مشاہدہ کر رہے ہیں [ینظرون] کہ یہ کافر کیسے اپنی سابقہ روش کا نتیجہ بھگت رہے ہیں [ثوب]۔

اہم الفاظ کے مستند معانی

Tay-Fa : مطفئین = ط ف ف = to be near, be within reach, raise, *taffafa* – to give a deficient measure, redundancy of a measure, *tatfif*(II) – giving short measure, to default in one's duty, *mutaffifin* – one who gives short measure or defaults in one's duty, stinter/niggardly. Make defective/deficient.

Kaf-Ya-Lam (Kaf-Alif-Lam) : ک ی ل : ک ال : کالو؛ اکتالو : To measure, weigh, compare. A measure of capacity.

Siin-Jiim-Nun : سجن: سجن = to imprison/jail, restrain/conceal, register/record, register in which the actions of the wicked are recorded, prison, written book, *sahib al-sijn* (fellow prisoner), anything hard/vehement/severe/continuous.

Kh-Siin-Ra : رخس: رخس = To suffer loss or diminution, to be deceived/cheated/beguiled/circumvented, to err/go astray/deviate from/miss the right way, to perish or die, make a thing defective or deficient, destroy or cause to perish, remove/alienate/estrangle someone, to be treacherous/ignoble/mean, to be unfaithful, ungenerous, small/little/weak (among mankind), refuse invitation from another.

Ra-Ha-Qaf : رحق = pure, delightfully refreshing wine, the sweetest of wine: the most excellent thereof: or the oldest: or unadulterated wine; or wine that is easy to swallow۔ زندگی کی پاکیزہ سرور آور خوشگواریاں۔

Alif-Ra-Kaf : اراک = camels feeding/eating on a certain tree termed (Alif-Ra-Alif-Kaf) or camels remained, or continued, among trees of that kind; to persist or preserver; He compelled him or constrained him, to do the thing, or affair; or made him to keep, or cleave, to it; herbage in which the camels remain or continue, couch.

Miim-Siin-Kaf : مسک = To retain, withhold, maintain, be tenacious or niggardly, hold fast a thing, arrest a thing, restrain/detain/confine/imprison a person, restrain or abstain from a thing, grasp/clutch/seize a thing, take a thing with the hand, intelligent or sound in judgement.

Miim-Zay-Jiim : مزاج = To mix/mingle/incorporate/blend, exasperate/irritate/enrage a person, to give something, contend or dispute with a person, various in disposition or temperament.

Siin-Nun-Miim: تنم: س ن م = to raise/ascend, rise high. sanam – camel's hump, prominence, chief of a tribe. sanamatun – blossom, summit. tasnim – water (of life) coming from above signifying spirituality/knowledge from Allah.

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 68

سورة الانفطار [82]

جدید ترین علمی و عقلی ترجمہ

پیش لفظ

"فطر" کا ایک مستند معنی ہے "عدم سے وجود میں لانا/ تخلیق کرنا"۔ تاہم ابتدائی اسلامی دور کے ہمارے درباری ساز شیعوں نے اپنے شیطانی اہداف کی پیروی کرتے ہوئے اپنی تفاسیر میں قرآن کے زیادہ تر ذخیرہ الفاظ کو منفی رنگ دینے کی روش اختیار کی اور جہاں جہاں بھی ممکن تھا ان الفاظ سے تباہی اور بربادی کا عمل تعبیر کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ اسی روش کے مطابق انہوں نے لفظ "انفطرت" کا ترجمہ بھی "پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا" کیا۔ اور اسی کی مانند خلائ کی قبروں کی "تخلیق اور لامحدود پھیلاؤ" کو "ستاروں کا معدوم ہو جانا" سے تعبیر کیا۔ اور پھر خوفزدہ کرنے والا فقرہ "قبروں کا اُلٹ دیا جانا" وغیرہ بھی اسی رویے کی ایک اور مثال ہے۔

نکتہ چینی کے سلسلے کو آگے نہ بڑھاتے ہوئے، آئیے براہ راست ان الہامی فرمودات کے اپنے انتہائی عقلیت پر مبنی جدید ترین ترجمے کی جانب توجہ کرتے ہیں جو، بربادیوں، تباہ کاریوں اور قبروں کے دہشناک تذکروں کے برعکس، تخلیق کے عظیم عمل میں پروردگارِ عالم کے ایک بصیرت افروز، پُر امن، ہم آہنگ اور مربوط تعمیری نظام کی عکاسی کرتا ہے۔ ہمیں تمام زور قرآن کی سچی روشنی کی دریافت پر دینا ہے جس کا ہدف انسان کی وہ شاندار منزل مقصود ہے جو خالق کی متعین کردہ ہے۔ اور جس میں اُس عظیم ہستی کی جانب سے مسلسل راہنمائی کا ایک ایسا تواتر موجود ہے جو انسان کو حیاتِ آخرت میں ایک بلند مقام حاصل کرنے میں اس کی زندگی کی ہر سانس کے ساتھ مدد و استعانت فراہم کرتا ہے۔

سورة الانفطار [82]

إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ (۱) وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ (۲) وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ (۳) وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ (۴) عَلِمْتَ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ (۵) يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ (۶) الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ (۷) فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ (۸) كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالذِّينِ (۹) وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ (۱۰) كِرَامًا كَاتِبِينَ (۱۱) يَعْلَمُونَ مَّا تَفْعَلُونَ (۱۲) إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ (۱۳) وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ (۱۴) يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الذِّينِ (۱۵) وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ (۱۶) وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمَ الذِّينِ (۱۷) ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمَ الذِّينِ (۱۸) يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۖ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ (۱۹)

روایتی تراجم کا ایک نمونہ

"جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب تارے بکھر جائیں گے اور جب سمندر پھاڑ دیے جائیں گے اور جب قبریں کھول دی جائیں گی اُس وقت ہر شخص کو اُس کا اگلا پچھلا سب کیا دھرا معلوم ہو جائے گا اے انسان، کس چیز نے تجھے اپنے اُس رب کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا جس نے تجھے پیدا کیا، تجھے نک سک سے درست کیا، تجھے متناسب بنایا اور جس صورت میں چاہا تجھ کو جوڑ کر تیار کیا؟ ہر گز نہیں، بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) تم لوگ جزا و سزا کو جھٹلاتے ہو حالانکہ تم پر نگران مقرر ہیں ایسے معزز کاتب جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں یقیناً نیک لوگ مزے میں ہوں گے اور بے شک بدکار لوگ

جہنم میں جائیں گے جزا کے دن وہ اس میں داخل ہوں گے اور اُس سے ہرگز غائب نہ ہو سکیں گے اور تم کیا جانتے ہو کہ وہ جزا کا دن کیا ہے؟ ہاں، تمہیں کیا خبر کہ وہ جزا کا دن کیا ہے؟ یہ وہ دن ہے جب کسی شخص کے لیے کچھ کرنا کسی کے بس میں نہ ہوگا، فیصلہ اُس دن بالکل اللہ کے اختیار میں ہوگا۔"

جدید ترین، شفاف علمی و شعوری ترجمہ:

جب کائنات عدم سے وجود میں آچکی ہوگی [انفطرت] اور چمکتے ہوئے روشن گرے [الکواکب] خلاوں میں ہر طرف پھیل چکے ہوں گے [انتزت]؛ اور زمینیں لوگوں سے آباد ہو کر [البحار] کثرت سے پھیل چکی ہوں گی [فُجرت]؛ اور جب جو کچھ زمین میں دفن اور مخفی ہے [القبور]، اُلٹ کر باہر آچکا یعنی منکشف ہو چکا ہوگا [بعثت]، تو اُس مرحلے پر تمام انسانوں کو اس امر کی آگہی ہو چکی ہوگی کہ انہوں نے آخرت کے لیے کیا کمائی کر لی ہے [ماقدمت] اور کیا کچھ فراموش کر دیا ہے۔ اس لیے اے انسانوں سوچو کہ تمہیں کس نے تمہارے محترم پروردگار کی جانب سے گمراہ کر رکھا ہے [غرک] جس نے تمہیں تخلیق کیا، پھر تمہیں درست کرتے ہوئے ایک موزوں حالت میں لے آیا [سوآک]، پھر تمہیں ایک صحیح جسامت عطا کی [عدلک] اور اس کے بعد تمہیں ارتقاء دے کر اُس صورت پر لے آیا جو اُس کی مشیت تھی۔ تو پھر ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا [کلا] کہ تم اس کے تجویز کردہ نظام / ضابطے [الدین] کی وثاقت کا انکار کرو [بمکذب]، جبکہ تم پر لازمی تحفظات بھی مقرر کر دیے گئے ہیں۔ یہ نہایت معتبر پرچہ نویسیوں کی مثل ہیں [کر اماکاتبین] جو مستقلاً یہ نگرانی کرتے ہیں کہ تم کیا کرتے ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ راست باز [الابرار] بالآخر نعمتوں سے فیضیاب ہوں گے، اور یقیناً بدکردار [الفجار] محرومیوں اور پچھتاوؤں کی آگ میں ہوں گے [لفی جحیم] جہاں انہیں اُس وقت پہنچا دیا جائے گا جب الہامی ضابطے کے مکمل نفاذ کا دور آجائے گا [یوم الدین]؛ اور اُس انجام سے وہ بچ کر نکل نہ پائیں گے۔ اور تمہیں کیا چیز یہ ادراک دے گی کہ الہامی ضابطے کے نفاذ کا دور کیا ہوتا ہے؟ پھر ایک بار زور دیا جاتا ہے کہ تمہیں کیسے ادراک ہو گا کہ وہ الہامی ضابطے کے نفاذ کا دور کیا نوعیت رکھتا ہوگا؟ یہ وہ دور ہو گا جب کوئی نفس بھی کسی دوسرے نفس پر کسی قسم کی حاکمیت نہیں جتا سکے گا۔ اُس دور یا مرحلے میں تمام حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی مخصوص ہوگی۔"

مشکل الفاظ کے مستند معانی

Fatara : فطر: انفطار : fatr, split, cleave; begin, do first or for the first time, open a road; create out of nothing, fail to leaven the dough, bake unleavened bread from haste. INF., fatr, future, pierce through, break the fast. Fitrat: creation, natural disposition, quality, make, creative power; alms, sacrifice; mass, host; prudence, cunning, the created beings.

Kaf-Waw-Kaf-Ba (Kaf-Alif-Kaf-Ba) = To shine, glisten. Planets.

Ba-Ha-Ra = Slit, cut, divide lengthwise, split, enlarge or make wide

A vast expanse of water (Ocean, sea, huge river)

A fleet swift horse called because of its speed like the rolling of the waves in the sea

A generous man who is ample in his generosity

Wide tract of land, land belonging to or inhabited by people

Any town, village or city that has a running river or a body of water

Low or depressed land; A large meadow or garden; A place where water stagnates;

Seaman, sailor.

فجر: Fa-Jiim-Ra = cut/divide lengthwise, break open, vent, incline/decline/deviate, dawn/sunrise/daybreak, source, abundantly and suddenly, ample bounty/generosity, a place from which water flows.

Gh-Ra-Ra = deceived, beguiled, inexperienced or ignorant in affairs, act childish, exposed to perdition or destruction without knowing, danger, hazard; deficiency of, imperfect performance of; vain things, vanities.

Ba-Ayn-Tha-Ra: بعثر: بعثرت = scatter abroad, turn upside down, to overthrow.

Siin-Waw-Ya : سوي: سواك = to be worth, equivalent to. sawwa - to level, complete, arrange, make uniform, even, congruous, consistent in parts, fashion in a suitable manner, make adapted to the exigencies or requirements, perfect a thing, put a thing into a right or good state. istawa - to establish, become firm or firmly settled, turn to a thing, to direct one's attention to a thing, mount. ala sawain - on terms of equality, i.e. in such a manner that each party should know that it is free of its obligations, at par. sawiyyun -even, right, sound in mind and body. sawiyyan - being in sound health.

Ayn-Dal-Lam: عدل: عدلك = to act and deal justly, equitably, with fairness and proportion, adjust properly as to relative magnitude, establish justice, hold as equal, pay as an equivalent, dispose aright, straighten, deviate from the right path, turn aside, stray from. adlun - justice, equity, accuracy, recompense, ransom, equivalent, compensation, instead (thereof).

دين : = Dal-Ya-Nun = obedience/submissiveness, servility, religion, high/elevated/noble/glorious rank/condition/state, took/receive a loan or borrowed upon credit, become indebted, in debt, under the obligation of a debt, contract a debt, repay/reimburse a loan, rule/govern/manage it, possess/own it, become habituated/accustomed to something, confirmation, death (because it is a debt everyone must pay), a particular law/statute, system, custom/habit/business, a way/course/manner of conduct/acting, repayment/compensation.

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 69

سورة التکویر [81]

جدید ترین علمی و عقلی ترجمہ

پیش لفظ

قرآن کی سچی بنیادی فلاسفی کی بحالی اور اس کو دانشور طبقے میں پھیلانے کی راقم السطور کی جاری مہم میں تفتیش و تجزیے کی سمت قرآن کی اُن مروجہ مسخ شدہ اور غلط استنباط کی گئی تفاسیر کی جانب مرکوز رکھی گئی ہے جو پچھلے ہزار سال سے زائد عرصے سے تمام دنیا میں پھیلا دی گئی ہیں۔ لوگ انہی خواہش پرستانہ تفاسیر کی نظر سے قرآن اور اسلام کو دیکھتے ہیں۔ راقم کی جانب سے خاص توجہ اُس ذیلی ترمیم کردہ تحریری مواد کی طرف مبذول کی گئی ہے جسے انہی تفاسیر کے زیر اثر دیگر زبانوں میں تراجم کی صورت میں ایک نہایت مبہم اور غیر عقلی دیومالائی اسلوب میں تیار کیا گیا ہے اور ہر طرف پھیلا دیا گیا ہے۔ یہ خواہش پرستانہ اسلوب قرآن کی شاہکار ادبی نثر کو جو اکثر علامتی، استعاراتی اور محاوراتی انداز کی خوبیوں کی حامل ہے، مکمل طور پر نظر انداز کر دیتا ہے۔ اور یہ اُس ادبی نثر کا نہایت عامیانہ اور بازاری زبان میں ایک ایسا لفظی ترجمہ کر دیتا ہے جو اس کی سچی روشنی سے کوسوں دور ہے۔ پس ایسے تراجم کی درستگی کا عمل اس عاجز راقم کے قلم سے نہایت شفاف انداز میں جاری ہے۔

جہاں کہیں بھی قرآن ہمیں مستقبل میں قائم کیے جانے والے حیاتِ آخرت کے [چھٹے] مرحلہ قیام کے بارے میں قیمتی اشارے اور مختصر لیکن انتہائی اہمیت کے حامل نکات کا علم فراہم کرتا ہے، اور سرمایہ دار استحصالی طبقے کے انجام کے ضمن میں وہاں پیش آنے والی محرومیوں اور پچھتاووں سے بھری آگ میں جلنے والی کیفیات کے بارے میں بیان فرماتا ہے، تو وہاں ہم دیکھتے ہیں کہ روایتی تراجم ہمیں کائنات اور سیارہ زمین کی مکمل ٹوٹ پھوٹ اور بربادی کی داستان کے سوا اور کچھ نہیں بتاتے۔ ان کی آگ بھی اللہ تعالیٰ کے فرمان کے برعکس چولھے یا بھٹی کی دنیاوی مادی آگ ہوتی ہے۔ ہم ہمیشہ ایک ہولوکاسٹ [holocaust] کی قسم کی ٹریجڈی کے بارے میں پڑھتے ہیں جو نسل انسانی کا انتظار کر رہی ہے۔ تاہم مشاہدے اور تجربے کی بنیاد پر ہم تو اس کے برعکس یہ نوٹ کرتے ہیں کہ کائنات کا حیران کن طور پر درست اور کامل سسٹم جس کے تحت یہ بے مثال کارگاہ اپنے وظائف ادا کر رہی ہے، صرف نظم و ضبط کا ایک حیرت انگیز معیار اور کاملیت کی ایک ناقابل یقین سطح ہی ظاہر کر رہا ہے۔ یہاں کسی تباہی، بربادی اور عظیم انہدام کا قیاس کرنا بھی خالق کی شان کے خلاف اور زیادتی پر مبنی ہو گا۔ اس عظیم کاروائی میں امن پسند انسانوں کی ایک بڑی اکثریت کے بارے میں بھی یہی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آنے والے وقت میں ان کے ساتھ ایک احترام آمیز، انعامات سے پُر اور ابدی رحمتوں پر مبنی سلوک ہی کیا جائے گا۔

اس سورت میں بھی، شمس، نجوم، جبال، عشار، وحوش، بحار، صحف اور سماء وغیرہ جیسے الفاظ کو لفظی اور عامیانہ معنی ہی میں لیا گیا ہے، جب کہ ان کے گہرے اور خالص استعاراتی اور علامتی معانی اور بیانیے کے ادبی اسلوبِ قرآنی کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ جب آپ نیچے دیے گئے دونوں تراجم کا آپس میں موازنہ کرتے ہوئے مطالعہ کر لیں گے تو آپ کا تعارف دریافتوں کی ایک چونکا دینے والی دنیا سے ہو گا جو آپ کے ذہنی افق کو علم کی نئی لا محدود وسعتوں کے لیے کھول دے گی۔

سورة التکویر [81]

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ (۱) وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ (۲) وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ (۳) وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ (۴) وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ (۵) وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ (۶) وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ (۷) وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ (۸) بِأَيِّ ذَنْبٍ

فُتِلَتْ (۹) وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (۱۰) وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ (۱۱) وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِرَتْ (۱۲) وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ (۱۳) عَلِمْتُ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرْتُ (۱۴) فَلَا أَفْسِمُ بِالْخُنُوسِ (۱۵) الْجَوَارِ الْكُنُوسِ (۱۶) وَاللَّيْلُ إِذَا عَسَسَ (۱۷) وَالصُّبْحُ إِذَا تَنَفَّسَ (۱۸) إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ (۱۹) ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ (۲۰) مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ (۲۱) وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ (۲۲) وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأَفْقِ الْمُبِينِ (۲۳) وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ (۲۴) وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ (۲۵) فَأَنِّ تَذْهَبُونَ (۲۶) إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ (۲۷) لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَفِيمَ (۲۸) وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (۲۹)

روایتی تراجم کا ایک نمونہ

"جب سورج لپیٹ دیا جائے گا، اور جب تارے بکھر جائیں گے، اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے، اور جب دس مہینے کی حاملہ اونٹنیاں اپنے حال پر چھوڑ دی جائیں گی، اور جب جنگلی جانور سمیٹ کر اکٹھے کر دیے جائیں گے، اور جب سمندر بھڑکا دیے جائیں گے، اور جب جانیں (جسموں سے) جوڑ دی جائیں گی، اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور میں ماری گئی؟ اور جب اعمال نامے کھولے جائیں گے، اور جب آسمان کا پردہ ہٹا دیا جائے گا، اور جب جہنم دہکائی جائے گی، اور جب جنت قریب لے آئی جائے گی، اُس وقت ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے۔ پس نہیں، میں قسم کھاتا ہوں پلٹنے اور چھپ جانے والے تاروں کی، اور رات کی جبکہ وہ رخصت ہوئی، اور صبح کی جبکہ اس نے سانس لیا، یہ فی الواقع ایک بزرگ پیغام بر کا قول ہے جو بڑی توانائی رکھتا ہے، عرش والے کے ہاں بلند مرتبہ ہے۔ وہاں اُس کا حکم مانا جاتا ہے، وہ با اعتماد ہے۔ اور (اے اہل مکہ) تمہارا رفیق مجنون نہیں ہے، اُس نے اُس پیغام بر کو روشن افق پر دیکھا ہے، اور وہ غیب (کے اِس علم کو لوگوں تک پہنچانے) کے معاملے میں بخیل نہیں ہے۔ اور یہ کسی شیطان مردود کا قول نہیں ہے۔ پھر تم لوگ کدھر چلے جا رہے ہو؟ یہ تو سارے جہان والوں کے لیے ایک نصیحت ہے۔ تم میں سے ہر اُس شخص کے لیے جو راہ راست پر چلنا چاہتا ہو۔ اور تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہو تا جب تک اللہ رب العالمین نہ چاہے۔

جدید ترین علمی و شعوری ترجمہ

"جب وہ وقت آ پہنچے گا کہ دنیاوی عروج و اقتدار [الشس] لپیٹ دیے جائیں گے [کُورت] اور جب تمام ذیلی اور طفیلی ریاستیں اور معتبرین گمنامی [النجوم] کے پردوں میں چھپا دیے جائیں گے، اور جب بڑے بڑے مضبوط سردار اور خانوادے [الجبال] اپنی مضبوط بنیادوں سے اُکھٹڑ دیے جائیں گے [سُیرت]، اور جب اُن کی باہم مربوط معاشروں پر مبنی آبادیوں [العشائر] پر سکوت طاری ہو جائے گا [عظمت]، اور جب ایسے تنہادر بدر مارے مارے پھرتے ہوئے غم سے نڈھال لوگ [الوحوش] تھک ہار چکے ہوں گے [خُشرت]، اور جب اُن کی آباد زمینوں کے قطعات [البحار] خالی اور خنجر ہو جائیں گے [سُجرت]، اور جب یہ انسانی نفوس اپنی قسم کے گروہوں کے ساتھ باہم ملا دیے جائیں گے [زُوجت]، اور جب گمراہ کی گئی استحصال شدہ خواتین [یا معاشرے کے کمزور طبقات] سے یہ پوچھا جائیگا [الموءودة] کہ انہیں کس جرم کی پاداش میں حقیر و ذلیل کیا گیا تھا [تُختت]، اور جب تحریر شدہ اعمال نامے [صُحف] کھول دیے جائیں گے [نُشرت]، اور جب اس کائنات [السما] پر پڑے پردے اُتار کر اُس کے اسرار منکشف کر دیے جائیں گے [کُشطت]، اور جب جہنم کی آگ بھڑکادی جائے گی اور ایک امن و عافیت کی زندگی [والجنت] بھی نظروں کے سامنے لے آئی جائیگی، تو اُس وقت ہر نفس شعوری یہ جان لے گا کہ وہ اپنے ساتھ کیا لے کر حاضر ہوا ہے۔ پس، میں گواہ ٹھہراتا ہوں اُن ٹٹمانے والے اور مستقل جگمگانے ہوئے خلائی کُروں کو، اور رات کے چھائے ہوئے اندھیروں کو جب وہ دُور ہونا شروع ہو جاتے ہیں، اور صبح کی روشنی کو جب اس کا آغاز ہوتا ہے، کہ جو ابھی کہا گیا وہ ایک عزت مآب پیغامبر کا قول ہے، جو ایک ہمیشہ قائم و دائم رہنے والے صاحب اقتدار کی جانب سے [عند ذی العرش مکین] عطا کردہ قوتوں کا حامل ہے [ذی قوتہ]؛ وہ لائق اطاعت بھی ہے اور ایک امانت کا حامل بھی ہے۔ اور یہ مت سمجھو کہ تمہارا یہ ساتھی کسی جنون میں مبتلا ہے۔ کیونکہ اس نے یہ سب کچھ خود ایک انتہائی واضح کیفیت میں [بالافق المبین] دیکھ لیا ہے، اور وہ مستقبل کے اس علم کے ابلاغ کے معاملے میں [علی الغیب] تنگ نظریا بخیل [بضنین] بھی نہیں

ہے۔ اس لیے کہ یہ علم کسی شیطان مردود کا کلام نہیں ہے۔ پس اے لوگو تم اسے چھوڑ کر کدھر جا رہے ہو؟ یہ تو تمام اقوام کے لیے ایک نصیحت و یاد دہانی ہے۔ تم میں سے جو چاہے سیدھا راستہ اختیار کر سکتا ہے۔ پس اس مقصد کے لیے تم سب وہی ارادے رکھو [ماتشاو] جن میں تمام اقوام عالم کے پروردگار کی رضا ہے۔"

اہم الفاظ کے مستند معانی

Shiin-Miim-Siin: شمس = to be bright with sunshine, be glorious, be sunny. shams – sun; perverse, stubborn, or obstinate, indisposition: and a man hard, harsh, or ill-natured, in his enmity, vehement: show hatred, be restive. Persians' national symbol (Ghreeb al-Quran).

Kaf-Waw-Ra (Kaf-Alif-Ra): کور = To wind, twist/ fold/ wrap, he wound round a turban, divested of light, blinded, shall pass away and come to naught. To roll, roll up, coil, Roll into a ball; to wind, to make round, to clench (fist);

Nun-Jiim-Miim: نجم = to appear/ rise/ begin, accomplish, ensue, proceed, break forth, grow, come forward, pay punctually at appointed terms; heavenly body, luminary, star, constellation. An-nujoom = small satellite states; the dignitaries of a state (Ghreebul Quran).

Kaf-Dal-Ra: کدر: انکدرت = To be muddy, be obscure, lose light, fall. To grieve, worry, trouble, vex, irritate, annoy, sore, troubled, feel offended, be displeased. Fall and become scattered. Takaddar; kudoorat; became troublesome, or perturbed

Siin-Ya-Ra: سی: سیرت = to go, travel, be current, move, journey. sairun – the act of giving, journey. siratun – state/ condition, make/ form. sayyaratun – company of travellers, caravan. To set out, strike out, get going, to behave well, to follow, pursue, went, passed, passed away, or departed.

Ayn-Shiin-Ra: عشار: اشرا = ashara – to consort, live with, cultivate one's society, become familiar. ashirun – companion, ashiraturun – kindred, ma'sharun – company, race, multitude, who live in close communion with (pl. ashair). ishar n.f. (pl. of ushra) 81:4 : intimate association, companionship, relations (social), intercourse, company, conjugal community, etc.

Ayn-Tay-Lam: عطل: عطلت = to be without care, be abandoned and not be used. mu'attalatin – abandoned without care. Destitute, impaired, defective, damaged state, loss; unemployment, etc.

Waw-Ha-Shiin: وحش = to throw away for escaping. wahhasha – to desolate. wuhuush – wild beasts. Filled with anxiety, feel lonely, to grieve, deserted, to be wild, savage, brutal; become hungry;

unsociableness; unfriendliness, unfamiliarity, wildness, loneliness; sadness, grief, sorrow, trouble of mind

Siin-Jiim-Ra : سُجِّرَتْ = to fill (oven) with fuel, heat, burn, fill (with water), stock, groan, pour forth, overflow, drain away, swell, unite. masjur – dry, empty, swollen. sajjara – to become dry/ empty.

Kaf-Shiin-Tay: كَشَطَتْ = To remove, take off (the cover), strip, scrape, skin (a camel), discover, unveil, be laid bare.

Waw-Alif-Dal : وَاوَدَّ to bury alive: to slow down; to act or proceed deliberately, tarry, hesitate, temporize, saunter. Rendered direction-less.

Kh-Nun-Siin : خَنَسَ = To retreat/ recede/ drawback, retire or hold back, lag behind, shrink and hide/ withdraw oneself, remain behind a company of people (as opposed to going with them [syn. *takhallafa*]), sneak something away (so as not to be seen), keep one back, place one behind or after, contract/ draw together or make to contract/ draw together.

Jiim-Ra-Ya : جَوَّار = To flow, run quickly, pursue a course, to happen or occur, to betake or aim for a thing, to be continuous or permanent, to send a deputy or commissioned agent.

Kaf-Nun-Siin: كُنَّسَ = Setting planets.

Ayn-Siin-Ayn-Siin: عَمَسَ = to begin to depart, dissipate the darkness of night. as'asa – to advance, approach, depart, fall in. isas – darkness.

Alif-Fa-Qaf: اُنْفَقَ = sky/ heavens/ horizon, land or part of it, their border/ extremity, utmost degree of something, overcame/ surpassed.

Dad-Nun-Nun: ضَنَّين = Became niggardly, tenacious, stingy, or avaricious. A thing highly esteemed, of which one is tenacious. Courageous, brave, or strong-hearted.

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 70

سورۃ عبس [80]

جدید ترین علمی و عقلی ترجمہ

پیش لفظ

سورۃ زیر نظر کا ترجمہ قریبی اصحاب کے اصرار پر ایک نشانِ راہ کے انداز میں صاحبانِ علم کے غور و خوض کے لیے پیش کیا جا رہا ہے۔ قرآنِ عظیم کے بلند و بالا ادبی و علمی اسلوب کو مد نظر رکھا گیا ہے اور عبارت کے باہم گہرے ربط و ضبط کو واضح کرنے کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔

اس سورت میں عمومی طور پر کی گئی ایک سرزنش کے مخاطب کے طور پر حضور رسالتِ مآب [ص] کو مخصوص کر لیا جاتا ہے جس سے آپ کی ذاتِ گرامی اور سیرتِ عالیہ پر حرف آجاتا ہے۔ پھر مختلف تاویلیں کر کے رسولِ پاک پر وارد اس نام نہاد سرزنش کے اثرات کو کم کرنے کی بے سود کوشش کی جاتی ہے۔

واضح رہے کہ یہاں متکلم نے واحد مذکر غائب اور واحد مذکر مخاطب کی ضمیریں استعمال کی ہیں جنہیں کسی بھی خاص شخصیت کی جانب اس لیے منسوب نہیں کیا جاسکتا کہ پوری سورت میں کہیں بھی ان ضماں کا مرجع سامنے نہیں لایا گیا۔ فلہذا یہ خطاب عمومی ہے جو تمام اہل علم کے لیے ہے، وہ اہل علم جن کا رویہ ایسا ہو کہ کسی مکمل طور پر لاعلم انسان کی تربیت کو صرف اس لیے نظر انداز کر دیا جائے کہ وہ جاہل مطلق کی صنف میں آتا ہو یا اس کا ظاہری حلیہ کمتر درجے کا حامل ہو۔ اور کسی ایسے پر پوری توجہ دی جائے جو خود کو افلاطون سمجھتا ہو اور جسے اس تربیت کی کوئی خاص پرواہ بھی نہ ہو۔ یہ زور دیا گیا ہے کہ قرآن حکیم [الذکر] کا پیغام ہر انسان تک پہنچانا ضروری ہے خواہ اس کے علم کی سطح پست ہو یا بلند۔ اور اس معاملے میں اکراہ اور گریز کا مطلب یہ ہو گا کہ انسان اپنے تمام تر علم کے باوجود اپنی تخلیق کے طریق کار اور مقصد سے پوری طرح آشنا نہیں ہے۔

ذیل میں اس سورت کا ایک نہایت دیانت دارانہ، عقلی و شعوری، اور اہلیت کے کسی بھی معیار پر پورا اُترنے والا ترجمہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ قرآنی سکالرز اور طالب علم اسے ایک ایسے سنگِ میل کے طور پر زیر غور لائیں جو قرآن کی دفن شدہ حتمی سچائی کی دریافت کی آخری منزل مقصود کی جانب ہماری راہنمائی کرتا ہے۔

اس مقصد کے حصول کے لیے یہ ترجمہ قرآن کے شاہکار ادبی اسلوب کی تمام نمایاں خوبیوں کو پیش نظر رکھتا ہے، متن کے تسلسل اور اس کے مختلف معروضی اہداف کے درمیان ربط باہمی پر خاص زور دیتا ہے اور فطرت، معاشرہ، انسانی ذات اور حیاتِ آخرت کے اہم تناظروں کو مد نظر رکھتا ہے۔ تو آئیے اللہ تعالیٰ کے پاک نام کے ساتھ جو اس کائنات اور زمین کے لیے ہدایت کی روشنی عطا کرتا ہے، اس انتہائی عقلیت پر مبنی ترجمے کو شروع کرتے ہیں۔ یہی وہ فرمانِ الہی ہے جو ہمیں تمام تر سنجیدگی کے ساتھ یہ علم عطا کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی غریب ضرورت مند کو علم کی روشنی سے محروم رکھنا، صرف اس لیے کہ وہ ایک کمتر درجے کا حامل اور عاجزانہ حلیہ رکھتا ہے، اور اس کے مقابلے میں کسی افلاطون اور با اعتماد نظر آنے والے کو پوری توجہ دینا، کتنی سنگین سطح کی غلطی ہے۔

سورة عبس [80]

عَبَسَ وَتَوَلَّى (۱) أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَى (۲) وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَكَّى (۳) أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرَى (۴) أَمَّا مَنْ اسْتَعْزَى (۵) فَأَنْتَ لَهُ تَصَدَّى (۶) وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَكَّى (۷) وَأَمَّا مَنْ جَاءَكَ يَسْعَى (۸) وَهُوَ يَخْشَى (۹) فَأَنْتَ عَنْهُ تَلَهَّى (۱۰) كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ (۱۱) فَمِنْ شَاءَ ذَكَرَهُ (۱۲) فِي صُحُفٍ مُكَرَّمَةٍ (۱۳) مَرْفُوعَةٍ مُطَهَّرَةٍ (۱۴) بِأَيْدِي سَفَرَةٍ (۱۵) كِرَامٍ بَرَرَةٍ (۱۶) قُلِ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرُهُ (۱۷) مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ (۱۸) مِنْ نُطْفَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ (۱۹) ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ (۲۰) ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ (۲۱) ثُمَّ إِذَا شَاءَ أَنْشَرَهُ (۲۲) كَلَّا لَمَّا يَقُضِ مَا أَمَرَهُ (۲۳) فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَامِهِ (۲۴) أَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا (۲۵) ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا (۲۶) فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا (۲۷) وَعَيْنًا وَقَضْبًا (۲۸) وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا (۲۹) وَحَدَائِقَ غُلْبًا (۳۰) وَفَاكِهَةً وَأَبًّا (۳۱) مَتَاعًا لَكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ (۳۲) فَإِذَا جَاءَتِ الصَّائِحَةُ (۳۳) يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ (۳۴) وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ (۳۵) وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ (۳۶) لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ (۳۷) وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُسْفَرَةٌ (۳۸) ضَاكِكَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ (۳۹) وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ (۴۰) تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ (۴۱) أُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرَةُ الْفَجَرَةُ (۴۲)

روایتی تراجم کا ایک نمونہ:

"محمد مصطفیٰ ﷺ] ترش رو ہوئے اور منہ پھیر بیٹھے کہ ان کے پاس ایک نابینا آیا۔ اور تم کو کیا خبر شاید وہ پاکیزگی حاصل کرتا۔ یا سوچتا تو سمجھنا۔ اسے فائدہ دیتا۔ جو پروا نہیں کرتا اس کی طرف تو تم توجہ کرتے ہو، حالانکہ اگر وہ نہ سنوے تو تم پر کچھ (الزام) نہیں۔ اور جو تمہارے پاس دوڑتا ہوا آیا اور (خدا سے) ڈرتا ہے اس سے تم بے رخی کرتے ہو۔ دیکھو یہ (قرآن) نصیحت ہے۔ پس جو چاہے اسے یاد رکھے۔ قابل ادب و رتوں میں (لکھا ہوا) جو بلند مقام پر رکھے ہوئے (اور) پاک ہیں لکھنے والوں کے ہاتھوں میں، جو سردار اور نیکو کار ہیں۔ انسان ہلاک ہو جائے، کیسا ناشکر ہے۔ اُسے (خدا نے) کس چیز سے بنایا؟ نطفے سے بنایا، پھر اس کا اندازہ مقرر کیا، پھر اس کے لیے رستہ آسان کر دیا۔ پھر اس کو موت دی، پھر قبر میں دفن کر دیا۔ پھر جب چاہے گا اسے اٹھا کھڑا کرے گا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا نے اسے جو حکم دیا اس نے اس پر عمل نہ کیا۔ تو انسان کو چاہیے کہ اپنے کھانے کی طرف نظر کرے، اور انگور اور ترکاری۔ بے شک ہم نے پانی برسایا، پھر ہم نے زمین کو چیرا پھاڑا، پھر ہم نے اس میں اناج اگایا، اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجوریں اور گھنے گھنے باغ اور میوے اور چار [یہ سب کچھ] تمہارے اور تمہارے چار پایوں کے لیے بنایا۔ تو جب (قیامت کا) غلچے گا اس دن آدمی اپنے بھائی سے دور بھاگے گا، اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے، اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹے سے۔ ہر شخص اس روز ایک فکر میں ہو گا، جو اسے (مصروفیت کے لیے) بس کرے گا۔ اور کتنے منہ اس روز چمک رہے ہوں گے، خنداں و شاداں (یہ مومنان نیکو کار ہیں) اور کتنے منہ ہوں گے جن پر گرد پڑ رہی ہوگی (اور) سیاہی چڑھ رہی ہوگی۔ یہ کفار بد کردار ہیں۔

جدید ترین علمی و شعوری ترجمہ:

"کسی کے پاس کوئی علم سے محروم انسان [الْأَعْمَى] آجائے تو کیا یہ مناسب ہو گا کہ وہ ناگواری محسوس کرے اور اسے تعلیم دینے سے گریز کی راہ اختیار کرے؟ یہ کیسے تمہارے حیطہ ادراک میں لایا جائے کہ ایسا نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ہو سکتا ہے وہ شخص ذہنی طور پر نشوونما پانے کی صلاحیت سے مالا مال ہو [لَعَلَّهُ يَزَكَّى]۔ یا وہ اتنی توجہ سے دیکھے کہ یہ اللہ کی نصیحت و راہنمائی [الذِّكْرَى] اس کی ذات کے لیے منفعت بخش ہو جائے [فَتَنْفَعَهُ]۔ دوسری طرف وہ جو علم سے بے نیازی برتے اور تم اس پر توجہ دیتے رہو۔ اور وہ پھر بھی ذہنی نشوونما نہ پاسکے تو پھر تم پر اس کی جواب داری کی کیا صورت رہے گی؟ اس لیے، وہ جو خود تم تک پہنچا ہو اور جدوجہد بھی کرتا ہو۔ نیز وہ خوفِ خدا بھی رکھتا ہو، تو کیا تم لوگ ایسے انسان کو سکھانے کی ذمہ داری سے جی چراو گے؟ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ قرآن تو ایک عمومی ہدایت اور راہنمائی ہے اور ہر وہ انسان اسے یاد کرنے اور اس سے نصیحت لینے کا حق

رکھتا ہے جو اپنی منشاء سے ایسا کرنا چاہے۔ یہ ایسے صحیفے میں درج ہے جو واجب الاحترام ہے، بلند مرتبہ ہے اور پاکیزہ ہے۔ اور ایسے ہاتھوں سے لکھا گیا ہے جو نیک، معزز اور ماہر خوشنویسوں کے ہاتھ ہیں۔

حقیقت تو دراصل یہ ہے کہ انسان کا اللہ کے تخلیقی طریق کار و راہنمائی سے انکار اسے روحانی طور پر مار دیتا ہے۔ وہ یہ جان لے اور یاد رکھے کہ اس کی تخلیق کس چیز سے کی گئی ہے۔ ایک قطرے سے اسے تخلیق کیا گیا پھر اس کی اس زندگی کے لیے قواعد و قوانین منضبط کر دیے گئے۔ پھر اس کا مخصوص راستہ اس کے لیے مہیا اور آسان کیا گیا۔ پھر گردش وقت کے ذریعے اسے انجام تک پہنچایا گیا اور اس کے جسدِ خاکی کو گڑھے میں دفن کیا گیا۔ اور پھر قانونِ مشیت کے مطابق اسکی ذاتِ حقیقی کو حیاتِ نوعطا کرنے [اَنْشَرُهُ] کا طریق کار تفکیک دیا گیا۔ اس لیے ابھی ایسا ہرگز نہ سوچو کہ اس کے لیے جو منزل مقصود متعین کی گئی ہے [اَمْرُهُ] وہ اس نے حاصل کر لی ہے [يَقْضِ]۔ اس منزل تک پہنچنے کے لیے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے حصولِ علم کی طرف توجہ دے۔ اور غور کرے کہ فی الحقیقت ہم نے کس کمال کے ساتھ تخلیق کے نباتاتی مرحلے میں وافر مقدار میں پانی فراہم کیا۔ پھر ہم نے زمین کو پھاڑا اور اس میں سے اناج پیدا کرنے کے اسباب کیے۔ اور انگور اور سبزیاں، اور زیتون اور کھجور کے درخت، اور بھرپور باغات، اور دیگر متنوع اقسام کے پھل اور گھاس پھوس تخلیق کیے، تاکہ تمہارے اور تمہارے پالتو جانوروں کے لیے سامانِ زیست بنیں۔

پھر جب بعثت کا مرحلہ [الصّٰخٰتۃ] آپہنچے گا، یہ وہ آخری دور ہو گا جب انسان اپنے بھائی سے دُور بھاگے گا، اور اپنے ماں اور باپ سے، اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے۔ ان سب میں سے ہر انسان اُس مرحلے میں صرف اپنے اعمال کے نتائج ہی کی فکر میں مستغرق ہو گا۔ اس دن کچھ چہرے روشن ہوں گے، مسکراتے اور خوش باش ہوں گے۔ کچھ اور چہرے اس دن غبار آلودہ ہوں گے۔ ان پر تاریکیاں مسلط ہوں گی۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے ہدایتِ خداوندی سے انکار اور تخریب کاری کی روش اپنائی ہوگی۔"

اہم الفاظ کے مستند معانی:

Qaf-Ba-Ra: q b r : اقبَرہ = to bury (the dead). aqbara - to cause to be buried, have a grave day, have anyone buried. Grave, tomb, intermediate state in which the soul lives after death till the resurrection.
maqabir - cemetery, place of burying.

Nun-Ba-Tay: نبت = to gush or flow out, draw water, reach water by digging well. anbata - to bring a thing to light, deduce a thing. istanbata - to find out, elicit, elucidate. nabatun - internal state of a person.

Sad-Kh-Kh: الصّٰخٰتۃ = to strike sound on the ear, strike (iron) upon (stones), deafen (the ears, noise), accuse (of great crime). sakhkhah -
deafening cry/shout/noise. Resurrection.

REMEMBRANCE

[illegible]